زیتون کی وادی

اے حمید

زیتون کی وادی

اے حمید

Books Lover's
Library
Book No.

مقبول اکیڈمی شاہراہ قائد اعظم لاہور

Marfat.com

۱۹۹۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مقبول اکیڈمی
دیال سنگھ مینشن شاہراہ قائداعظم لاہور

پرنٹرز : معظم پرنٹرز۔ لاہور

قیمت : ۱۲۰/= روپے

Marfat.com

زندگی اور محبت کی ساتھی
ریحانہ حمید کے نام

Marfat.com

اور ہم تمھیں تلاش کرتے ہوئے زیتون کی وادی میں بھی گئے
جہاں ایک نیک دل چرواہے نے
ہمارے آگے پھل اور دودھ رکھا

اور کہا
کہ اس نے خواب میں تمھیں
وہاں سے گزرتے دیکھا ہے

Marfat.com

اونچی لمبی، مخروطی کھڑکی پہ زرد گلاب کی بیل چڑھی ہوئی ہے۔

یہ بیل بڑی پرانی ہے اور اس نے کھڑکی پہ باہر کی طرف ایک چھجا سا بنا دیا ہے جو نیچے کو جھک آیا ہے۔ اس کی الجھی ہوئی گنجان شاخوں میں زرد گلاب کی معصوم کلیاں ڈوبتے سورج کی ویران خاموشی میں سو رہی ہیں۔ کھڑکی پہ پردہ چن دیا گیا ہے۔ لیکن اندر روشنی بہت کم آ رہی ہے۔ سامنے برچ اور یوکلپٹس کے درختوں کے جھنڈ ہیں جو پہاڑی ڈھلان پہ اوپر کی طرف چلے گئے ہیں۔ مغربی پہاڑیوں میں سورج غروب ہو رہا ہے اور ان کے دامنوں میں شام کے گہرے سبز سائے دھواں سا بن کر پھیل رہے ہیں۔ کسی وقت ہوا کھڑکی میں سے اندر داخل ہوتی ہے اور کسی بچے کی طرح اپنی جھولی میں سمیٹی ہوئی جنگلوں، پھولوں اور چشموں کی مہک میرے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیتی ہے۔

میں اس اونچی لمبی کھڑکی کے پاس آرام کرسی پہ بیٹھی ہوں۔

میں نے اپنے کندھوں پہ گرم اونی شال ڈال رکھی ہے۔ یہاں شام کو ہر روز سردی ہو جاتی ہے اور ہلکی ہلکی بے رنگ مرطوب دھند مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے۔ میرے سامنے سیاہ آبنوسی میز پہ چائے کے برتن لگے ہوئے ہیں۔ چینی کی پرانی کیتلی پہ

Marfat.com

سبز اور ہلکے نیلے رنگوں میں گیارہویں صدی کے چین کی شاہی شکارگاہ کا نقشہ بنا ہوا ہے۔ یہ پرانا سیٹ میرا خاوند پیکنگ سے خرید کر لایا تھا۔ اس بات کو بیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ آج وہ میرے قریب نہیں ہے۔ وہ مجھ سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو چکا ہے۔ لیکن یہ پرانا سیٹ اسے میرے قریب، میرے بالکل پاس لا کھڑا کر دیتا ہے۔ زندگی میں، میں نے اس سے کبھی پیار نہ کیا تھا بلکہ وہ میرے لیے ایک مسلسل مسئلہ تھا جس نے میرے اردگرد مکڑیوں کے ان گنت جالے بن رکھے تھے۔ مگر اس کی موت کے بعد مجھ پہ یہ بھید کھلا کہ وہ کس قدر فراخ دل اور معصوم تھا۔

میز پر یہ برتن میری پرانی خادمہ نیلی لگا کر گئی ہے۔ وہ کچن میں چائے کا پانی گرم کر رہی ہے اور میں کھڑکی کے پاس آرام کرسی پہ بیٹھی باہر غروب ہوتے سورج کی دھیمی روشنی میں گم شدہ ماضی کے قافلوں کی پراسرار دھیمی دھیمی گھنٹیاں سن رہی ہوں۔ میرا ماضی برق رفتار ریل گاڑی کی عقبی سرخ روشنی کے مانند وقت کے اندھیروں میں لحہ بہ لحہ دھندلاتا ڈوبتا جا رہا ہے اور میں ایک چھوٹے سے غیر آباد دیہاتی اسٹیشن پہ دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑی ہوں۔ کیا جانے اس اسٹیشن پہ کب کوئی گاڑی آئے۔

اونچی دیواروں، لمبی چوڑی پرانی بھدی رنگدار خاندانی تصویروں، بدوضع کھلے آتشدانوں گہرے سرخ بوجھل پردوں اور گرد آلود منقش چھت والا یہ کشادہ کمرہ سرد ہے اور شام کا اندھیرا در و دیوار پہ ان دیکھے ہاتھوں سے رات کے تاریک سایوں کا گرم لباس بن رہا ہے۔ بڑے عقبی دروازے کا بھاری پردہ ایک طرف ہٹا ہوا ہے۔ بھرے ہوئے، پکے ہوئے گندمی جسم والی نیلی چائے کے لیے گرم پانی لا رہی ہے۔ وہ پورا پاؤں جما کر قالینوں کے فرش پہ چل رہی ہے اور اس کے گول گول چہرے کے پختہ خطوط بہت سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں۔ نیلی کئی سال سے میرے ساتھ اس پرانے اور ویران پہاڑی مکان میں رہ رہی ہے۔ ایک عرصہ ہوا اس کا خاوند اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا اور آج تک واپس نہیں آیا۔ تب سے وہ میرے ساتھ ہے اور اس نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس کی عمر تیس کے قریب ہے اور اس کا گندمی بدن بہت زیادہ پکے ہوئے

Marfat.com

پھل کی طرح اپنی ٹہنی سے لگا۔ اپنی طرف بڑھنے والے ہاتھوں کے انتظار میں جل رہا ہے۔ اس کے کوئی اولاد نہیں اور وہ بہت کم بولتی ہے۔

وہ میز کے پاس کھڑی میرے لیے چائے بنا رہی ہے۔

فضا میں پھیلی ہوئی زرد گلاب کی خوشبو میں اب چائے کی مہک بھی مل گئی ہے نیلی چائے بنا کر واپس جا رہی ہے۔ وہ اسی طرح قالینوں پر سمٹی سمٹی سی چلی جا رہی ہے۔ اس نے آہستہ سے عقبی دروازے کا پردہ اٹھایا ہے اور اب دوسری طرف نکل گئی ہے — میں کمرے میں پھر تنہا رہ گئی ہوں۔

اتنی بڑی حویلی میں، اتنے بڑے کمرے میں، لمبی کھڑکی سے لگی میں چپ چاپ بیٹھی ہوں سامنے میز پر رکھی پیالی میں سے چائے کی بھاپ نکل رہی ہے۔ ہلکے بادلوں جیسی بھوری بھوری دھند کا دبلا پتلا سا شعلہ پیالی میں سے بل کھاتا، گھومتا، مڑتا اوپر کو اٹھ رہا ہے۔ اور ذرا اوپر جا کر فضا میں تحلیل ہو رہا ہے۔ میں بھی اپنی آرام کرسی پر گرم اونی شال اوڑھے بیٹھی ہوں اور میرے جسم میں سے وقت بھاپ بن کر آہستہ آہستہ اڑا جا رہا ہے۔ کچھ دیر کے لیے وہ میرے سامنے رقص کے چند ناتمام سے دائرے بناتا ہے اور پھر کسی تاریک، نامعلوم خلا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس گرم پیالی کی ساری مہک، ساری بھاپ اڑ جائے گی اور وہ ٹھنڈی ہو کر رہ جائے گی۔ پھر اس کی سطح پر ننھی ننھی جھریاں سی ابھر آئیں گی اور کسی نہ کسی نیلی کا ہاتھ اسے اٹھا کر کھڑکی سے باہر سرد اور بے جان ریت پر انڈیل دیگا۔

کارنس کے اوپر چینی کے پرانے مرتبان کے پاس اخروٹ کے براؤن گلدان میں نرگس کے زرد پھولوں کا گچھا پرسوں سے اسی طرح پڑا ہے۔ میں نے کل بھی نیلی سے کہا تھا کہ وہ ان پھولوں کو بدل دے لیکن اسے یاد نہیں رہا۔ نرگس کے زرد پھول مرجھا کر پہلے سے زیادہ پژمردہ اور خاموش ہو گئے ہیں۔

کسی روز جب رات کو بارش ہو رہی ہو گی اور کھڑکی بند ہو گی تو میں موم بتی جلا کر اپنے پلنگ سے اٹھوں گی اور ان پھولوں کے پاس آ کر ان سے باتیں کروں گی۔ میں ان سے پوچھوں گی۔

تمہیں کس کا انتظار ہے مرجھائے ہوئے پھولو؟

Marfat.com

ان پژمردہ پھولوں میں کوئی مہک باقی نہیں رہی۔ خوشبو کے بعد اب ان کا رنگ بھی اڑنے لگا ہے۔ وہ شہزادی چاندنی راتوں کی کن پگڈنڈیوں پہ سے ہو کر آئے گی جو ان بن مہک کے اداس پھولوں کو اپنے بالوں میں سجائے گی؟ — اب شام کی پر اسرار، دھیمی ہوا چلنے لگی ہے۔ میں چائے پی رہی ہوں۔ گرم خوشبو دار چائے میرے جسم میں بھولے بسرے ادھورے گیت بن کر اتر رہی ہے۔ اور مجھے ان حبشی صحرانوردوں کا خیال آ رہا تھا۔ جو بابل و نینوا کی پرانی کارواں سراؤں کے باہر سرو کے درختوں تلے بیٹھ کر ہی جلا وطن شہزادوں کو یاقوتی محلات میں رہنے والی آہو چشم شہزادیوں کی پر محبت داستانیں سنایا کرتے تھے۔

. . . . . . اور اے نیک دل شہزادے! سر شام جب بحیرہ روم کے ساحل کی طرف سے ہوا آتی اور زیتون کے جنگل میں پھول اپنی آنکھیں کھولتے تو شہزادی سنبلہ اپنی مرمرین بارہ دری میں سونے کے پلنگ پر نیم دراز ہو کر اپنے سنہرے بال شانوں پہ پھیلا دیتی اور موسائی ستون کے سائے میں بیٹھی ہوئی سوڈانی کنیز طاؤس کے نازک تاروں پہ قدیم مصر کا کوئی اداس نغمہ چھیڑ دیتی . . . . . .

مگر میں اس طاؤس پر محبت کا کون سا نغمہ چھیڑوں؟

میرے ہر گیت کا شعلہ دھواں بن چکا ہے اور ہر نغمہ پھول بننے سے پیشتر ہی تاریک زمین میں دفن ہو چکا ہے۔ میرے سنہری بالوں کا رنگ اڑ کر پھیکا ہو رہا ہے۔ میرے چہرے پر گذرے ہوئے دن اپنے قدموں کے گہرے نشان چھوڑ گئے ہیں۔ جب کبھی میں خواب گاہ میں قدِ آدم آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے آپ پر نگاہ ڈالتی ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں ریل کی کھڑکی میں سے سر باہر نکالے پھیلے ہوئے سلسلہ در سلسلہ کھنڈرات کو دیکھ رہی ہوں۔ میں ٹھہرے ہوئے ستون، گرنے والی دیواریں اور جھکے ہوئے گرد آلود مینار دیکھتی ہوں اور جلدی سے پرے ہٹ جاتی ہوں۔ آہ! وقت، ظالم وقت!! ہمارا سب سے بڑا محسن ہمارا سب سے بڑا دشمن وقت! جو پھول لے کر آتا ہے اور قبریں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ جو مہمان بن کر گھر میں داخل ہوتا ہے اور چور بن کر بھاگ جاتا ہے۔ ہم اسے روک نہیں سکتے ہم اسے پکڑ نہیں سکتے۔ سیماب صفت لہروں کی طرح وہ زندگی کی ریت پر نامعلوم تحریریں

Marfat.com

ثبت کرتا آگے بڑھتا چلا گیا ہے رکبھی کبھی مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہم لوگ بس ایک بہت بڑا پل ہیں جس کے پاؤں دھرتی کی گہرائیوں نے جکڑ رکھے ہیں اور جس کے اوپر سے وقت تیز رفتار ریل گاڑی کی طرح بھاگا جا رہا ہے ۔ اڑا جا رہا ہے ۔

کون جانے یہ ریل کہاں جا کر رکے!

میں جوانی اور بڑھاپے کے سنگھم پر کھڑی ہوں ۔میرا ایک سورج غروب ہو رہا ہے اور دوسرا سورج طلوع ہو رہا ہے ۔غروب ہونے والے سورج میں میرے تمام گیت، سارے شعلے اور سب پھول اور رنگ ہیں اور طلوع ہونے والا سورج سفید اور بے روح اور بے جان ہے اور اس کی پھیکی سفید کرنیں رعشہ زدہ انگلیوں کی طرح کانپ رہی ہیں ۔ یہ سرد اور بے رنگ روشنی میرے جسم میں برف کی قاش بن کر چبھ رہی ہے ۔ اور میرا سارا بدن سن ہوا جا رہا ہے ۔ وقت کے ماہی گیر کا جال میرے سمندر میں سے تمام موتی، ہیرے پنے ، لال اور مونگے سمیٹ کر اوپر ہی اوپر کھینچے لیے جا رہا ہے اور کچھ ہی دیر میں وہاں سوائے الجھی ہوئی دلدلوں جھاڑیوں اور کائی سے ڈھکی ہوئی بدرنگ چٹانوں کے ، اور کچھ نہ ہوگا ۔میرے ایک ہاتھ میں شباب کے رنگین آنچل کا آخری کنارہ رہ گیا ہے اور میرا دوسرا ہاتھ تاریک سایوں میں گم ہوتا جا رہا ہے ۔

راتوں کو اندھیرے میں جب میں اپنی خواب گاہ میں پلنگ پر تنہا ہوتی ہوں تو میں اپنے سارے جسم پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرتی ہوں اور مجھے سوتے میں کسی بچے کے رونے کی مدھم آواز سنائی دیتی ہے ۔ایک پل کے لیے میرا سارا بدن کانپنے لگتا ہے اور مجھے احساس ہونے لگتا ہے کہ میں وہ پکی ہوئی ناشپاتی ہوں جس کا رس اور گودا اندر ہی اندر گھل گیا ہو ۔ پھر میں خواب دیکھتی ہوں ۔ زرد خونخوار دانتوں والے وحشی چیتوں اور شدت کرب سے دھاڑتے ہوئے زخمی شیروں کے خواب! میں دیکھتی ہوں کہ میں لہو لہان بدن لیے تیز، نوکیلی خاردار جھاڑیوں میں الجھی پڑی ہوں ۔ اور میرے پیٹ پر ایک سانپ پھن پھیلائے بیٹھا ہے اور میں زور زور سے قہقہے لگا رہی ہوں اور میرے منہ سے سبز جھاگ بہہ رہا ہے پھر میں چیخ مار کر اٹھتی ہوں اور موم بتی جلا کر جلدی سے

Marfat.com

نیلی کے کمرے میں جاکر اسے اٹھاتی ہوں۔ نیلی کو معلوم ہے کہ مجھے رات کو ڈراؤنے خواب آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بغیر کچھ کہے چپکے سے اٹھ کر میری خواب گاہ میں چلی آتی ہے اور میرے ساتھ لیٹ جاتی ہے۔ نیلی مجھ سے کئی سال چھوٹی ہے۔ اس کے پکے پکے مضبوط جسم کی گرمی میرے جسم میں لذت کی ایک گرم رَو سی دوڑا دیتی ہے اور پھر مجھے اپنے مرحوم خاوند کا خیال آتا ہے۔ جس سے میں کبھی محبت نہ کر سکی اور پال کا خیال آتا ہے جس سے میں پھر کبھی نہ مل سکی۔ جس نے مجھ سے نفرت بھی کی اور محبت کی ـــــــ جس نے میرے بدن میں اپنے تیز پنجے چبھو کر مجھے وحشیوں کی طرح اپنی طرف کھینچا۔ اور پھر میرے کان میں ریشم سے بھی زیادہ نرم آواز میں کہا۔

"مجھے تم سے محبت ہے۔"

اس کی محبت میرے پاؤں سے شروع ہوئی اور میرے ہونٹوں تک پہنچی اور ہونٹوں تک پہنچنے کے لیے اس نے میرے سارے جسم کے جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں کو عبور کیا وہ مجھے ایک ہاتھ سے کانٹوں پر سے گھسیٹتا ہوا پھولوں کی سیج پر لے گیا

اور جب میں شبنمی پھولوں سے لدی ہوئی شگفتہ ابریشمی سیج پر پہنچی تو میرا جسم گرم خون میں تر بتر تھا اور مجھے ایک گہری، عمیق اور انتہا تسکین کا احساس تھا۔ جس کے لیے میں نوکیلے کانٹوں کی مرہونِ منت تھی۔

انہی گرم، کھولتے اور دہکتے ہوئے خوابوں کے آتشیں جزیروں میں رات کٹ جاتی ہے اور صبح اٹھتی ہوں تو دن کی سفید روشنی میں چہرے پر ایک اور کانپتی ہوئی لکیر دیکھتی ہوں اور سوچتی ہوں میں بوڑھی ہو رہی ہوں۔ دن کی روشنی میں مجھے ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہے اور کوئی خوبصورت گرم خیال مجھے دھوکا دینے میں کامیاب نہیں ہوتا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ میں سارے سارے دن اس نیم روشن سرد کمرے میں بیٹھی رہتی ہوں اور صرف شام کے بعد باہر باغ میں ٹہلنے نکل جاتی ہوں مجھے یہ تھوڑی سی روشنی اور تھوڑے سے اندھیرے والی حالت بڑی پسند ہے۔ کیا یہ اس لیے تو نہیں کہ میں خود۔ روشنی اور اندھیرے کی مشترکہ سرحد پر کھڑی ہوں دراصل یہ کسی کی مملکت نہیں۔ نہ یہاں روشنی

Marfat.com

کی عملداری ہے اور نہ اندھیرا حکومت کرتا ہے۔ یہ دو بڑی قوتوں کا درمیانی خلا ہے۔ جو باہمی متضاد کشش سے زندہ ہے۔ یہاں خیر بھی ہے اور شر بھی اور یہاں نہ خیر ہے نہ شر۔ یہ تیس اور چالیس کے درمیانی عمر کی سرزمین ہے جو عورت کے برِ عظیم میں ایک لق و دق صحرا کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں امیدوں کے کھنڈر ہیں اور پچھتاووں کے مزار۔ جہاں دور دور تک چشمے اور درخت، پانی اور سایہ نہیں ملتا اور جہاں دن کو بھی دھول اڑتی ہے اور رات کو بھی دھول اڑتی ہے۔ آہ! اس عمر میں عورت کیا محسوس کرتی ہے؟ شاید اسے کبھی کوئی عورت بیان نہ کر سکے اور کبھی کوئی مرد برداشت نہ کر سکے۔

میں بھی اسی غار، اسی صحرا میں سے گذر رہی ہوں۔

زندگی میں پہلی بار مجھے سورج کی روشنی سے نفرت محسوس ہونے لگی ہے۔ مجھے اس ننگی اور سر درد روشنی سے ڈر لگتا ہے۔ سورج ایک بد لحاظ سود خوار کی طرح میرے سارے کپڑے اتار کر مجھے ننگا کر دیتا ہے اور پھر میری ڈھلکی ہوئی چھاتیوں اور دوہرے پیٹ کے ڈھیلے خطوط گننے لگتا ہے۔ وہ پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی پر کھڑے ہو کر اپنا سفید بوڑھا سر ہلاتے ہوئے کہتا ہے۔ دیکھو بلقیس تمھارے بازوؤں کا گوشت اپنا آپ چھوڑ رہا ہے۔ دیکھو تمھارے سر کے بالوں میں چوری چھپے سفید بال اُگنا شروع ہو گئے ہیں۔ اور تمھارے ہونٹوں کے مخروطی کناروں پر یہ لکیریں سی کیسی نمودار ہو رہی ہیں اور تمھاری آنکھوں تلے یہ حلقے گہرے کیوں ہوتے جا رہے ہیں؟ میرے جسم پر کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے۔ مجھے روشن کرنوں پر ان بے شرم ٹھنڈی انگلیوں کا گمان ہوتا ہے جو بڑی بے حیائی سے میرے جسم کو ٹٹول رہی ہوں اور میں بھاگ کر اپنے کمرے میں آجاتی ہوں۔

اس کمرے کی مہربان نیم تاریکی مجھے بڑی تسکین دیتی ہے۔

یہ غم خوار سہیلی کی طرح مجھے اپنے بازوؤں میں لے لیتی ہے اور میرے کانوں میں اپنی محبت بھری گرم آوازیں محبوب کی تلاش میں سرگرداں شہزادیوں کے پر سوز مرثیوں کا سحر پھونکتی ہے۔ جب شام رخصت ہوتی ہے اور وادیوں کی طرف سے رات کی پہلی خوشگوار تازہ ہوا چلتی ہے تو میں گرم شال سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ کر مکان کے بڑے آہنی پھاٹک

Marfat.com

سے باہر نکلتی ہوں اور چیڑھ کے درختوں میں چھپی ہوئی پتھریلی پگڈنڈی پر ٹہلتے ٹہلتے دور تک نکل جاتی ہوں۔ میری اس تنہا چہل قدمی میں کوئی مخل نہیں ہوتا۔ مکان کے ارد گرد کی کافی زمین میرے خاوند کی ملکیت تھی جو اب میرے قبضہ میں ہے۔ یہاں سے کبھی کسی غیر شخص کا گذر نہیں ہوا۔ آبادی اس ٹیلے سے بہت آگے جاکر شروع ہوتی ہے۔ جب میں اپنی زمین کی سرحد پر خاردار باڑھ کے پاس چپ چاپ کھڑی ہو جاتی ہوں تو مجھے دور پہاڑی کے دامن میں آبادی کی روشنیاں جھلملاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ گہرے نیلے آسمان پر شفاف ستارے چمک رہے ہوتے ہیں۔ اگر بادل چھائے ہوئے ہوں تو ساری وادی کو سرمئی اور سفید رنگ کے بادلوں نے ڈھانپ رکھا ہوتا ہے اور درختوں کے تنے دھند میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ درختوں کی شاخوں پر سے شبنم ٹپک رہی ہوتی ہے اور پرندے اپنے اپنے گھونسلوں میں گرم ہو کر دبکے بیٹھے ہوتے ہیں۔ خنک پہاڑی راتوں کی اس کھنڈراتی ویران تنہائی میں میرا سینہ اپنے آپ گرم ہو جاتا ہے اور مجھے گذرے ہوئے دنوں کی یاد آجاتی ہے۔

مرطوب، اندھیرا، نمی، خاموشی اور چیڑھ کے جھومروں میں سرسراتی ہوا۔

اور ان دھندلکوں کی دبیز تہوں میں بہت نیچے جاکر، کہیں دور ——— میں ایک شوخ چشم چکیلی سانولی لڑکی کو بس میں سوار ہو کر اسکول جاتے دیکھتی ہوں۔ وہ بغیر برقعہ کے ہے اور شہر کے اندر ایک بڑے پرانے اور بہت بڑے حویلی نما خاندانی مکان کی پٹی ہوئی ٹھنڈی ڈیوڑھی عبور کر کے آئی ہے۔ وہ ہلکی نیلی چھاپہ دار چھینٹ کے سادہ سوٹ میں ملبوس ہے اور اس کی کس کر گندھی ہوئی دونوں چوٹیاں کنواری لڑکیوں کے انداز میں کانوں کے پاس ربن سے بندھی ہوئی ہیں۔ وہ بس کی اگلی سیٹ پر بیٹھی ہے۔ کتابیں اور نقشہ کی کاپی اس کی گود میں ہے اور جب کوئی راہ گیر اسے بھرپور نظروں سے دیکھتا ہے تو حیا سے اس کے رخسار تپنے لگتے ہیں اور اس کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔ اسکول کے کمپاؤنڈ میں وہ چاک و چوبند ہرنی کی مانند کلیلیں بھر رہی ہے۔ کبھی اس لڑکی کو چھیڑتی ہے اور کبھی اس سہیلی سے کچھ چھین کر بھاگ جاتی ہے۔ وہ ایک خوش رنگ تتلی کی طرح

Marfat.com

آزادی سے گھوم پھر رہی ہے۔ کئی لڑکیاں اس سے جلتی ہیں۔ کئی لڑکیاں اس سے محبت کرتی ہیں وہ کلاس میں بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتی۔ کسی کا دوپٹہ کھینچ رہی ہے تو کسی کو یونہی دور سے ناک سکیڑ کر دکھا رہی ہے۔ ایک لڑکی اس کی شکایت کر رہی ہے۔ استانی اس کے کان کھینچ رہی ہے۔ اس کا منہ لال ہو رہا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد پھر وہی، شرارتیں ہو رہی ہیں۔ واپسی پہ یہی لڑکی بس میں کتابیں گود میں لیے بیٹھی ہے اور کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے شرما رہی ہے —— پھر یہی لڑکی مجھے شہر کے سب سے خوبصورت کالج میں دکھائی دیتی ہے۔ وہ جدید وضع کے خوبصورت لباس میں ملبوس ہے اور اس کے بالوں کا سٹائل بھی بدل گیا ہے۔ اس کا جسم پہلے سے زیادہ خوبصورت اور بھرا بھرا ہے۔ اور وہ دوپٹہ گھاس پہ پھینک کر اونچے درختوں کی چھاؤں میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ مل کر تازہ فلموں کے گیت گنگناتی ہے۔ اپنے پروفیسروں اور لیکچراروں پر فقرے چست کرتی ہے۔ اور کالج میگزین کے لیے لطیفے جمع کرتی ہے۔ لیکن اس کے چہرے پر اب وہ اسکول کی زندگی والی چمک اور معصومیت نہیں ہے۔ اس کی جگہ ایک قسم کے اضطراب انگیز تفکرات اور پژمردگی نے لے لی ہے۔ کسی وقت وہ کسی درخت تلے بنچ پر کتنی کتنی دیر اکیلی بیٹھی کچھ سوچتی رہتی ہے —— میں اس اکیلی اکیلی، اداس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے چھونے کی کوشش کرتی ہوں اور یہ سارا منظر دھند کی دبیز تہوں میں تحلیل ہو جاتا ہے۔

پھر ایک اور منظر ابھرتا ہے —— بڑا ڈراؤنا اور وحشتناک منظر۔ میں جھرجھری سی لیتی ہوں۔ اب دوسرا منظر طلوع ہوتا ہے۔ پہلے سے بھی زیادہ خوفناک۔ پھر تیسرا اس سے بھی زیادہ ڈراؤنا۔ پھر چوتھا، پانچواں، چھٹا، اور منظر در منظر، سلسلہ در سلسلہ آگ خون اور شعلے اڑاتے پتھروں کا طوفان ——

میں آنکھیں بند کر لیتی ہوں۔ میں آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ لیتی ہوں اور میری بند پلکوں کے اندر گرم آنسوؤں کی لہریں امنڈ آتی ہیں۔ میں اس لڑکی کو کبھی نہیں بھول سکتی جو ہلکی نیلی شنٹنگ کا سوٹ پہنے کتابیں گود میں سنبھالے بس میں سوار ہو کر اسکول جایا کرتی تھی۔ میں اس لڑکی کی لاش پہ سے گزر کر یہاں تک آئی ہوں۔ بلکہ کبھی کبھی مجھے یوں لگتا ہے جیسے

یں ابھی تک لاش پر سے گذر رہی ہوں۔ میں اپنے پاؤں تلے مردہ بدن کی بے روح ٹھنڈک محسوس کرتی ہوں اور فضا میں سرو کافور کی بو سونگھتی ہوں۔ میں چیڑھ کے درختوں میں سے گذرتی ہوئی اپنے پہاڑی مکان میں واپس آجاتی ہوں۔

جس روز بارش ہو رہی ہو میں اپنے گھر سے واپس نہیں نکلتی۔ سارے دن بڑے کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھی پڑھتی رہتی ہوں اور کالج کے زمانے کی لکھی ہوئی بوسیدہ ڈائری کے اوراق الٹتی رہتی ہوں۔ یہ ڈائری ابھی تک میرے ساتھ ہے۔ یہ میری سب سے عزیز سہیلی ہے۔ اس میں میرے روشن اور تاریک دنوں کی یادیں دفن ہیں۔ رات کو جب میں موم بتی کی ملائم روشنی میں اسے کھولتی ہوں تو مجھے فضاؤں میں دور دور تک گرجاؤں اور مندروں کی دھیمی دھیمی مقدس گھنٹیوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ پڑھتے پڑھتے مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے میں آدھی رات کے وقت کسی ہسپتال کے لمبے چوڑے نیم روشن وارڈ میں سے گذر رہی ہوں۔ جہاں میری خوبصورت زندگی کا ہر گذرا ہوا دن بستر مرگ پر پڑا ہے اور مجھے قریب سے گذرتا دیکھ کر کمزور بازو اٹھا کر اپنی طرف بلا رہا ہے۔ نیلی میرے قریب ہی قالین پر بیٹھی کچھ نہ کچھ بن رہی ہوتی ہے۔ اگر روشندان کھلا رہ گیا ہو تو کمرے میں بادل سرک آتے ہیں اور نیلی کا چہرہ دھندلا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اٹھ کر روشندان بند کرتی ہے اور آتشدان میں آگ جلانا شروع کر دیتی ہے۔ نیلی سے مجھے بڑا لگاؤ ہے۔ خادمہ ہوتے کے باوجود وہ مجھے چھوٹی بہنوں کی طرح پیاری ہے۔ وہ بھی میرا بہت خیال رکھتی ہے۔ وہ پانچوں وقت بڑی باقاعدگی سے نماز پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کے حق میں دعا کرتی ہے جو اسے مدت ہوئی چھوڑ کر کہیں پردیس جا چکا ہے۔ نیلی کو یقین ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور واپس آئے گا۔ کبھی کبھی وہ اس سے ناراض بھی ہو جاتی ہے اور اسے برا بھلا کہنے لگتی ہے۔

"مجھے یوں چھوڑ کر اسے کیا مل گیا ہوگا۔ میں اگر چاہوں تو اس کے ساتھ بے وفائی کر سکتی ہوں لیکن مجھے اس کی عزت کا پاس ہے کیا ہوا جو اس نے میری پرواہ نہیں کی ـــ مرد تو ہوتے ہی بے وفا ہیں"

رات گئے جب میں اپنے نمدار ٹھنڈے بستر پر لیٹتی ہوں تو مجھے بالکل نیند نہیں آتی۔ بستر کی

Marfat.com

سپید چادر اتنی نم ہوتی ہے جیسے اس پر ساری شام اوس گرتی رہی ہو۔ میں سُنبل کا گرم لحاف اوپر کر لیتی ہوں لیکن سردی میں ذرا کمی نہیں ہوتی۔ پھر میں نیلی سے گرم پانی کی دو بوتلیں بھر بھروا تی ہوں اور انھیں اپنے پہلو میں رکھ کر سونے کی کوشش کرتی ہوں۔ نیند — راتوں کی شہزادی نیند دور آتشدان کے پاس بیٹھی مجھے دیکھتی رہتی ہے۔ لیکن میرے پاس نہیں آتی۔ ہائے یہ برف آلود تنہائی!

پال! تم کہاں ہو؟ کس دیس میں ہو؟ اپنا گرم ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔ میں برف کے غضبناک طوفان راستہ بھول گئی ہوں۔ میں گھٹنوں تک برف میں دھنستی تمھارے کمرے میں جلتی ہوئی آگ کو یاد کر رہی ہوں اور میرا جوتا کہیں رہ گیا ہے اور دوپٹہ کہیں گر پڑا ہے اور شال کہیں الجھ گئی ہے۔ میری کمزور آواز طوفان کی وحشت ناک سیٹیوں میں گم ہو کر رہ جاتی ہے اور میں نڈھال ہو کر برف میں گر پڑتی ہوں۔

اخروٹ کے براؤن گلدان میں نرگس کے مرجھائے ہوئے پھول رات کے اوّلیں اندھیرے میں پہلے سے زیادہ افسردہ دکھائی دینے لگے ہیں۔ اب رات ہو گئی ہے۔ نیلی لیمپ روشن کرنے آ رہی ہو گی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ موم بتی روشن کر کے گلدان کے پاس جاؤں اور نرگس کے پھولوں کا منہ چوم کر کہوں۔

اب سو جاؤ پیارے پھولو!
رات ہو گئی ہے۔

Marfat.com

یہاں مجھ سے ملنے کوئی نہیں آتا۔

یہاں مجھ سے ملنے کبھی کوئی نہیں آئے گا۔ پھر میں سرد کمروں میں بیٹھی کس کا انتظار کرتی رہتی ہوں؟ میرا خاوند مر چکا ہے۔ میرا بال مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر کسی غیر ملک میں جا بسا ہے۔ اس نے کبھی کوئی خط نہیں لکھا۔ شاید میں اسے یاد بھی نہ رہی ہوں گی۔ رات کے اندھیرے میں گرنے والی شبنم کو کون یاد رکھتا ہے۔ میرے کوئی اولاد نہیں۔ میرے ماں باپ بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ میں دنیا کے اس بھرے میلے میں بالکل اکیلی ہوں۔ دور گمنام سمندروں میں ابھری ہوئی بھوری چٹان کی طرح میں سب سے الگ، سب سے جدا ہوں۔ میری سنگین پیشانی پر منجمد تنہائیوں کی مہر لگی ہے۔ کبھی کوئی پرندہ گیت گاتا ہوا میرے اوپر سے نہیں گزرا۔ کبھی کوئی جہاز پردیس سے لائے ہوئے مسافروں کو لے کر میرے قریب سے نہیں گزرا۔ اتنے بڑے سمندر میں صرف میں ہوں اور بپھرتی موجیں ہیں جو دور دور سے آکر میرے سینے سے ٹکراتی ہیں اور پھر کہیں دور نکل جاتی ہیں میں تنہائیوں کے اس جزیرے میں عمر بھر کے لیے جلاوطن کر دی گئی ہوں۔ سورج ڈوب جانے پر جب میں چیڑھ کے جھنڈوں میں سے نکل کر اس پراسرار پہاڑی مکان کے دروازے کی

Marfat.com

طرف بڑھتی ہوں تو یہ مجھے ایک پرانے بوسیدہ قلعے کی مانند دکھائی دیتا ہے جس کے غبار سے اٹے ہوئے برآمدوں اور غلام گردش میں شکستہ دل شہزادیوں کی روحیں چل پھر رہی ہوں۔ اتنا بڑا مکان شاید برف کے پہاڑ میں کھود کر بنایا گیا ہے۔ پھر یہ ہڈیوں کو جما دینے والا کہر کہاں سے آ گیا؟ یہ ویران محل! جو کبھی مجھے اتنا پسند تھا کہ میں اس کی یاد میں ایک ہفتہ سے زیادہ شہر میں نہ ٹھہر سکتی تھی۔ جہاں چراغوں کی روشنیوں اور مہمانوں کے قہقہوں اور حسین عورتوں کے ریشمی ملبوسات کی خوشبوؤں کے درمیان تہوار منائے جاتے تھے۔ جہاں میری سالگرہ کے موقع پر مبارکبادیوں کے پیغامات کی بارش ہوتی تھی اور ہر کمرے میں تحائف کے ڈھیر لگ جاتے تھے۔

آج اس مکان پر اجڑے ہوئے قلعے کا گمان ہو رہا ہے۔

اور میں اس قلعے کی دیوار پر ٹنگی ہوئی تصویر ہوں۔ بے جان اور گرد آلود تصویر! وہ روشن اور گرم دن کہاں کھو گئے؟ جب موم بتی بجھ جاتی ہے تو اس کا گرم شعلہ اڑ کر کہاں چلا جاتا ہے؟ ایک ایک کر کے میرے نام ستارے اپنے پیچھے بجھی ہوئی لکیریں چھوڑتے ٹوٹتے چلے گئے ہیں اور اب آسمان بے نور آنکھ کی طرح پتھرا چکا ہے۔

کیا بیتے دن پھر کبھی مجھ سے ملنے نہ آئیں گے۔؟

لیکن میں نے تو ان سے برا سلوک نہ کیا تھا۔ میں نے خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا تھا اور انھیں ہنستے کھیلتے رخصت کیا تھا۔ پھر وہ مجھ سے ناراض کیوں ہو گئے؟ اگر انھیں پھر کبھی لوٹ کر نہیں آنا تھا تو پھر مجھے بھی اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟ میرا دن ڈھل رہا ہے اب اگر میں ان کی تلاش میں نکلی تو مجھے راستے میں ہی رات آ جائے گی۔ اور کیا خبر کسی دن اچانک پال کا خط آ جائے کہ وہ مجھ سے ملنے یہاں آ رہا ہے۔ میرے پاس آ رہا ہے۔ پھر اگر میں یہاں نہ ہوئی تو وہ ناامید ہو کر واپس چلا جائے گا اور میں اس سے کبھی نہ مل سکوں گی۔

کیا وہ دن بھی کبھی آئے گا جب میں اس لمبی اونچی مخروطی کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوں گی اور دیکھوں گی کہ پال بالکل چپ چاپ قدم اٹھاتا چیڑھ کے درختوں میں سے گزرتا چلا

Marfat.com

آرہا ہے؟ شاید وہ سورج کبھی طلوع نہ ہوگا۔ جس کی روشنی مجھے پال کے چوڑے سینے پر سر رکھے روتا دیکھے گی۔ جانے وہ دنیا کے کس حصّے میں ہے۔ کس حال میں ہے۔ کیا کر رہا ہے۔ کسی وقت جی چاہتا ہے کہ اُسے ایک خط لکھوں اور اس سے کہوں۔

پال! میرے لیموں کے پیڑ سفید شگوفوں سے لد گئے ہیں۔ راتیں گرم ہو گئی ہیں اور چاند بڑی دیر بعد طلوع ہوتا ہے۔ آؤ ہم ایک دوسرے کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے خوشبودار اندھیروں میں چاند کے طلوع ہونے کا انتظار کریں۔۔

لیکن میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ کیا لفافے پر صرف نام لکھ دینے سے اُسے خط مل جائے گا؟ تنہائی کی خاموش لہریں دبے دبے میرے پاس آتی ہیں اور مجھے قسم قسم کے خواب دکھلا کر چپ چاپ گذر جاتی ہیں۔ جب یہ لہریں بالکل ساکن ہوتی ہیں تو کوئی اَن دیکھا مہربان ہاتھ میری پیشانی کو بڑی محبت سے چھوتا ہے اور پھر مجھے اپنے ارد گرد مدھم سرگوشیاں سنائی دیتی ہیں جیسے کوئی کہہ رہا ہو بلقیس! زرد چہرے اور اداس آنکھوں والی بلقیس! ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم بادلوں کے رتھ پہ سوار ہو کر کہکشاں کی شاہراہوں پر گھومتے پھرتے ہیں اور چاند ہمارے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ آجاؤ —— ہمارے پاس آجاؤ —— !

لیکن میں کیسے آؤں میری سہیلیو! میرے ہاتھ میں امید کی کلی ہے اور پاؤں انتظار کی زنجیریں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر میں تمھارے پاس آگئی۔ تو پال مجھے یہاں نہ پا کر واپس چلا جائے گا اور پھر میں اسے کبھی نہ دیکھ سکوں گی۔ ابھی میری آنکھوں میں انتظار کی چمک اور ہونٹوں میں پیار کا رس باقی ہے۔ ابھی مجھے کچھ دیر انتظار کر لینے دو۔ ابھی دن کا کچھ حصہ باقی ہے۔ ابھی رات نہیں ہوئی۔ ابھی افق پر شام کی روشنی چمک رہی ہے۔

اور اگر رات ہو گئی اور افق کی لکیر میں سورج کا تھال غروب ہو گیا اور پال نہ آیا تو میں اپنے گھر کی کھڑکی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گی اور کمرے کی تمام موم بتیاں گل کر دوں گی اور نرگس کے مرجھائے ہوئے پھول اپنے بالوں میں سجا کر رات کی بے نور آنکھوں پہ نرم قدم اٹھاتی تمھارے پاس آجاؤں گی۔ پھر میں تمھارے ساتھ آسمانی رتھ میں سوار ہو کر کہکشاں کے غبار میں گم ہو جاؤں گی۔

Marfat.com

اور ایک رات جب کہ باہر موسم کی پہلی برف گر رہی تھی میں آتشدان کے پاس آرام کرسی پر نیم دراز تھی۔ کارنس پر شمع دان میں دو لمبی موم بتیاں بڑے سکون سے سلگ رہی تھیں۔ کمرے میں ان کی نیلے زبان ملائم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ آتشدان میں کوئلے سرخ ہو کر دہک رہے تھے۔ کمرہ گرم تھا۔ میرے دونوں ہاتھ گرم شال کے اندر تھے۔ نیلی رات کے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ مجھ پر غنودگی سی طاری ہو رہی تھی۔ میں نے اپنا بوجھل سر کرسی کی پشت سے لگا دیا اور میری آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ میں ایک انتہائی شاندار سرخ بارہ دری میں سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھی ہوں۔ بارہ دری کے سرو کے خوبصورت درختوں نے گھیر رکھا ہے۔ میرے قریب ہی نیلے قالین پر کوئی شہزادہ شاہانہ لباس میں ملبوس چہرے پر سیاہ رنگ کا باریک نقاب اوڑھے نیم دراز ہے اور بڑی پُر اشتیاق نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا ہے۔

میرے سر پر سنہری کرنوں کا تاج ہے۔

اور میرے ہاتھ میں چاند کے تاروں سے بنا ہوا ساز ہے۔ میں ایک ہاتھ سے ساز کو دھیمے سُروں میں چھیڑ رہی ہوں اور شہزادے کو اپنی کہانی سنا رہی ہوں اور کہہ رہی ہوں۔

نیلے پتھروں اور سُرخ پھولوں کی سرزمین کے شہزادے! وہ سورج پھر کبھی آسمان پہ نہیں چمکا جو مجھے اپنے حویلی نما بڑے مکان کی چھت پر بے فکری کے عالم میں سوتے ہوئے دیکھا کرتا تھا اور وہ شام پھر کبھی غروب ہوتے نہیں دیکھی گئی جو مجھے اپنے اسکول کے کمپاؤنڈ میں سہیلیوں کے ساتھ آزادانہ کھیلتے دیکھ کر ہمارے پاس سے چپ چاپ گزر جایا کرتی تھی۔ سورج غروب ہوتے ہوئے اپنے پیچھے کچھ رنگ چھوڑ جاتا ہے۔ میرا سورج غروب ہوتے ہوئے وہ تمام رنگ اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

میں بہت چھوٹی سی تھی کہ میرے ماں باپ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔ میں اپنے چچا کے ہاں آ گئی۔ میرا کوئی بھائی نہ تھا۔ کوئی بہن نہ تھی۔ جب ذرا بڑی ہوئی تو مجھے اپنے چچا کی ایک خادمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ میرا باپ شہر کے امیر ترین لوگوں میں سے تھا اور اس کا کاروبار چین اور ملایا تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ کپڑے اور گرم مصالوں

Marfat.com

کی تجارت کرتا تھا اور ہمیشہ گھر سے باہر رہا کرتا تھا۔ سال میں صرف ایک آدھ بار میری امّی سے ملنے آتا تھا۔ اور کچھ روز ٹھہر کر پھر واپس چلا جاتا۔ چنانچہ اس کا انتقال بھی ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں کسی غیر ملک میں ہوا۔ ابا کی موت کے دو سال بعد میری امی بھی چل بسیں اور میں اس دنیا میں اکیلی رہ گئی۔ میرا چچا مالدار ہونے کے باوجود بے حد لالچی اور حریص تھا۔ اس نے میرے باپ کی ساری جائداد اپنے قبضے میں کر لی اور مجھے اپنے پاس رکھ لیا۔ میری پرورش اسی چچا کے گھر میں ہوئی۔ جہاں مجھ پر طرح طرح کے ظلم ہوئے اور میری روح کو اسقدر مسخ کر دیا گیا کہ جب میں جوان ہوئی تو مجھ سے اپنی شکل نہ پہچانی جاتی تھی۔ اس گھر میں اگرچہ مجھے کھانے پینے اور پہننے کی کوئی تکلیف تو نہ تھی اور میں جو مانگتی تھی مجھے مل جاتا تھا لیکن یہاں میری تربیت کی طرف سے انتہائی بے نیازی برتی گئی اور یوں میرے کردار میں ایک ایسا بھیانک خلا باقی رہ گیا جسے میں آج تک پُر نہیں کر سکی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ خلا اس قدر بھیانک اور گہرا ہوتا گیا کہ آج میں اسی خلا کے مرطوب اندھیروں میں مکڑی کی طرح اپنے ہی جالوں میں الجھ کر رہ گئی ہوں۔

میں جنگل میں اُگی ہوئی جھاڑی کی طرح اس گھر میں پلی ہوئی اور کسی نے میری مناسب کانٹ چھانٹ اور آبیاری نہ کی۔ چنانچہ جب میں جوان ہوئی تو میری شاخیں یونہی ادھر اُدھر کو نکلی ہوئی تھیں۔ کہیں میری پتیوں کو کیڑے مکوڑے کھا رہے تھے اور کہیں مکڑیوں نے اپنے شکار کے لیے جالے تن رکھے تھے۔ اس کے باوجود میری ٹہنیوں پر وحشی اور خون رنگ گہرے سرخ پھول کھلے اور جب رات بھر اوس پڑنے کے بعد سورج کی پہلی کرن نے ان کی بند پلکوں پر اپنے گرم ہونٹ رکھے تو ان پھولوں کی خوشبو سے سارا مکان، سارا محلہ مہک اٹھا۔

وحشی، بے ربط، بے ترتیب اور جنگلی ہونے کے باوجود مجھے آج بھی جب وہ پھول اور وہ دن یاد آجاتے ہیں تو میری آنکھیں بھر آتی ہیں۔ کچھ بھی تھا۔ لیکن وہ دن بڑے روشن اور صحت مند تھے اور اب وہ کبھی واپس نہیں آئیں گے خواہ میں رات کی پیشانی پر سے اس کے سارے جھومر اتار کر وقت کی دہلیز پر رکھ دوں۔

Marfat.com

میرے چچا کا مکان اتنا لمبا چوڑا، اونچا اور وسیع تھا کہ اس کے بیشتر کمرے مدتوں سے بند پڑے تھے اور وہاں کبھی کوئی داخل نہ ہوا تھا۔ پیچ در پیچ تنگ و تاریک سیڑھیوں ویران کمروں، پٹی ہوئی نیم روشن ڈیوڑھیوں اور نم دار شاہ نشینوں کا ایک جال تھا کہ آپس میں الجھا ہوا تھا اور اکثر مہمان باہر نکلنے کی کوشش میں نچلے تہہ خانے میں اتر جاتے تھے۔ میرا بچپن انھیں مرطوب نیم روشن ڈیوڑھیوں اور تنگ گلی کوچوں میں محلّے کے بچوں اور اپنے چچا زاد بھائی اور بہنوں کے ساتھ کھیل کود کر بسر ہوا۔ میرا چچا زاد بھائی مجھ سے بہت جلتا اور مجھے چھوٹی سے چھوٹی بات پر پیٹا کرتا تھا۔ وہ چچا کا اکلوتا لڑکا تھا۔ اس لیے وہ اس کے ہر طرح کے ناز اٹھایا کرتے تھے۔ اس کی بہنوں سے میرا بڑا لگاؤ تھا۔ اور وہ بھی مجھ سے سگی بہنوں کی طرح محبت کرتی تھیں۔ گھر میں نوکروں اور خادماؤں کی کمی نہ تھی اور مہمانوں کا تو تانتا بندھا رہتا تھا۔

پرائمری اسکول سے نکل کر جب میں ہائی اسکول میں آئی تو میں نے بس پر اسکول جانا شروع کر دیا۔ اسکول کا زمانہ بڑا سنہری زمانہ تھا۔ میں صبح کے وقت ناشتہ کر کے کتابیں اٹھا دُھلے دھلائے سادہ مگر خوبصورت کپڑے پہن کر گھر سے نکلتی۔ بس اسٹینڈ پر میری کئی ایک سہیلیاں پہلے ہی سے موجود ہوتیں۔ ہم بس میں سوار ہو کر اسکول پہنچ جاتے۔ وہاں سارا وقت ذرا سا پڑھتے اور زیادہ شرارتیں کرنے، ہنسنے کھیلنے اور شور و غل مچانے میں گزر جاتا۔ شام کو گھر آ کر کھانا کھاتی، ریڈیو پر فلمی گانے سنتی، اسکول کا کام کرتی۔ اپنی چچا زاد بہنوں کے ساتھ وسیع دالان میں کھیلتی اور پھر گہری نیند میں کھو جاتی۔

دن انتہائی بے فکری اور صحت مندی سے گذر رہے تھے کہ چچا نے بیک وقت اپنی دونوں بڑی بیٹیوں کی شادی کا پروگرام بنا لیا۔ شادی سے کئی روز پہلے گھر میں رونق شروع ہو گئی۔ میں نے بھی بڑے قیمتی ریشمی کپڑے بنوائے۔ میری چچی شادی بیاہ کے کام میں جی کھول کر روپیہ خرچ کر رہی تھیں وہ اگرچہ تین بچوں کی ماں تھیں لیکن اُن کی کنواری لڑکیوں جیسی چمک دمک، خوبصورتی اور صحت بالکل ویسے ہی برقرار تھی۔ علاوہ ازیں چار پانچ سال سے اُن کے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ چچا نے اُن کے علاج پر سینکڑوں روپے خرچ کر

Marfat.com

ڈالے تھے مگر کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ ان سالوں کے دوران میں میں نے اس گھر میں پہلی مرتبہ دو تین بار چچی کو چچا سے لڑتے جھگڑتے دیکھا تھا۔ چچی کا مزاج بڑا چڑچڑا ہو گیا تھا اور انھوں نے چچا کی پروا کرنا چھوڑ دی تھی۔ وہ لڑائی جھگڑوں کے درمیان اکثر انھیں شرابی اور بدمعاش کے لقب سے بھی یاد کیا کرتی تھیں۔ نہ جانے کیوں چچا ان کے سامنے بالکل نہ بولتے تھے اور چپکے بیٹھے سب کچھ سنتے رہتے تھے۔ بیاہ کے دنوں میں چچا اور چچی بڑے قابلِ رشک تعاون کے ساتھ ہر کام سرانجام دے رہے تھے۔

دونوں دلہنوں کو رات کے پچھلے پہر رخصت کیا گیا۔

رخصتی کے بعد اتنے بڑے گھر میں ہر بکھری ہوئی شے کو بڑی کاہلی سے سمیٹا جانے لگا۔ چچا بڑے دیوان خانے میں اپنے لڑکے اور بوڑھے رشتہ داروں کے ساتھ بیٹھ کر خرچ اخراجات اور دوسری چیزوں کا حساب کتاب کرنے لگے۔ اوپر کچھ عورتیں مرغن کھانے کھانے کے بعد وہیں قالینوں پر لیٹ کر خراٹے بھرنے لگیں اور کچھ واپسی کی تیاریوں میں اپنے ان گنت بچوں کی گنتی کرنے لگیں۔ ان بیاہی لڑکیاں کونوں میں اپنا ریشمی لباس سمیٹ کر بیٹھ گئیں اور بڑے مزے لے لے کر کھسر پھسر کرنے لگیں۔

رات کافی گزر چکی تھی۔ اپنی سہیلیوں کے پاس بیٹھے باتیں کرتے کرتے مجھے نیند سی آنے لگی۔ میں گرم چادر اوڑھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور سونے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگی۔ مجھے ایسی جگہ کبھی نیند نہیں آتی جہاں اور لوگ بھی سو رہے ہوں۔ پہلی منزل کے سبھی کمرے بھرے ہوئے تھے۔ کہیں عورتیں سو رہی تھیں۔ کہیں دبے دبے ڈھولک دھمک رہی تھی تو کہیں کھانے پینے کا سامان بکھرا ہوا تھا۔ مجبوراً مجھے دوسری منزل کے ایک کمرے میں آنا پڑا۔ اس کمرے میں دو تین پلنگ بچھے تھے جو گرم بستروں سے لدے ہوئے تھے۔ ان سے پرے کونے میں لمبا چوڑا صوفہ پڑا تھا۔ میں نے بتی جلا کر اسے اچھی طرح صاف کیا اور روشنی بجھا کر گرم چادر اوڑھ کر اس پر لیٹ گئی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ دن بھر کی تھکی ہوئی تھی۔ لیٹتے ہی نیند آ گئی۔

مجھے سوئے بمشکل آدھ گھنٹہ گزرا ہو گا کہ کمرے کا دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آہٹ

Marfat.com

سے میری آنکھ کھل گئی میں اس کھٹکے سے سہم گئی۔ ایکا ایکی آنکھ کھل جانے سے میرے بدن میں اتنی سکت نہ تھی کہ میں کسی کو زور سے پکار سکوں۔ پیشتر اس کے کہ میں کسی کو مدد کے لیے پکاروں مجھے دو انسانوں کی کھسر پھسر کی آواز سنائی دی۔ پہلے تو سرگوشیاں سی ہوتی رہیں۔ اور پھر دونوں آوازیں مدھم لیکن صاف سنائی دینے لگیں۔ ان میں سے ایک مرد تھا اور ایک عورت۔ مرد ہمارا ایک دور کا رشتے دار تھا اور عورت میری چچی تھی۔ مجھے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا مگر چچی کی آواز صاف پہچانی جا رہی تھی۔ میرے سارے بدن پہ ٹھنڈا پسینہ آ گیا۔ مجھے اپنے اوپہ مجرم ہونے کا گمان ہونے لگا جیسے میں کسی غیر مرد سے اندھیرے کمرے میں باتیں کر رہی ہوں اور اگر بتی جلا دی گئی تو چچی مجھے بالوں سے گھسیٹ کر گھر سے باہر نکال دیں گی۔ ایک پل کے لیے مجھے خیال آیا کہ میں اٹھ کر باہر بھاگ جاؤں۔ لیکن میرے جسم میں ذرا سی بھی طاقت باقی نہ رہی تھی۔ مجھ پہ جیسے کسی نے جادو کر دیا تھا اور میں پتھر کی مانند صوفے پہ پڑی تھی۔ میرے کانوں میں دونوں مرد عورت کی باتیں صاف آ رہی تھیں۔ ان باتوں میں اتنی عریانی اور بے حیائی تھی کہ میں نے آنکھیں بند کر کے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اچانک جیسے ایک بہت بڑا پتھر کا بت لڑکھڑا کر میرے اوپہ گرا۔ اور میرے حلق میں ایک بھیانک چیخ دب کر رہ گئی اور مجھے غش آ گیا۔ جب ہوش آیا تو میں نے دیکھا کمرہ خالی تھا۔ پلنگوں پہ اسی طرح بستر لگے ہوئے تھے اور روشندان میں سے دھوپ اندر آ رہی تھی۔

میں جلدی سے اٹھ کر نیچے چلی آئی۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ رات کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ سچ ہے۔ یقیناً میں نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ لیکن ایسا خواب میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر وہ سب کچھ کیا تھا؟ میرے کانوں میں بے شرم الفاظ کا شگار قص ابھی تک جاری تھا۔ نیچے پہنچ کر جب میں نے اپنی چچی کو دوسری عورتوں کے ساتھ بڑے پلنگ پہ بیٹھے باتیں کرتے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ رات کا واقعہ محض، خواب تھا۔

وہ خواب تھا یا حقیقت ـــــ جو کچھ بھی تھا اس کا ایک ایک نقش میرے ذہن میں محفوظ

Marfat.com

ہوگیا۔ اس کی مدھم سے مدھم تفصیل نے میرے ذہن کے سادہ پردے پر گہری سے گہری لکیر کھینچ دی۔ میں سارے دن عجیب قسم کے بے ربط اور منتشر خیالات میں کھوئی کھوئی سی پھرتی رہی اور رات کو ایسے ایسے بے سروپا ڈراؤنے خواب دکھائی دیئے کہ میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اگلے دن میں نے صبح اٹھ کر معمولی سا ناشتہ کیا اور بس میں سوار ہو کر اسکول کی طرف چل دی۔ پچھلے کئی دنوں سے ایک لڑکا میرا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ میرے ساتھ بس میں سوار ہوتا اور اسکول تک جاتا بس اسٹاپ پر وہ بھی میرے ساتھ ہی اترتا اور میرے پیچھے پیچھے کچھ فاصلے پر اس سڑک پر چل پڑتا جو اسکول کی طرف چلی گئی تھی۔ میں نے اس لڑکے کو شروع شروع میں کوئی اہمیت نہ دی۔ لیکن اب میں نے سوچ رکھا تھا کہ لڑکیوں کے ساتھ مل کر کسی دن اس کی خوب مرمت کر دوں گی۔ اس کام کے لیے میں نے اپنی دو تین ہمراز سہیلیوں کو تیار بھی کر رکھا تھا۔ مگر اس روز جب میں کتابیں سنبھالے گھر کی لمبی ڈیوڑھی سے نکلی تو مجھے سب سے پہلے اس آوارہ لڑکے کا خیال آیا۔ لیکن اس روز وہ بس سٹینڈ پر موجود نہ تھا۔ بس سے نیچے اترنے کے بعد میں نے اسکول میں داخل ہونے سے پہلے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا مگر وہ کہیں نہیں تھا۔ اس رات پہلی بار میرے دل میں اس آوارہ لڑکے کے لیے ہمدردی پیدا ہوئی۔ اور میں نے سوچا کہیں وہ بیمار تو نہیں ؟

دوسرے روز وہ پھر بس سٹینڈ پر موجود تھا۔ اس روز جب میری سہیلیوں نے اس کی مرمت کرنے کا پروگرام بنانا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر انھیں روک دیا کہ اس میں اپنی ہی بدنامی ہوگی۔

اس بات کے ٹھیک ایک ماہ بعد ہم دونوں کی خط و کتابت شروع ہوگئی اور اس نے کھلے لفظوں میں مجھے لکھ بھیجا کہ وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرے لیے یہ نیا تجربہ بڑا پر لطف اور دلچسپ تھا۔ پہلے میں اپنے کپڑوں اور بالوں کی طرف سے بے پرواہ رہا کرتی تھی۔ اب میں اپنے لباس کا خاص خیال رکھنے لگی۔ وہ بار بار مجھ سے ملنے پر اصرار کر رہا تھا اور میں اس سے ملتے ہوئے گھبراتی تھی۔ ہماری خط و کتابت اسکول کی مائی کے ذریعہ ہوتی تھی جسے وہ پیسے دیا کرتا تھا۔ میں ابھی تک پردہ نہ کرتی تھی۔

Marfat.com

اس لیے ایسی حالت میں میں ایک اجنبی آدمی کے ساتھ کیسے گھوم پھر سکتی ہوں۔ پھر مجھے آمنے سامنے کی ملاقات سے بھی ڈر محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے باوجود میرا جی بے حد چاہتا تھا کہ میں اس سے ایک بار ضرور ملوں۔ اس کے لیے میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ نیلے رنگ کا برقعہ اوڑھنا شروع کر دیا۔ برقعے سے مجھے بڑا فائدہ پہنچا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میں برقعہ نہ اوڑھتی تو ہم کبھی نہ مل سکتے۔ اب راستہ صاف تھا۔ چنانچہ کچھ دن بعد ہم دونوں ایک سینما ہال کے بکس میں اکٹھے بیٹھے دوپہر کا شو دیکھ رہے تھے۔ اس کا نام عظیم تھا۔ اس کے بال گھنگھریالے تھے اور وہ کالج میں پڑھتا تھا۔ اس کی آواز بڑی پیاری اور آنکھیں ہلکی نسواری تھیں۔

وقت گذرتا گیا۔

میں اسکول سے نکل کر کالج میں آ گئی اور ہماری ملاقاتوں میں زیادہ شدت پیدا ہو گئی۔ اب ہم تقریباً بلاناغہ ملتے۔ ایک روز عظیم اور میں ایک سینما ہال کے بکس میں بیٹھے فلم دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی پیار محبت کی باتیں بھی کر رہے تھے کہ ایکا ایکی اس نے مجھے اپنے سینے سے لگا کر اس زور سے بھینچا کہ میرا سانس رک گیا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو چھڑایا۔ اور دیکھا کہ عظیم بڑی عجیب سی نظروں سے مجھے تک رہا تھا۔ ایسا پہلی بار ہو رہا تھا کہ وہ مجھے دیکھ رہا تھا اور مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مجھے نہیں دیکھ رہا، بلقیس کو نہیں دیکھ رہا بلکہ کسی اور شے کو دیکھ رہا ہے۔ میں دل ہی دل میں ان خشک اور نیزے کی طرح چبھنے والی آنکھوں سے ڈر گئی لیکن عظیم پر اس خوف کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ اندھیرے میں اس کی آنکھیں بھوکے بلّے کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کالے پانی کا ایک تاریک سیلاب ہے۔ جو چیختا، بل کھاتا، کف اڑاتا شور مچاتا، مجھے چاروں طرف سے گھیر رہا ہے۔ میں نے جلدی سے ایک پتھر کا سہارا لے لیا۔ لیکن سیلاب ہمالیہ کی بلند ترین چوٹیوں پر سے پھسلتا ہوا آ رہا تھا اور راستے میں حائل ہونے والے ہر پتھر، چٹان اور درخت کو تنکے کی طرح اچھال کر دور پھینک رہا تھا۔ میرے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ پھر جیسے میرے ہی اندر سے میرا کوئی تیسرا ہاتھ آگے بڑھا

Marfat.com

اور اس نے پتھر کو میرے نیچے سے کھسکا لیا اور میں غرّاتی بلند موجوں کی آغوش میں گم کہ آن کی آن میں کہیں سے کہیں جا نکلی۔ جب طوفان تھما اور میں تھکان سے چُور چُور جسم لیے کنارے پر آن لگی تو میں نے دیکھا کہ عظیم میرے قریب ہی صوفے پر بیٹھا اس دلچسپی سے فلم دیکھ رہا تھا جیسے وہ بکس میں تنہا ہو۔

اُس رات مجھے بستر پر لیٹے لیٹے زندگی کے سب سے بڑے فائدے اور سب سے بڑے نقصان کا احساس ہوا۔ جیسے میں شادی کے بعد اپنے نئے گھر میں آگئی ہوں مجھے پرانا گھر چھوڑ دینے کا غم بھی تھا اور نئے گھر میں آباد ہونے کی خوشی بھی۔ اس رات میں کئی بار روئی اور کئی بار روتے روتے خود بخود ہنس پڑی۔ لیکن عظیم پر اس کا اُلٹا اثر ہوا۔ اُسے جیسے خوشی تھی نہ غمی بلکہ وہ مجھ سے بے نیاز سا ہو گیا۔ پہلے وہ خود ملاقات کے بہانے ڈھونڈا کرتا تھا اور اب میرے بلاتے پر مجھ سے ملنے آتا تھا۔ جب اس کا دل مجھ سے پوری طرح بھر گیا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ مجھے اس پر اس قدر غصّہ آیا کہ میں نے اس کے سارے خط جلا کر راکھ کر دیئے۔ اس کے بعد وہ مجھے پھر کبھی نظر نہ آیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ مر گیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ مر چکا ہو۔

عظیم میری زندگی سے نکل چکا تھا مگر وہ میرے سامنے ایک ایسے تاریک غار کا دروازہ کھول گیا تھا جس کے دھانے پر نیلے اور سرخ گلاب کی خوشبودار بیلیں جھول رہی تھیں لیکن جس کے اندر شعلہ رنگ آنکھوں والے خونخوار اژدہے پھنکارتے پھر رہے تھے۔ میں ایک ایسی دلدل میں اتر آئی تھی کہ جہاں سے جتنا باہر نکلنے کی کوشش کرتی اور زیادہ اندر دھنستی چلی جا رہی تھی۔ میں عظیم کے نام پر نفرت کا اظہار کرتی مگر اس کے ساتھ ہی اپنے جسم کے اندر ایک لطیف تھرتھری سی محسوس کرتی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے بہت جلد ایک اور ساتھی مل گیا۔ میرا یہ نیا ساتھی اُسی سینما گھر کا مینیجر تھا جہاں میں عظیم کے ہمراہ اکثر فلم دیکھنے جایا کرتی تھی۔ اب میں نے ہر دوسرے تیسرے اپنے کالج کی سہیلیوں کے ساتھ سینما جانا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو میں نے اس راز کو بہت چھپایا۔ لیکن ایک دن میری سہیلیوں کو میرے اور مینیجر کے تعلقات کا

Marfat.com

پتہ چل گیا۔ میں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ ہمارا دور کا رشتے دار ہے۔ میرا خیال تھا کہ میری سہیلیاں مجھے بُرا بھلا کہیں گی لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کے بعد ان میں سے تقریباً ہر لڑکی نے ذاتی طور پر منیجر سے تعلق بڑھانے کی کوشش شروع کر دی۔ وہ مجھے ہر بار بتا دیا کرتا کہ آج فلاں لڑکی نے فون کیا تھا اور کل فلاں لڑکی اپنی رشتہ دار لڑکیوں کو لے کر آئی تھی۔

یہ منیجر بڑا پرانا اور تجربہ کار آدمی تھا۔ اس نے تیسری بار شادی کی تھی۔ اور اس کے پانچ بچے تھے۔ پہلی ہی ملاقات میں اس نے مکڑی کی طرح کچھ اس چابکدستی سے میرے ارد گرد جالا بن ڈالا کہ میں بے بس ہو کر رہ گئی۔ اس نے دو تین ملاقاتوں میں ہی مجھے اپنے قابو میں کر لیا۔ اب گھر سے میں کالج آتی اور وہاں حاضری لگوا کر سیدھی سینما گھر کے زمین دوز دفتر میں پہنچ جاتی۔ جہاں وہ سگریٹ سلگائے گھومنے والی کرسی پر نیم دراز ٹانگیں میز پر پسارے میرا منتظر ہوتا۔ مجھے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلتا۔ اس کے جسم میں ذرا سی بھی حرکت پیدا نہ ہوتی۔ لیکن وہ کچھ ایسی نظروں سے مجھے دیکھتا کہ میں شرم سے دوہری ہو جاتی۔ اس کی آنکھوں میں مجھے دیکھتے ہی ایک خاص قسم کی درندگی آمیز حریصانہ چمک سی آ جاتی اور مجھے یوں لگتا جیسے میں اس کے سامنے بالکل عریاں بیٹھی ہوں چنانچہ وہاں بیٹھی میں ہمیشہ اپنا لباس سنبھالتی رہتی اور وہ سر سے لے کر پاؤں تک میرا جائزہ لیا کرتا۔ وہ بولتا بہت کم اور اشارے زیادہ کیا کرتا۔ وہ آنکھوں اور ہاتھوں سے باتیں کیا کرتا تھا۔ تنہائی میں وہ کچھوے کی طرح میرے پاس چپ چاپ بیٹھا رہتا اور پھر ایکا ایکی کچھ اس تیزی سے حملہ آور ہوتا کہ میرا منہ کھلا کا کھلا رہ جاتا اور میں اپنا کوئی بچاؤ نہ کر سکتی۔ اس دوران میں میرے دل میں ہمیشہ ایک نامعلوم سا خوف دھڑکتا رہتا۔ اب مجھے بہت سی باتوں کا علم ہو گیا تھا۔ میں ایک خیال سے ہمیشہ کانپا کرتی تھی اور اس خیال کے بارے میں منیجر ہر بار میری تسلی کر دیا کرتا۔ لیکن ایک بار اس کی تمام تسلیوں کے باوجود وہ ہو کر رہا۔ جس کا مجھے دھڑکا لگا رہتا تھا۔ جب مجھ پر یہ خوفناک بھید کھلا تو میں بھاگی ہوئی منیجر کے پاس آئی۔ اس نے حسب عادت ہلے جلے بغیر میری رام کہانی سنی اور بیٹھی ہوئی آواز

Marfat.com

میں کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

مگر سب ٹھیک نہ ہو سکا۔ اس نے سُنی اَن سُنی کر دی۔ شروع میں میں نے بھی زیادہ پرواہ نہ کی اور اس پر اعتبار کیا۔ لیکن جب تین ماہ گذر گئے اور مینجر نے کوئی علاج نہ سوچا تو میں ڈر گئی اور مجھے اپنے گھر کے ہر فرد سے خوف محسوس ہونے لگا۔ میں نے اسے لاکھ جھنجھوڑا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ میرے سامنے وہ بڑی ذمہ داری کا اظہار کرتا اور ہر قسم کی فوری امداد کا یقین دلاتا اور میرے سامنے سے ہٹتے ہی وہ ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس منگوا کر حلق میں انڈیلتا اور سب کچھ بھول جاتا۔ ایک روز جب میں اس کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر روئی، گڑگڑائی تو اس نے مجھے کہیں سے دو گولیاں لا کر دیں اور انھیں رات کو پانی کے ساتھ کھانے کو کہا۔ وہ گولیاں نگلتے ہی میرے سارے بدن میں آگ سی بھڑک اٹھی اور حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ رات بھر میرا بُرا حال رہا۔ صبح سب گھر والے میرا اترا ہُوا زرد رنگ دیکھ کر حیران ہونے لگے۔ میں نے بخار کا بہانہ کیا اور وقت کا انتظار کرنے لگی۔ مینجر کی بتائی ہوئی تاریخ بھی گذر گئی اور کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آخر میں نے اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیا اور کچھ اس طرح روئی کہ اس کا دل پسیج گیا اور وہ مجھے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ دس روز کے مسلسل علاج کے بعد ڈاکٹر نے نتیجہ برآمد کر لیا۔ اور میں بستر پر پڑ گئی۔ جب مجھے صحت ہوئی اور میں نے پھر کالج جانا شروع کر دیا تو میرے دل میں مینجر کے خلاف اس قدر نفرت پیدا ہوئی کہ میں نے سینما گھر کا راستہ ہی ترک کر دیا۔ ایک روز میں نے اسے دور سے سڑک پر آتے ہوئے دیکھا۔ مجھے یوں لگا جیسے چھپی ہوئی خونخوار درانتی والا کچھوا حملے کے لیے چلا آ رہا ہو۔

میں جلدی سے سڑک کی دوسری طرف ہو گئی۔

Marfat.com

اجنبی دیس کے سنہری آنکھوں والے شہزادے! وقت تمہارے صبا رفتار شاہی گھوڑے سے بھی زیادہ تیز دوڑتا ہے۔ نہ تم اس کی باگ تھام سکتے ہو۔ اور نہ میں اس پہ لگام ڈال سکتی ہوں۔ میری حنا میں ڈوبی ہوئی خوشبودار انگلیاں ساز کے تاروں پہ بھٹک رہی ہیں اور میں تمہیں تاریک پتھریلے سمندروں کے نوحے سنا رہی ہوں۔

میرے سر سے مصیبت ٹل گئی تھی۔ لیکن میرے پیٹ میں ایک نقص پیدا ہو گیا تھا جسے دور کرنے کے لیے مجھے ہفتے میں تین بار ڈاکٹر کے یہاں جانا پڑتا ہے۔ یہ ڈاکٹر ادھیڑ عمر کا بڑا امین شخص اور سب کچھ جاننے کے باوجود مجھ سے بڑی محبت اور مروت سے پیش آتا تھا۔ وہ مجھ سے صرف دواؤں کے پیسے لیتا۔ ایک دن اس نے انجکشن دیتے ہوئے مجھ سے بڑی محبت سے کہا تھا۔

"اپنی حفاظت کرنا سیکھو بیٹی۔"

اس کے یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو میرا دل بھر آتا ہے ان میں کتنی سچائی اور کتنا خلوص ہے۔ کاش میں ڈاکٹر کی مختصر سی نصیحت —— بلکہ مشورے پہ عمل کر سکتی۔ مگر میں تو آنکھوں پہ ہاتھ رکھے رات کے تاریک دریا میں بہی چلی جا رہی تھی۔ اسی

Marfat.com

ڈسپنسری میں ایک اور نوجوان آیا کرتا تھا۔ وہ ڈاکٹر کا دوست تھا۔ میں جس روز انجکشن لینے وہاں جاتی۔ وہ پہلے ہی سے وہاں موجود ہوتا۔ میں چپ چاپ برقعہ سنبھالتی کرسی پر بیٹھ جاتی۔ اور انجکشن لینے کے بعد واپس چلی جاتی۔ لیکن میں محسوس کرتی کہ جتنی دیر میں وہاں بیٹھی رہتی ہوں وہ کنکھیوں سے برابر مجھے تکتا رہتا ہے۔ ایک دن میں ڈسپنسری میں آئی تو ڈاکٹر موجود نہ تھا۔ لیکن وہ نوجوان حسبِ معمول کرسی پر بیٹھا تھا۔ میں ابھی کچھ پوچھنے بھی نہ پائی تھی کہ اس نے فوراً کہا۔

"تشریف رکھئے ــــ کوئی بات نہیں میں انجکشن دے دیتا ہوں۔"

میں نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟"

"وہ ذرا کسی مریض کو دیکھنے گئے ہیں۔"

میرا خیال تھا کہ میں کمپاؤنڈر سے ٹیکہ لگوا لوں گی۔ مگر وہ بھی ڈاکٹر کے ہمراہ گیا ہوا تھا۔ ناچار کچھ دیر انتظار کے بعد مجھے اسی نوجوان سے ٹیکہ لگوانا پڑا۔ عقبی کمرے میں پہنچ کر اس نے سرنج میں دوا بھر کر اسپرٹ میں بھگوئی ہوئی روئی سے سوئی صاف کی۔ میرے بازو پر اسپرٹ ملی اور بڑی سہولت سے انجکشن لگا دیا۔ جب دوا آہستہ آہستہ اندر جا رہی تھی تو اس نے اپنی پیازی پیازی آنکھیں جھپکے بغیر ذرا جھک کر پوچھا۔

"تکلیف تو نہیں ہوئی؟"

"جی نہیں۔ شکریہ۔"

اب جس روز ڈاکٹر موجود نہ ہوتا۔ یہی نوجوان مجھے انجکشن دیتا۔ آخر ایک دن اس نے انجکشن دینے کے بعد مجھے اس قدر نرمی اور ملائمت سے اپنے سینہ سے لگا لیا کہ میں شرم اور لحاظ میں آ کر اسے کچھ بھی نہ کہہ سکی۔

"مجھے تم سے محبت ہے بلقیس۔ بڑی محبت ہے۔ یہ تو اسی روز ہو گئی تھی جب تم پہلے روز یہاں آئی تھیں۔ آج میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ تم میری آغوش میں ہو اور . . . . . ."

اس کی دھیمی دھیمی پُراسرار آواز میں کچھ ایسا جادو تھا کہ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور

Marfat.com

اپنا تھکا ہوا۔ سہما ہوا منتشر اور پریشان سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

اس کا نام احمد تھا اور وہ ابھی ڈاکٹری پڑھ رہا تھا۔ اس نے شہر سے باہر نہر کے کنارے والی خوبصورت آبادی میں ایک کوٹھی کا نصف حصہ کرائے پر لے رکھا تھا۔ اب میں دوسرے تیسرے روز اس سے ملنے وہاں جانے لگی۔ دیکھتے دیکھتے ہماری دوستی بہت بڑھ گئی۔ مجھے بھی اس سے خاص لگاؤ ہو چلا تھا اور اس سے جدا ہو کر اداس سی ہو جاتی تھی دو سال اسی محبت اور گرم جوشی میں گذر گئے۔ ہم ایک دوسرے سے بہت حد تک واقف ہو گئے تھے اور مجھے تو اس سے محبت ہو گئی تھی۔ سچ مچ محبت ہو گئی تھی۔ کالج میں کچھ لڑکیوں نے مجھے بدنام کرنے کی بھی کوشش کی مگر جب میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم شادی کرنے والے ہیں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ دراصل میرا خیال اس سے شادی کرنے کا تھا۔ میں اس بے ربط اور بے نظم زندگی سے تنگ آ گئی تھی اور کسی ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی تھی جو میرے ماضی کو بڑی فراخدلی سے نظر انداز کر کے میری وفا پر بھروسہ کر سکتا ہو ایک دو بار میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کسی دوسرے انداز میں کیا بھی۔ لیکن ڈاکٹر میری بات پوری طرح نہ سمجھ سکا۔ بالآخر ایک دن میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ میں ڈاکٹر پر اپنے دل کا حال صاف صاف ظاہر کر دوں گی۔ اس خیال کو دل میں چھپائے جب میں ڈاکٹر کے پاس نہر کے کنارے والی کوٹھی میں پہنچی تو میں نے دیکھا کہ وہ میز پہ جھکا ہوا کوئی خط پڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے خط کو بالکل نہ چھپایا۔ جب میں نے پوچھا کہ کس کا خط ہے تو اس نے میری طرف بڑی مسرت انگیز آنکھوں سے تکتے ہوئے کہا۔

"والدہ کا خط آیا ہے بلقیس! وہ اگلے مہینے میری شادی کر رہی ہیں۔ انھوں نے بات پکّی کر لی ہے۔ تم چلو گی نا بلقیس؟ تمھیں اپنی بیوی سے متعارف کراؤں گا۔ تم دیکھنا وہ کتنی خوبصورت ہے۔ تم اسے ضرور پسند کرو گی اور تم ......"

میں اس سے زیادہ کچھ نہ سن سکی۔ اب صرف ڈاکٹر کے ہونٹ ہلتے دکھائی دے رہے تھے اور اس کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اس کی جگہ فضاؤں میں تیز آندھیوں کا شور اور درختوں کے لڑکھڑا کر گرنے کے دھماکے گونج رہے تھے۔ میں نے برقعہ اوڑھا اور جلدی

Marfat.com

سے باہر آ گئی۔ ڈاکٹر مجھے پکارتا باہر تک آیا مگر میں نہ رکی۔ میرے قدم خود بخود آگے کو اٹھ رہے تھے اور فاصلہ پیچھے کو بھاگ رہا تھا۔ تو کیا مجھ سے کبھی کوئی شادی نہیں کرے گا؟ کیا میں ساری عمر انہی شرمناک ویرانیوں میں بھٹکتی رہوں گی؟ اور جیسے میرے قریب آ کر کسی نے آہستہ سے کہا ـــ تجھ سے کون بیاہ رچائے گا بلقیس! تیری برات تو راستے ہی میں لٹ گئی تھی۔ تو نے تو اپنے سارے ہیرے، جواہرات سڑکوں پر لٹا دیئے ہیں۔ اب خالی ہاتھ، ننگے سر اور ننگے پاؤں کس محبوب کی تلاش میں سرگرداں ہے؟ تیری ندی کا پانی جو ہمالیہ کی پاکیزہ برفوں سے نکل کر نیچے اترا تھا۔ دلدلی جوہڑوں میں آن ملا ہے۔ تجھے وسط سمندر کا امن کہاں نصیب ہو سکے گا۔؟

کیا تو نے کبھی اپنے آپ کو نہیں دیکھا؟ سر سے لے کر پاؤں تک نہیں دیکھا؟ تیری آنکھیں مہیب حلقوں میں ڈوب رہی ہیں اور تیرا ضمیر گناہ کے بھنور میں الجھ گیا ہے اور تیری پیشانی پہ تاریک سورج کا سایہ ہے۔ تیرے ہاتھ زہریلے سانپوں کی گذرگاہ ہیں، تیرا سینہ ببول کا صحرا ہے اور تیرے پاؤں اندھیروں کی تلاش میں بھٹکنے والی چھپکلیاں ہیں۔ بھلا تجھ سے کون بیاہ کرے گا۔ تجھے بیاہنے کا مطلب ہے کہ آدمی کپڑے اتار کر شہر کی سب سے بلند عمارت کے اوپر چڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ تاکہ اپنے اوپر اٹھی ہوئی انگلیوں کا سمندر دیکھ سکے۔ تو دلہن نہیں، تو دلہن نہیں، تو سانپ ہے، ببول ہے، ریت ہے......

میں نے ہاتھ کانوں پہ رکھ لیے اور بس اسٹاپ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

رات کو مجھے تیز بخار ہو گیا۔ تین روز تک اس بخار میں مبتلا رہی۔ چوتھے روز میں نے صبح سویرے اٹھ کر خدا کے حضور میں گر کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔ جی کھول کر روئی اور کتابیں اٹھا کر کالج آ گئی۔ ایسا کرنے سے ایک تو میرا دل ہلکا ہو گیا اور دوسرے میرے اندر خود اعتمادی پیدا ہو گئی۔ جیسے میں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا جیسے میں نومولود بچی کی طرح پاک اور معصوم ہوں میں نے اپنے ضمیر سے صلح کر لی اور وعدہ کیا کہ آئندہ کوئی کام اس سے مشورہ کئے بغیر نہیں کروں گی۔

اب میں گھر سے سیدھی کالج جاتی اور سارا وقت کالج میں گذارتی اور وہاں سے فارغ

Marfat.com

ہو کر گھر چلی جاتی۔ یوں تو کالج میں بہت سی سہیلیاں تھیں لیکن نعیمہ پال سے میری بڑی دوستی تھی۔ پہلے میں اس کے سیدھے سادھے گھر میں دُھلے ہوئے کپڑوں اور مرمت شدہ سینڈلوں کا مذاق اڑایا کرتی تھی مگر اب مجھ پر اس معصوم غریبی کا تقدس بے نقاب ہوا تھا۔ نعیمہ شہر کی گنجان آبادی سے پڑھنے آتی تھی اور اس کا باپ ریلوے میں ہیڈ کلرک تھا۔ نعیمہ کی دو بڑی بہنیں تھیں۔ جن کی شادی ہو چکی تھی اور اپنے گھر آباد تھیں۔ دو بڑے بھائی تھے جو ریلوے میں ملازم تھے۔ بڑے کی شادی ہو گئی تھی اور چھوٹا شادی سے انکار کر رہا تھا۔ نعیمہ نے ایک دن مجھے بتایا کہ اس کی عجیب و غریب طبیعت ہے۔ وہ رہتا تاریک گلی کوچوں میں ہے اور خواب تاج محل کے دیکھتا ہے۔ وہ دفتر بھی بڑی مشکل سے جاتا ہے۔ بس دو دن جاتا ہے۔ اور تیسرے روز چھٹی کر کے سارے دن آوارہ گردی کرتا رہتا ہے۔ زیادہ دوستی ہونے کے بعد میں دو تین دفعہ نعیمہ کے گھر بھی گئی لیکن اس انوکھی طبیعت والے بھائی کو نہ دیکھ سکی۔ نعیمہ کا گھر تین مختصر کمروں اور ایک باورچی خانے پر مشتمل تھا۔ پہلے تو میں یہ سوچ کر حیران رہ گئی کہ یہ لوگ یہاں کیونکر گذارہ کر رہے ہوں گے۔ لیکن نعیمہ کی والدہ اور بھابی کے پُرسکون اور مطمئن چہرے دیکھ کر میں چپکی ہو رہی۔ نعیمہ نے مجھے اپنے غیر ذمہ دار بھائی پال کی میز دکھائی جو سب سے پچھلے کمرے میں کھڑکی کے پاس رکھی تھی۔ اور گرد آلود کتابوں اور انگریزی اردو رسالوں سے لدی پڑی تھی۔ میں نے ایک کتاب اٹھا کر اس کی گرد جھاڑی اور دیکھا کہ وہ چارلس ڈکنز کی سوانح عمری تھی۔ دوسری کتاب ''غبار خاطر'' تھی اور تیسری ایلزروڈ کی ''گڈ بائی برلن'' تھی۔ میں نے جلدی سے تینوں کتابیں میز پر رکھ دیں اور نعیمہ کے ہمراہ باہر آ گئی۔

ایک دن میں اپنے خالی پیریڈ کالج کے لان میں بنچ پر بیٹھی ڈرامے پر کوئی کتاب پڑھ رہی تھی کہ میں نے کالج گیٹ کے باہر ایک لڑکے کو ٹہلتے دیکھا۔ وہ بار بار اندر جھانک لیتا تھا اور پھر اسی طرح سر جھکائے ٹہلنا شروع کر دیتا تھا۔ میں نے کوئی خیال نہ کیا اور اپنے مطالعے میں منہمک رہی۔ پھر کیا ہوا کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ لڑکا گیٹ کے اندر داخل ہوا اور دونوں ہاتھ پشت پر رکھ کر آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔ میں نے

Marfat.com

فیصلہ کر لیا کہ اگر اس نے کوئی ایسی ویسی بات کی تو میں فوراً اسے جھاڑ دوں گی میں ایسے لڑکوں سے تنگ آ چکی تھی۔ اور انتہائی انتقامی موڈ میں زندگی بسر کر رہی تھی۔ میرے قریب آ کر وہ لڑکا رک گیا۔ میں نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ سر جھکائے پڑھتی رہی۔ اس نے جھجکتے ہوئے بڑی نرم اور پر اعتماد میں پوچھا۔

"مجھے نعیمہ پال سے ملنا تھا۔"

میں ٹھٹھک سی گئی۔ نعیمہ نے اس روز مجھ سے کہا تھا کہ اس کا بھائی اس سے ملنے کالج آ رہا ہے۔ میں نے کتاب بند کی اور فوراً دوپٹہ درست کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ اس کے بھائی ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"تو بیٹھیے وہ ابھی آئی جاتی ہے۔"

وہ میرے پاس ہی دوسرے بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس کا رنگ سانولا نقش تیکھے اور گہرے تھے اور ملائم پلکوں والی آنکھوں میں سنجیدگی اور ذہانت کی چمک تھی۔ اس کا چہرہ نعیمہ سے بہت ملتا تھا اور ایک پل کے لیے تو مجھے یوں لگا جیسے میرے روبرو نعیمہ مردانہ لباس پہن کر بیٹھی ہے۔ نعیمہ کا پیریڈ ختم ہونے میں ابھی بیس منٹ باقی تھے۔ میں نے وقت کاٹنے کے خیال سے اس سے باتیں شروع کر دیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ میری باتوں کا جواب دیتے ہوئے لڑکیوں کی طرح شرما رہا تھا اور اس کے گالوں کے کونے سرخ ہو رہے تھے۔ وہ بڑا مختصر سا جواب دیتا اور پھر چپ ہو رہتا۔ اس اثنا میں اس نے ایک بار بھی آنکھیں اوپر نہ اٹھائیں۔ آخر میں نے پوچھا۔

"نعیمہ کہتی تھی کہ آپ اسے پیٹا کرتے ہیں۔"

وہ مسکرانے لگا۔

"وہ جھوٹ کہتی ہے۔"

اس کی مسکراہٹ میں تازہ پھولوں جیسی دلکشی اور معصومیت تھی۔ میں بھی مسکرانے لگی۔

"آپ کی میز تو کتابوں سے لدی ہوئی تھی۔"

Marfat.com

"آپ نے کیسے دیکھی؟"

"میں تو کئی بار نعیمہ کے ساتھ آپ کے گھر گئی ہوں۔"

اس کا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بڑی خاموشی سے اس نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور آہستہ آہستہ پینے لگا۔ میں بھی خاموش ہو گئی اور کتاب کھول کر پڑھنے لگی۔ اتنے میں نعیمہ آگئی اور اپنے بھائی کو دیکھ کر بڑی خوش ہوئی۔ دونوں ذرا پرے جا کر کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور پھر میرے پاس آگئے۔ اس کے بھائی نے سگریٹ درخت کے تنے سے رگڑ کر بجھایا اور ہم دونوں کو مشترکہ سلام کر کے گیٹ کی طرف چل دیا۔ اس کی چال میں ایک قسم کی بے راہ روی اور بڑی دلکش بے ربطی تھی۔ اس کے کپڑے بھی اسی وضع کے ڈھیلے ڈھالے اور کھلے کھلے تھے۔

یہ تھی پال سے میری پہلی ملاقات!

ہماری دوسری ملاقات بھی کالج ہی میں ہوئی۔ جب وہ اپنی بہن کا داخلہ دینے آیا۔ تیسری بار میں اسے نعیمہ کے ساتھ ان کے گھر پہ ملی۔ اس دفعہ پال نے اپنے کمرے میں جا کر مجھے اپنی کتابیں اور انگریزی رسالوں میں سے کاٹ کر رکھی ہوئی تصویریں دکھلائیں۔ میں اسے بچوں کا کھیل سمجھا کرتی تھی۔ مگر جب پال سگریٹ سلگائے مجھے ایک ایک کر کے رنگین تصویریں دکھلا رہا تھا تو مجھے اس خیال سے ندامت سی محسوس ہو رہی تھی کہ میں نے ایسی بیش قیمت تصویریں کبھی جمع نہیں کیں۔ وہ اس عقیدت اور احترام سے تصاویر کھول کر میز پہ رکھ رہا تھا جیسے وہ کسی مقدس کتاب کے اوراق ہوں۔ یہ پھولوں، آبشاروں، ندیوں، جنگلوں کی تصویریں تھیں۔ ان میں بڑے بڑے ملکی اور غیر ملکی مصوروں کے شاہکاروں کی نقلیں بھی تھیں اور رچارڈ کی تیتلیوں کے خوبصورت نازک ڈیزائن بھی تھے۔ پال ہر تصویر کے ساتھ مختصر سا تبصرہ کیے جا رہا تھا جو اس تصویر سے زیادہ رنگین اور مقدس معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی آواز گرد آلود کمرے کے کتابوں سے بھرے ہوئے ماحول میں دوسری صدی کے رومی کتب خانوں کی یاد تازہ کر رہی تھی۔ ہر شے پرانی دیرپا اور مستقل تھی۔ صرف سگریٹ کی خوشگوار فلیور تھی جو نئی تازہ جدید اور عارضی تھی۔ پال کہہ رہا تھا —— یہ پلیٹ کا ڈیزائن پرانا چینی نقشہ ہے

Marfat.com

جھیل پر جھکے ہوئے بانس کے درخت بڑے خوبصورت ہیں۔ اس چینی تصویر میں کتنے عظیم الشان پہاڑ ہیں اور وہ دور چیڑھ کے درخت تلے چھوٹے چھوٹے دو آدمیوں کے دھبّے بھی دیکھو۔ اور یہ سرخ، نیلے اور مٹیالے رنگوں والی تصویر گوگاں کی ہے۔ اس میں ناریل کے ایک درخت کا رنگ نیلا ہے۔ اس پر اعتراض مت کرنا۔ گوگاں کے اپنے رنگ تھے جس میں اس کی پوری شخصیت تھی اور یہ ڈیگاس کی بیلے ناچنے والی لڑکیوں کے تھکے ہوئے چہرے ہیں تمھیں اس تصویر میں رنگوں کے اڑتے، گھومتے، پھیلتے سمٹتے ناتمام دائرے دکھائی نہیں دے رہے کیا؟ اور یہ رمبراں کے متضاد رنگوں کا میدان ہے۔ روشنی اور اندھیرا، خیر اور شر اور کبھی نہ خیر اور نہ شر — بلکہ محض زندگی اور حرکت اور گرمی اور آگ —۔

پال کا ہر لفظ گویا ایک دیا بن کر تصویر کے عقب میں جھلملا رہا تھا۔ اور اس کی روشنی میں مجھ پر ہر تصویر اپنے چھپے ہوئے اسرار کھول رہی تھی۔ میں مہر بہ لب، بت بنی کرسی پر بیٹھی تصویریں دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ یہ کونسی دنیا ہے؟ یہ کونسا کلچر ہے؟ اس سے پہلے یہ لوگ، یہ رنگ، یہ پھول اور یہ ناریل کے نیلے درخت کہاں تھے؟

اس ملاقات کا نقش میرے دل پر سب سے زیادہ گہرا ہے ہیں اگر چاہوں بھی تو اسے نہیں مٹا سکتی۔ یہ میری طاقت سے باہر مستقل اور ناقابلِ تردید اقدار کے خلاؤں میں پہنچ چکا ہے جہاں ہر شے اپنے ابدی اور ازلی رنگ میں عریاں ہے۔ اس ملاقات نے میرے دل میں پال کے لیے محبت اور ہمدردی کے وہ بیج بو دیئے جو آج ایک عظیم الشان گنجان درخت بن کر مجھے اپنے پُر سکوں سائے میں لیے ہوئے ہیں۔ اسی درخت کی چھاؤں میں مجھے پال کی اتھاہ محبت کا گیان حاصل ہوا اور میں نے دیکھا کہ میں کن کن لوگوں سے ہوتی ہوئی پال تک آئی ہوں۔ میں نے کیسے کیسے تیز رفتار دریا عبور نہیں کیے اور کیسے کیسے وحشی جانوروں سے مقابلہ نہیں کیا۔ اس وقت مجھے راستے میں ملا ہوا ہر آدمی ایک چھوٹا سا پل اور ہر جانور سیڑھیوں کا پتھر دکھائی دے رہا تھا۔ یہ تمام سیڑھیاں تھیں اور پل تھے جنھیں عبور کر کے میں پال کی وادیوں میں آئی تھی۔ ڈیگاس کے بیلے ناچنے والیوں اور گوگاں کے نیلے ناریلوں کے درمیان آئی تھی۔ اس لیے مجھے زیادہ قیمت تو نہیں ادا کرنی پڑی؟

شاید ہاں، شاید نہیں!

Marfat.com

میں نے پال اور نعیمہ کو اپنے گھر چائے پہ بلایا۔

اس روز گھر میں کچھ اور مہمان بھی آئے ہوئے تھے۔ میرا خیال تھا کہ پال بڑے خوبصورت کپڑے پہن کر آئے گا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اپنی پرانی موٹی پتلون اور بھورے رنگ کے ڈھیلے ڈھالے کوٹ میں ملبوس تھا۔ نعیمہ میرے ساتھ آ گئی اور پال دوسرے مہمانوں کے ہمراہ دیوان خانے میں بیٹھ گیا۔ میرا کتنا جی نہیں چاہتا تھا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر چائے پیئے مگر ہمارے ماحول میں ایک لڑکی کا کسی اجنبی لڑکے کے ساتھ ایک ہی میز پہ بیٹھ کر چائے پینا ایک ایسا جرم ہے جس کی پاداش میں لڑکیوں کو سنگسار بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں نے دوسری لڑکیوں سے نعیمہ کا تعارف کروایا۔ چائے کے بعد جب سب باتوں میں مشغول تھیں۔ میں چپکے سے اٹھی اور دیوان خانے کے عقبی دروازے والی چق کے ساتھ لگ کر اندر دیکھنے لگی۔ پال صوفے میں دھنسا بڑے سکون کے ساتھ سگریٹ پی رہا تھا اور میرے چچازاد بھائی سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کی آواز اس کے سگریٹ کے فلیور کی طرح میرے کانوں، ہونٹوں اور آنکھوں کو چھو کر گزر رہی تھی۔ وہ حسب عادت باتیں بھی کر رہا تھا اور سوچ بھی رہا تھا۔ وہ ہر وقت کسی نہ کسی گہری سوچ میں کھویا رہتا تھا۔ میں نے کئی بار سوچا پال کیا سوچتا رہتا ہے؟ مگر

Marfat.com

کچھ نہ سمجھ سکی۔ چچازاد بھائی اس سے سیاسیات پہ باتیں کر رہا تھا۔ یہی وہ موضوع تھا جس پہ پال نے کبھی دلچسپی نہ لی تھی۔ لیکن اس وقت وہ بڑی دلچسپی لے رہا تھا۔ اور ہر سوال کا جواب بڑے پیچیدے تلے انداز میں دے رہا تھا۔ میں پال کی اس کایا پلٹ پہ حیران رہ گئی۔

شام کو یہ لوگ چلے گئے۔

اور میں گلی والی کھڑکی کے ساتھ لگی آخری موڑ تک نعیمہ کو ــــ پال کو جاتے دیکھتی رہی کیا وہ کبھی ہمیشہ کے لیے ہمارے گھر نہیں آئے گا؟ میں نے غیر شعوری طور پہ اپنے ہونٹوں پہ الٹا ہاتھ رکھ دیا۔ کہیں کوئی سن نہ لے! مجھے ایسی باتیں نہیں سوچنا چاہیں۔ مجھے پال کے بارے میں اس قدر بلند آواز میں نہیں سوچنا چاہیئے۔ پال بڑی ہی لطیف، نازک اور کومل شے ہے۔ اس کی محبت تو تازہ بلوئے ہوئے مکھن کی طرح ہے۔ جسے میلا کرنے کے لیے اجنبی آنکھ کی ایک نگاہ ہی کافی ہے۔ مجھے چاہیئے کہ میں اسے ناریل کے پھول کی مانند ٹھنڈے اور تازہ پانی میں بند رکھوں۔ یہ مکھن تو ان گیئوں کا ہے جو آج سے دو ہزار سال پہلے بندرابن کی چراگاہوں میں پھول پتے کھایا کرتی تھیں۔

ایک سال گذر گیا میں نے بی۔ اے کے آخری سال کی تیاری شروع کر دی۔ اس دوران میں میں اور پال ایک دوسرے کے انتہائی قریب آ گئے تھے۔ نعیمہ ہم دونوں کی دوستی سے بے حد خوش تھی۔ اسے مجھ سے محبت تھی اور یہ دیکھ کر کہ میں اس کے بھائی سے بے انداز پیار کرتی ہوں وہ ہم دونوں پہ جان فدا کرنے لگی تھی۔ میری اور پال کی ملاقاتیں عام طور پہ شہر سے باہر لمبے چوڑے گنجان باغوں، پنجاب کی ٹاہلیوں کی چھاؤں میں لیٹی رہنے والی رہگذاروں اور کالج کی پشت والے الیگزینڈرا پارک میں ہوتی تھیں۔ شہر کے پُر اسرار ہوٹلوں اور سینما گھروں میں ہماری ملاقات کبھی کبھار ہی ہوتی تھی۔ پال کو ہوٹل اور ان کا ماحول ناپسند تھا۔ اور مجھے شہر کے سینما گھروں سے نفرت تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ مجھ پہ پال کا کردار اپنے تمام پہلوؤں سمیت نمایاں ہو رہا تھا۔ اس کے کردار میں سب سے اہم پہلو اس کی طبیعت کی فطری سخت جانی اور مشکل پسندی کا تھا۔ میرے پاس تنہائی میں وہ ایک مضطرب و ہیجان شعلہ ہوتا۔ اس کا ہر جذبہ اس کی آنکھوں سے شرارین کر ٹوٹتا صاف دکھائی دیا کرتا۔ جب میں

Marfat.com

نے پہلی بار اس سے کہا کہ میں اسے دل سے چاہتی ہوں تو اس نے بڑے غور سے پہلے میرے پاؤں کو، پھر پنڈلیوں کو، رانوں، پیٹ، چھاتی اگردن کو دیکھا اور پھر میری آنکھوں پہ جھک کر کہا۔

"لیکن مجھے ابھی تم سے محبت نہیں ہوئی۔"

اگرچہ میرا دل ٹوٹ گیا مگر میں نے بڑے حوصلے اور ہمت سے کام لیا تھا۔ میں واقعی پال کی محبت میں محو ہو چکی تھی اور میرا پیار اسے ایسی بلندیوں سے جھانک رہا تھا جہاں مجھے اس بات کی پرواہ تک نہ تھی کہ وہ بھی مجھے چاہتا ہے یا نہیں۔ مشرقی افق پہ سے ابھرتے ہوئے سورج کی طرح میرا پیار اس کے جسم کی گہرائیوں میں اپنی کرنوں کی روشنی پھینک رہا تھا۔ اور اسے کسی معاوضے کی خواہش نہ تھی۔ سورج کی گرم کرنوں کا کیا معاوضہ ہو سکتا ہے! مگر چونکہ میں ایک لڑکی تھی۔ دل میں چھپی ہوئی یہ خواہش بدستور موجود تھی کہ پال بھی مجھ سے اسی طرح پیار کرے جس طرح میں اسے چاہتی ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ ایک وقت آئے گا۔ جب وہ اپنے پیار کا پہلا پھول توڑ کر میرے قریب بھاگتا ہوا آئے گا اور اسے میرے قدموں پہ رکھ کر کہے گا۔

"بلقیس! تم اتنی مدت کہاں رہیں؟"

عام زندگی میں وہ جس قدر نرم، ذہین اور خوش آہنگ تھا جنسی اعتبار سے اسی قدر اجڈ، وحشی، بے ہنگم اور بے راہ تھا۔ لیکن اس کی اس جنسی وحشت اور بربریت میں بھی ایک عجیب طرح کا وقار اور سلیقہ تھا۔ اس کی مثال بالکل اس پرانے تاریخی مینار کی سی ہے جو نوکیلی چٹانوں اور سنگلاخ بنجر پہاڑیوں کی چوٹیوں پہ تنہا کھڑا ہو اور جس کے اوپر مہر و محبت کی پھول سے بھی زیادہ نرم آسمانی آیات کھدی ہوئی ہوں۔ یا کسی ہل کا وہ نوکیلا پھل جو بنجر زمین میں چھپے ہوئے ہر پتھر، شیشے اور لوہے کے ٹکڑے سے الجھتا، کٹتا، دھنستا زمین پہ تخلیق، پیدائش اور ارتقا کے غیر فانی نقوش کھینچتا چلا رہا، رہا ہو۔ جس کی کیاریوں میں ایک خاص سلیقہ، ربط اور آہنگ ہو اور جن کی گرم مٹی میں دبے ہوئے بیج کو سنہری پھولوں کا روپ دھارنا ہو۔ اس نے مجھ پہ کئی ظلم کیے۔

Marfat.com

کئی زیادتیاں کیں مگر میں نے کبھی ان کا بُرا نہ مانا۔ وہ کئی بار مجھ سے روٹھ کر ہفتہ ہفتہ بھر غائب رہا اور جب مجھے ملا تو میں نے اسی خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ کسی وقت میں خود اس سے لڑ پڑتی اور روٹھ کر چلی جاتی اور وہ مجھے کبھی منانے نہ آتا۔ ہر بار مجھے ہی اس کی دلجوئی کرنی پڑتی۔ میں سوچتی پال کیا چاہتا ہے؟ کہیں وہ مجھ سے کھیل تو نہیں رہا؟ لیکن ایسا بھی نہیں تھا۔ اگر وہ مجھ سے کھیل رہا ہوتا تو اُسے دوسرے لوگوں کی طرح مجھ سے اکتا جانا چاہیئے تھا۔ وہ مجھ سے اکتایا بھی نہیں تھا۔ بلکہ اس وقت جب عام طور پر آدمی عورت سے بیزار ہو کر الگ جا بیٹھتا ہے وہ مجھ سے دیوانہ وار لپٹ جایا کرتا تھا۔ اور پاگلوں کی طرح میرا جسم چوما کرتا تھا۔ اس کا پیار، یا جو کچھ بھی وہ تھا کبھی کبھی اداس ضرور ہو جاتا۔ مگر بیزار کبھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ مجھے ایک ہاتھ سے پکڑ کر کانٹوں پر گھسیٹتا ہوا پھولوں سے لدی ہوئی سیج پر لا کر پھینک دیتا اور میرے لہو لہان بدن پر خوشبوئیں چھڑک کر میرے زخموں پر پھولوں کی ٹھنڈی اور نرم پتیاں رکھنا شروع کر دیتا۔ میں کبھی زخموں کو دیکھتی اور کبھی پال کا منہ تکتی۔ میں فیصلہ نہ کر سکتی کہ ان میں زخم کون ہے، پھول کون ہے اور پال کون؟

ایک دن میں نے اس سے ہنستے ہنستے کہا۔

"مجھ سے شادی نہیں کرو گے؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ نہیں کر سکتا۔"

"کوشش تو کر سکتے ہو۔"

"کوشش کرنا اور شادی کرنا ایک ہی بات ہے۔"

میں کچھ اداس ہو گئی۔ میں نے بڑے ہلکے موڈ میں بات شروع کی تھی۔ لیکن پال کے صاف اور روکھے جواب پر میرا دل افسردہ ہو گیا اور مجھے یوں لگا جیسے میرا جہاز، ہیرے جواہرات سے لدا ہوا جہاز سمندر میں آہستہ آہستہ ڈوب رہا ہے اور میں اس کے

Marfat.com

عرشے پر صندل سلگائے نیم عریاں لباس میں رقص کر رہی ہوں۔ مجھے خاموش دیکھ کر پال نے مجھے بازو سے پکڑ کر ہلایا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔"

"کچھ تو ہے۔"

میرے منہ سے جیسے اپنے آپ نکل گیا

"پال تمھیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

"کیا نہیں کرنا چاہیئے تھا؟"

"اگر تمھیں مجھ سے بیاہ نہیں کرنا تھا تو پھر اتنی دوستی کیوں بڑھائی؟"

"کیا ہم دوست نہیں رہ سکتے؟"

"کم از کم اس ملک میں نہیں۔"

"تو چلو یہ ملک ہی چھوڑ دیں۔"

"میرے پیچھے ایک پورا خاندان ہے۔"

پال خاموش ہو گیا اور دوسری طرف دیکھتے ہوئے سگریٹ کے کش لگانے لگا۔ پھر قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں بولا۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں تم سے شادی نہیں کر سکتا۔"

"مگر کیوں نہیں کر سکتے؟"

"اس لیے کہ میں آوارہ گرد ہوں، پاگل ہوں، احمق ہوں۔"

"اور کمزور ہوں۔"

"ہاں کمزور ہوں۔"

ہم دونوں چپ ہو گئے۔ کتنی ہی دیر ہم میں سے کوئی نہ بولا۔ آخر میں نے بڑے پیار سے پال کو بلایا۔ میں نے کہا۔

"دیکھو پال! میں بی۔ اے کرنے کے بعد نوکری کر لوں گی تم بدستور آوارہ گردی کرتے

Marfat.com

میں تمھیں کبھی نہ روکوں گی۔"

پال نے سگریٹ پرے پھینک دیا۔

"میں اپنے پاؤں پر آوارہ گردی کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن آخر کب تک آوارہ پھرو گے؟"

"جب تک زندہ ہوں میں دنیا کے ہر جنگل، ہر پہاڑ، ہر وادی، ہر سمندر، ہر جزیرے میں گھومنا چاہتا ہوں۔"

"اس سے تمھیں کیا مل جائے گا؟"

"میں آوارہ گردی کر رہا ہوں۔ کوئی کاروبار نہیں کر رہا۔"

اتنا کہہ کر پال کوٹ جھاڑتا ہوا اٹھا اور مجھ سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں اسے آوازیں ہی دیتی رہ گئی مگر وہ بالکل نہ رکا اور ندی پار کے درختوں میں جا کر کہیں گم ہو گیا کئی دن گزر گئے۔ پال مجھے کہیں دکھائی نہ دیا۔ میں نے نعیمہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ گھر سے بھی غائب ہے۔ چار ماہ بعد میں ایک دن اپنی سہیلیوں کے ساتھ شہر کی ایک بارونق سڑک پر سے گزر رہی تھی کہ میری نظر پال پر پڑ گئی۔ وہ ایک دوکان کے اندر کاؤنٹر کے پاس کھڑا کچھ خرید رہا تھا۔ میں ہر چیز سے بے خبر ہو کر اس دکان میں پہنچ گئی۔

"پال ـــ"

پال نے چونک کر دیکھا اور پھر مجھے پہچان کر مسکرانے لگا۔

"اچھی ہو بلقیس؟"

میں کوئی جواب نہ دے سکی۔ نقاب کے اندر میری پلکوں میں آنسو تھے اور ہونٹ گرم ہو کر کپکپا رہے تھے۔ اس روز میں نے پال کو ایک خط لکھا۔

میرے اچھے! میرے پیارے!

کل تمھیں اچانک دیکھ کر میری جو حالت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ ایک طویل مدت کے بعد تمھیں دیکھا تھا اور پھر اس وقت جبکہ تمھیں دیکھنے کی کوئی امید نہ تھی۔ آنکھوں پر اعتبار نہیں

Marfat.com

آرہا تھا۔ ابھی تک یقین نہیں آرہا کہ تمھیں کل اس پر شور بازار میں دیکھا ہو نہیں، نہیں ـــ میں تمھیں حقیقت کی اس بنجر، ویران اور دکھی دھرتی پر کبھی نہیں ملی۔ یقیناً وہ کوئی خواب تھا۔ دن کا خواب ـــ جو سچا تھا مگر خواب تھا۔ ہاں وہ کسی خواب کی وادی تھی۔ سپنوں کا کوئی رنگین جزیرہ تھا۔ جہاں تم ملے تھے۔ جہاں تم کھڑے تھے اور جہاں میں نے تمھارا بازو تھام کر کہا تھا۔

"پال!"

اور تم میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے تھے۔

تمھیں کیونکر بتاؤں کہ تمھاری جدائی میں، تمھارے بغیر میں نے یہ دن کیونکر کاٹے ہیں تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ میں تیز بگولوں میں درخت کی شاخ سے ٹوٹے ہوئے پتے کی طرح زمین پر بے بس پڑی رہتی ہوں اور شام کو چلنے والی خزاں کی ہوائیں مجھے اپنے ساتھ اڑائے لیے پھرتی تھیں۔ میں نے تمھارے خیال کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے دل کی گہرائیوں میں دفن کر دینا چاہا تھا۔ ہاں پال! میں نے ایسا بھی سوچا تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح زمین دوز مقبروں میں شہنشاہوں اور شہزادیوں کی لاشیں حنوط کر کے نہایت عزت و تکریم سے رکھ دی جاتی ہیں۔ مگر ایسا نہ کر سکی اور کل اچانک تمھیں اپنے سامنے دیکھ کر وہ دبی ہوئی آگ پھر سے بھڑک اٹھی اور میں نے تمھارے ساتھ ان باغوں، پارکوں اور سایہ دار راستوں کی سیر کی جہاں میں تمھارے بغیر تنہا پھرا کرتی تھی۔ جہاں میں تمھاری جدائی میں سوگ منایا کرتی تھی۔

میری زندگی! میری روشنی!!

میں بے حد اکیلی ہوں، بے حد اداس ہوں۔ کل میرا جی کس قدر نہیں چاہتا تھا کہ تمھیں اپنے دل کے اندر چھپا لوں۔ تمھیں ساتھ لے کر اس بدبودار مچھلی منڈی سے نکل کر لبنان کی شاداب وادیوں میں چلی جاؤں۔ لیکن میں کچھ نہ کر سکتی تھی۔ میں بھی اس مچھلی منڈی میں شامل ہو کر تمھارے پاس کھڑی تم سے باتیں کر رہی تھی۔

تم میری زندگی ہو اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرنا کہ میں تمھیں زندگی کے کسی بھی لمحے

Marfat.com

میں اداس اور غمگین نہیں دیکھ سکتی ۔ میرے جیتے جی تم اداس نہیں رہ سکتے ۔ تم اداس رہو گے تو میں کیونکر زندہ رہوں گی ۔ میں تو پہلے ہی سے غم سے نڈھال ہو چکی ہوں ۔ میرے تو پاؤں پہلے ہی سے زخمی ہو چکے ہیں اور جانتے ہو غم انسان کے چراغِ حیات کو بہت جلد گل کر دیتا ہے ۔ اگر تم خوش رہو گے تو میں بھی خوش رہ سکوں گی ۔ اگر تم خوش نہ رہ سکے تو میرے دیئے کا شعلہ خود بخود ٹمٹمانا شروع ہو جائے گا ۔

میں یہ خط تمھیں بڑی جلدی لکھ رہی ہوں اور یہ بالکل نامکمل خط ہے ۔ ہمارے گھر میں آپا کے سسرال والے آئے ہوئے ہیں اور ایک شور مچا ہوا ہے ۔ فرصت کا ایک لمحہ بھی کوشش کے باوجود نہیں مل سکا ۔ اب گیارہ بج کر ۲۵ منٹ ہوئے ہیں اور میں یہ الفاظ بڑی تیزی سے گھسیٹ رہی ہوں ۔ تم اس بات کا ہرگز خیال نہ کرنا کہ میں نے اوپر تمھارا نام نہیں لکھا ۔ میں نے قصداً ایسا کیا ہے ۔ میرے پیارے یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ محتاط رہ سکیں ۔ تمھیں یہ بات بری تو نہیں لگی ؟ میں محض تمھاری بہتری کے لیے ایسا کہہ رہی ہوں ۔ تاکہ ہم احتیاط کے پل پر سے ہوتے ہوئے محبت کی وادیوں میں زیادہ سے زیادہ مدت تک گھوم پھر سکیں تمھیں معلوم ہے ۔ پچھلے سال ــــ محض تمھاری لاپرواہی کی وجہ سے میں گھر میں بدنام ہوتے ہوتے بچ گئی تھی ۔ مجھے تم پر آج بھی ویسا ہی بھروسہ اور اعتماد ہے جتنا پہلے تھا ۔ پھر بھی تمھاری لااُبالی طبیعت سے ڈر لگتا ہے ۔ آخر ہم لوگوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلیاں کیوں بنیں ؟ باقی باتیں میں تم سے مل کر زبانی کہوں گی ۔

میں نے جو زندگی کو ایک دردناک خواب سمجھ رکھا ہے اور اس سے بے نیازی برت رہی تھی ۔ اب اسے سنبھالنے کی کوشش کروں گی اور مجھے یقین ہے کہ میری عزت اور میرے جنسی وقار کے تم بھی اتنے ہی مستعد نگہبان ہو گے جتنی کہ میں تمھاری ہوں ۔ میں تمھاری دوست ــــ اور تمھاری دوست ہوں اور تمھاری سبھی کچھ ہوں ۔ میں تمھیں زندگی میں ہمیشہ کامیاب اور سکھی دیکھنا چاہتی ہوں ۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس وقت تم سے مل کر بہت سی باتیں کروں ــــ مگر نہیں ــــ اب مجھے صبر اور دور اندیشی سے کام لینا ہو گا ۔

میری زندگی کے سورج ! میں تمھیں ایک طویل مدت بعد اسی پیار اور محبت کے ساتھ خط

Marfat.com

لکھ رہی ہوں جیسے پہلے لکھا کرتی تھی۔ تم مجھ سے ذرا سی بات پر روٹھ کر بچھڑ گئے اور نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھانتے پھرے۔ میں تمھاری جدائی میں سب کے درمیان بیٹھ کر تمھیں یاد کرتی رہی اور سب سے باتیں کرتے ہوئے بھی تمھاری مانوس اور مہربان آواز سنتی رہی۔ میرے دل میں آج بھی تمھارے لیے وہی محبت اور دوستی ہے جو پہلے دن تمھیں دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔ محبت اجنبی جزیروں کے قریب سے گذرنے والے ملاحوں کی طرح ایک بار جا کر واپس نہیں لوٹا کرتی۔ اس وقت میں گھر میں بالکل اکیلی ہوں۔ میری کھڑکی بند ہے اور باہر اندھیری گلی میں سردیوں کی رات کی بارش ہو رہی ہے۔ میرے بند کمرے میں بارش کا شور صاف سنائی دے رہا ہے۔ گھر میں سارے دن کام کاج میں لگی رہی ہوں۔ آج بڑی مدت کے بعد اس چھوٹے سے کمرے میں آئی ہوں۔ اس کمرے کے ساتھ میری حسین ترین یادیں وابستہ ہیں۔ اسی کمرے میں بیٹھ کر میں نے تمھیں پہلا خط لکھا تھا اور اسی کھڑکی کے پاس روشنی میں بیٹھ کر تمھارا لکھا ہوا پہلا خط پڑھا تھا۔

میں نے تمھیں اپنے گھر کے اندرونی حالات کے متعلق کبھی کچھ نہیں لکھا۔ اس لیے کہ تم نے اس میں کبھی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ اگر تم یہ اظہار کرتے بھی تو میں تمھیں کیا بتاتی کہ میری اس اجنبی گھر میں کیا پوزیشن ہے۔ میرا اپنا یہاں کوئی نہیں۔ سبھی پرائے ہیں۔ یوں سبھی محبت کرتے ہیں۔ اور کوئی محبت نہیں کرتا۔ میں ہر کام اپنی مرضی کے مطابق اور ان کی مرضی کے خلاف کرتی ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں ان کی بتائی ہوئی ڈگر پر چلوں۔ یہ راستہ انھوں نے میری محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی عزت اور بنی ہوئی ساکھ کے ڈر سے وضع کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں جو وہ کہیں میں وہی کروں۔ یہ لوگ میری فطرت کو ہلاک کر کے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ چچا اب میرا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ خدا جانے وہ اس محبت کے عوض مجھ سے کونسی بات منوانا چاہتے ہیں۔ مجھے ان کی محبت سے زیادہ خوف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن ان کی محبت حاصل کیے بغیر میں اس گھر میں زندہ بھی تو نہیں رہ سکتی۔ تمھارے بارے میں جو لوگوں نے، رشتہ داروں نے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس کا میں نے تم سے کبھی ذکر نہیں کیا۔ میں سوچتی رہی کہ تم سے کیا کہوں اور کیا خبر تم سنی

Marfat.com

اَن سُنی کر دو اور کوٹ جھاڑ کر پھر کسی طرف کو نکل جاؤ اور پھر مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جُدا ہو جاؤ۔ میں جانتی ہوں پال! تم کتنے اچھے لڑکے ہو۔ حقیقت میں تم بڑے ہی اچھے ہو۔ تم میری زندگی اور میری تمنا ہو۔ لیکن پال! تم جس طرح پہلے مجھے سمجھتے تھے اب نہیں سمجھ سکتے۔ میں چاہتی ہوں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمھارے پاس آجاؤں مگر ـــــ مگر جانتی ہوں ایسا کبھی نہ ہو سکے گا۔ میں تمھیں چھوڑ بھی نہیں سکتی۔ غمگین بھی نہیں دیکھ سکتی۔ تمھاری افسردگی مجھے بھی افسردہ کر دیتی ہے۔ میں اپنی طرف دیکھتی ہوں تو میرا دل غم کے گہرے سمندروں میں ڈوب جاتا ہے اور میں سوچتی ہوں، بلقیس! تو کتنی اچھی اور بھولی لڑکی تھی اور تجھے وحشی جانوروں نے کس قدر نقصان نہیں پہنچایا۔ تجھے اب ہر قدم ہزار بار سوچ کر اٹھانا چاہیئے۔

بس یونہی سوچتی رہتی ہوں۔ میرے گھر والے اب کبھی کبھی میری شادی اُس جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں انھیں بہت سا روپیہ ملنے اور رہن شدہ زمینوں کے واپس ملنے کی اُمید ہے۔ لیکن میں اس شخص سے شادی کرنا چاہتی ہوں جو مجھ سے محبت کرتا ہو۔ جسے میں اچھی طرح سمجھتی ہوں اور جو میری ہر کمزوری سے واقف ہو کر بھی مجھے معاف کر سکتا ہو۔ جو مجھے سر سے لے کر پاؤں، ماضی سے لے کر حال تک پہچانتا ہو۔ جو زندگی کو ایک انتہائی دلکش خواب سمجھتا ہو۔ جو مضبوط چٹان کی طرح تنہا اور عظیم ہو۔ میں سونے کے فریم میں جڑے ہوئے ایک عام گدھے سے کبھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں جانتی ہوں۔ جہاں میرے چچا میری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں دولت ہو گی۔ کوٹھیاں ہوں گی، زمینیں ہوں گی۔ جائیداد ہو گی، سونا ہو گا سب کچھ ہو گا۔ لیکن محبت اور گرم خیالات کی حلاوت نہ ہو گی۔ ٹھنڈے زیورات میرے جسم کو اور زیادہ برف بنا دیں گے۔ وہاں پھول نہیں ہوں گے۔ گرم اور روشن چراغ نہیں ہوں گے۔ ستارے نہیں ہوں گے اور سب سے زیادہ یہ کہ تم نہیں ہو گی ـــــ لیکن تم تو میرے ساتھ زندگی گزارنا بھی نہیں چاہتے ـــــ چلو چھوڑو ان باتوں کو میں نے بھی کیا فضول قصہ چھیڑ دیا ہے۔

میرے پیارے! باہر بارش ختم گئی ہے۔
کیا تم اس وقت میرے پاس نہیں آ سکتے؟ تم آجاؤ نا!"

Marfat.com

میرا جی چاہتا ہے کہ ایک پہاڑ پہ ہمارا خوبصورت سرسبز دیواروں والا مکان ہو۔ جس کے کمروں میں آسمانی اور سرخ رنگ کے پردے پڑے ہوں اور نیلے گرین اور قرمزی رنگ کے قالین بچھے ہوں۔ جہاں روشنی، خوشبو، سکون اور تازگی ہو اور پھر ہم دونوں تنہا وہاں رہیں۔ زندگی کے آخری لمحوں تک ایک ساتھ رہیں۔ صرف ایک دوسرے کے لیے زندہ رہیں۔ ایک دوسرے کو پیار کریں اور ایک دوسرے کے لیے سانس لیں!! اس وقت میرا جی تمھیں اپنے پاس بلانے اور تمھیں پیار کرنے کو بے حد اداس ہو رہا ہے۔

پال! کیا دنیا میں پیار کرنا پاپ ہے؟ گناہ ہے! لوگ نفرت کا اظہار تو کھلم کھلا کر سکتے ہیں۔ پھر پیار پہ یہ پابندیاں کیوں ہیں؟ پال! پال! تمھیں کیا لکھوں؟ تم سے کیا کہوں؟ میں تمھیں عمر بھر کے لیے اپنے پاس بلا لینا چاہتی ہوں۔ مگر تم مجھ سے لاکھوں میل دور ہو۔ تمھیں کیا لکھوں؟ خدا کرے اب بارش نہ ہو۔ اے میری غمزدہ محبت! میرا دل افسردہ ہو رہا ہے۔

تمھاری
بلقیس

Marfat.com

چاندنی راتوں کو سفر کرنے والے شہزادے! اب ہماری زندگی کا وہ سنہری دور شروع ہوتا ہے جو میرے پر محبت خطوط میں ابھی تک زندہ ہے۔ میں دن کی روشنی میں پال کو یاد کیا کرتی اور رات کو اسے پیار بھرے خطوط لکھا کرتی۔ میں نے اپنی زندگی کو آسکر وائلڈ کی اس نظم میں ڈھال لیا جو مجھے بے حد پسند تھی اور جس کا ترجمہ میں نے پال کو بھی سنایا۔ پہلے تم وہ نظم سنو، پھر تمھیں اپنا محبت بھرا خط سناؤں گی۔

آؤ میری محبوب! ہم ایک آگ سے نکل کر دوسری آگ میں کود جائیں۔

میں ابھی نوجوان ہوں اور آرزؤں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ تو ابھی نوخیز ہے اور موسم گرما کی ان گرم چاندنی راتوں کو ضائع مت جانے دے اور مجھ سے وہ فضول سوالات نہ پوچھ جو پرانے زمانے میں لوگ پیغمبروں اور کاہنوں سے پوچھا کرتے تھے۔

اور جن کا انھیں کوئی جواب نہ ملا کرتا تھا۔

میری محبوب! محسوس کرنا جاننے سے زیادہ بہتر ہے۔

اور علم و دانش ایک لاوارث ترکہ ہے۔

نبض آرزو کی ایک حرکت ــــ شعلہ شباب کی پہلی لپک ــــ داناؤں کی جمع کی ہوئی

Marfat.com

تمام کہاوتوں اور مقولوں سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔
اپنی روح کو مردہ فلسفے سے گراں بار نہ کر،
جب تک ہمارے پاس پیار کرنے کے لیے لب —— محبت کرنے کے لیے دل اور دیکھنے کے لیے آنکھیں موجود ہیں۔ ہم دنیا کے بہت بڑے عالم اور دانا ہیں۔
یہ گرم اور تابناک شعلہ جس میں ہمارے جسم جل رہے ہیں کسی نہ کسی مرغزار کو نرگس کے پھولوں سے شاداب کر دے گا۔
اور تیری نقرئی چھاتیاں کنول کے پھول بن جائیں گی۔
جن کھیتوں میں کسان کام کر رہے ہیں۔ وہ ہماری آج رات کی محبت کے باعث زیادہ سیر حاصل اور زرخیز ہو جائیں گے۔
فطرت کے کارخانے میں کوئی شے ضائع نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر شے موت کے بعد بھی زندہ رہتی ہے۔
جب لوگ ہمیں بید مجنوں کے سایوں میں دفن کر دیں گے تو میری جان! تیرے سرخ ہونٹ گلاب کا پھول بن جائیں گے۔ تیری نیم وا آنکھیں نرگس کی کلیاں بن کر پھر طلوع ہوں گی۔ جن پہ شبنم کے قطرے ڈھلک رہے ہوں گے۔
اور جب زرد نرگس شوخی سے اپنی ہم جولیوں کے بوسے لے گی۔ تو ہماری خاک کے ذروں میں پھر محبت کی سنسنی پیدا ہو گی۔
اب میں تمہیں اپنے وہ گیت سناتی ہوں جو میں نے پال کی یاد میں گائے!
میرے پال!
محبت دنیا کی ہر برائی سے دور ہے۔ محبت دنیا کا سب سے بڑا حسن اور نیکی ہے۔
آؤ محبت کریں اور صرف محبت کے لیے ہی زندہ رہیں۔ آؤ ہمیشہ کے لیے میرے پاس آجاؤ اور واپس جانے کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دو۔ اس دروازے کی جگہ دیوار چن دو۔ آؤ پھولوں کے بستر پہ لیٹ جائیں۔ پھولوں کے ڈھیر تلے چھپ جائیں اور رنگ برنگ تتلیوں کے خواب دیکھیں۔

Marfat.com

آج میں تمہیں بے حد یاد کر رہی ہوں۔ آج تم بے انتہا یاد آرہے ہو۔ تم اتنے پیارے کیوں ہو؟ تم میری زندگی، میری تمنّا اور بہار ہو۔ میری خوشی، میرا غم، میری محبت ہو۔ آؤ ہم اس طرح زندگی گذاریں جس طرح لالے کا پھول وادیوں میں دھوپ اور چاندنی کی روشنی میں پروان چڑھتا ہے آؤ ہم اس گندے شہر کو چھوڑ کر پھولوں بھری وادیوں میں اپنا بسیرا کر لیں اور ایک دوسرے سے اتنا پیار کریں کہ ستارے دن کو آکر بھی ہمیں چوری چھپے دیکھا کریں۔

اب میں تم سے کبھی جدا نہ ہوں گی۔ تم شادی کرو یا نہ کرو۔ لیکن میں ہمیشہ تمھارے پاس رہوں گی۔ ہماری شادی ہو چکی ہے۔ ہمارا سب کچھ ہو چکا ہے۔ اب مجھے آئندہ زندگی کے بارے میں کوئی ڈر، خوف یا اندیشہ نہیں ہے۔ میں تمھارے پہلو بہ پہلو ہر خار دار وادی اور ہر سنگلاخ گھاٹی عبور کر سکتی ہوں۔ تم جس جھونپڑی میں مجھے لے چلو گے میں وہاں بہشت سے زیادہ خوش رہوں گی۔ جب تک تم میرے پاس ہو۔ میرے چاروں طرف بہشت ہے۔ تمھارا پیار ہمیشہ قائم رہنے والی روشنی اور ہمیشہ مہکنے والا پھول ہے۔

میں سوچتی ہوں۔ یہ لوگ کتنے عجیب اور حریص ہوس ہیں۔ وہ کتنی درندگی سے پیش آتے ہیں۔ اگر تم بھی باقی آوارہ لڑکوں کی طرح، ہر لڑکی کے پیچھے دوڑنے والے، ان سے فحش مذاق کرنے اور ان پہ آوازے کسنے والے ہوتے تو مجھے کتنا دکھ ہوتا اور اب میں تم پہ جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔ تم ہر لحاظ سے بلند ہو۔ تم صرف مجھی سے پیار کرتے ہو۔ تم کتنے پُر امید زندہ، مہربان اور ہمیشہ سچ بولنے والے، خاموش رہنے والے ہو! تم کتنے مکمل اور غیر مکمل ہو! تمھارے انتشار میں کس قدر نظم اور تمھاری بے ترتیبی میں کتنی ترتیب، کتنا سلیقہ ہے! تم نے یہ متضاد خوبیاں کہاں سے پائی ہیں؟ تمھارا چہرہ کتنا دکھی اور کتنا مسرور ہے۔ میں نے آج تک اتنا خوش اور اتنا متضاد چہرہ نہیں دیکھا۔ ایسا چہرہ جس میں نیچر کا سارا حسن ساری وحشت اور ساری محبت چھپی ہو۔ جو فریب، کمینگی اور جھوٹ سے نا آشنا ہے۔

بتاؤ تم کن مرغزاروں کے رہنے والے ہو؟ وہ دنیا یہاں سے کتنی دور ہے؟ کیا وہاں بھی سرِ شام اندھیرا پھیل جاتا ہے؟

Marfat.com

آؤ اور مجھے اپنے پیار کے بھرپور بازوؤں میں سمیٹ لو! ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اور پھر میں تم سے کبھی علیحدہ نہیں ہوں گی۔ میں سوچتی ہوں۔ اگر تم مجھے نہ ملتے تو پھر میں تمھیں کیسے ملتی؟ تم پھر نہ جانے کہاں ہوتے اور میں نہ جانے کن منزلوں میں بھٹک رہی ہوتی۔ شاید ان گندی دلدلوں میں کہیں دھنسی ہوتی جہاں معصوم دل رویا کرتے ہیں۔ تم تک پہنچنے کے لیے میں نے جو جو دکھ سہے ہیں، وہ ان پھولوں کا روپ لے رہے ہیں جو کبھی نہیں مرجھائیں گے۔ دنیا دیکھے گی کہ ہم دونوں کتنی اچھی زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں جانتی ہوں تمھارا مستقبل کتنا روشن ہے۔ اگر یہ روشن نہ بھی ہوتا۔ جب بھی میں تم سے اتنا ہی پیار کرتی۔ میرا پیار تمھارے مستقبل کو اور زیادہ سنہرا کر دیتا۔ ہم دونوں محبت کی شاداب وادیوں میں سے اپنے لیے حسن، صحت، شگفتگی اور رعنائی سمیٹیں گے۔ زندگی کو دلکش رنگوں اور خوشبوؤں سے مہکا ہوا خواب بنائیں گے۔ ہم ایسی زندگی بسر کریں گے جس کی چمک اور روشنی پر چاند بھی شرمائے گا۔ دنیا کی کوئی نراشا ہمارے پاس نہ پھٹکے گی۔

میرا پیار تمھیں سدا سکھی رکھے گا۔

وہ تمھیں کبھی اداس نہ ہونے دے گا۔ میرے پیار کی گود میں پہنچ کر تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا غم بھول جاؤ گے۔ میں تمھیں ہمیشہ مسکرا کر دیکھوں گی۔ ہر صبح سورج کی طرح تازہ دم اٹھوں گی اور پھولوں کی طرح سیر حاصل ہو کر آنکھیں بند کروں گی۔

میں تمھیں آسکر وائیلڈ کی ایک نظم بھیج رہی ہوں۔ اس میں میری زندگی کا سنہری اور گم خواب پوشیدہ ہے۔ آؤ ہم بھی ایسی ہی خوبصورت اور پر محبت زندگی بسر کریں۔ آؤ ہم دونوں آسمانی راستوں پر بھاگ چلیں۔ ان راستوں پر جو گلاب کے مہک دار کھیتوں میں سے ہو کر جاتے ہیں۔ اور بادلوں کے اس پار ریشمی، خوبصورت اور اجنبی جزیروں میں جا نکلتے ہیں۔

تمھاری

بلقیس

Marfat.com

میرے پال!

اس پورے مہینہ میں صرف ایک بار تم سے ملی ہوں اور وہ بھی نعیمہ کے ساتھ۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم سے بچھڑے صدیاں گذر گئیں جیسے تم مجھے خوابوں کے کسی مرغزار میں ملے ہو اور اب اس حقیقت کی دنیا میں تم کہیں نظر نہیں آتے اور میں اداس نگاہوں سے چاروں طرف تمھیں ڈھونڈ رہی ہوں۔ تم کہاں ہو؟ کس جگہ ملو گے؟ میں نے ان دنوں تمھیں اتنا یاد کیا ہے کہ میں تمھارے بغیر، تمھارے سوا کسی اور کے ساتھ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی چاہے وہ روم کا شہنشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ نہ جانے کیوں میرا دل قیامت تک گوارا نہیں کر سکتا کہ جن محبت بھری نگاہوں سے میں تمھیں دیکھتی ہوں، کسی اور کو بھی دیکھوں۔ جان بوجھ کر، عقلی طور پہ نہیں۔ بلکہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔ میرا دل صرف تمھارا دل ہے۔

پال! جب بہت سے دن تمھیں ملے بغیر گذر جائیں نا! تو مجھے ہر چیز دھندلی دھندلی اور غبار آلود سی دکھائی دینے لگتی ہے۔ پھر مجھے کوئی چیز بھی صاف صاف دکھائی نہیں دیتی۔ گویا آنکھوں کے آگے پردے گر رہے ہیں اور ہر دن کے ساتھ پردے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان پردوں اور گرد و غبار کی دھند میں میری اپنی ہستی مجھے گم ہوتی نظر آنے لگتی ہے

Marfat.com

اور مجھے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے میرے اردگرد آندھیوں کا پر اسرار شور چکرا رہا ہو۔
پھر میرا سانس رکنے لگتا ہے۔

پھر جب میں تمھیں دیکھ لیتی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے بڑی ہی پیاری بارش ہوئی ہے اور سارا گرد و غبار بیٹھ گیا ہے۔ پردے ہوا میں تحلیل ہو گئے ہیں اور ہر چیز صاف اور واضح نظر آرہی ہے۔ یہ باتیں میں تھیں اپنے دل کی زبان میں لکھ رہی ہوں۔ میں اپنا مطلب شاید صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتی اور پھر تمھارے لکھنے کے مقابلے میں میری کیا حیثیت ہے۔ کل میں نے ایک بار پھر تمھارا خط پڑھا۔ یہ خط اس قدر خوبصورت ہے کہ میں اسے محسوس کر سکتی ہوں مگر بیان نہیں کر سکتی۔ جب میں اسے پڑھ رہی تھی تو مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے اوپر رنگ برنگ پھولوں کی بارش ہو رہی ہو۔ بارش میں بھیگے ہوئے پھولوں کی بارش مہکتے ہوئے پھولوں کی، ہنستے ہوئے پھولوں کی۔ اداس پھولوں کی بارش! حدنگاہ تک ایک رنگ، ایک قوس، ایک اداسی ایک دلفریبی چھائی ہوئی تھی۔ ہر شے کا رنگ بدل رہا تھا۔ ہر شے پر حسن چھا رہا تھا۔ لوگ بڑے پیارے ہو رہے تھے۔ دکھ درد کو سمجھنے والے بن گئے تھے۔ چاندنی راتوں میں ناریل کے جھنڈوں تلے، جنوبی ہند کی دیو داسیوں کا رقص ہو رہا تھا۔ آگ کا مدھم الاؤ روشن ہے۔ ڈھولک پر رک رک کر تھاپ پڑ رہی ہے اور روشن سیاہ چہروں کے درمیان گیت کے شعلے اوپر اٹھ کر ٹوٹ رہے ہیں۔

ناریل کے درختوں میں سے گذرنے والی!
کل صبح میں پھر تمھارا انتظار کروں گا۔
کیا تم آؤ گی؟

تم تو بہت ہی کم خط لکھتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔ محبت کی زندگی بسر کرنا دنیا میں اپنی جنت آپ تخلیق کرنے کے برابر ہے۔

ہمیشہ تمھاری
بلقیس

Marfat.com

پال!

تم نے پرسوں مجھے بڑا پریشان کیا۔ اچھا اب میں پچھلی ساری باتیں بھول گئی ہوں۔ اس وقت میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور میں بستر میں لیٹی تمہیں خط لکھ رہی ہوں۔ فضا میں کچھ عجیب سی افسردگی اور اداسی رچی ہوئی ہے۔ جیسے ابھی ابھی گلی میں سے کسی بدنصیب کا جنازہ گذر گیا ہو۔ فیض کا یہ شعر بار بار یاد آ رہا ہے ؎

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گذار کے

کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں اس خزاں زدہ ماحول میں کیسے زندہ رہ سکوں گی۔ یہ خیال کرکے میرا دل کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولنے لگتا ہے۔ اصل میں اب مجھ میں سکت باقی نہیں رہی۔ اب میں بہت تھک گئی ہوں۔ بہت زیادہ تھک گئی ہوں۔ اب مجھے ایک پرسکون اور گنجان درخت کی چھاؤں میں آرام کی ضرورت ہے۔ میں اس درخت کی چھاؤں تک پہنچنے کے لیے ہر صحرا عبور کرآتی ہوں لیکن وہ درخت مجھ سے دور ہی دور بھاگ رہا ہے۔ شاید میں اب زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکوں۔

Marfat.com

تمھیں معلوم نہیں پال! عورت کی محبت میں ہمیشگی کی شان پائی جاتی ہے۔ وہ جس مرد سے محبت کرے اس کے لیے دنیا کی ہر دلکشی قربان کر دیتی ہے اور اگر وہی مرد اس سے بے وفائی کرے تو اس کا پیار ناگن بن جاتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس کی فطرت کا تقاضا ہی یہ ہے۔

اور میں تو تمھیں اس آخری حد تک چاہتی ہوں جہاں پہنچ کر عورت کی مملکت ختم ہو جاتی ہے۔ تمھیں کیا معلوم کہ میری نگاہ میں تمھاری کیا جگہ ہے اور میں نے صرف تمھارے لیے کن کن لوگوں کی باتیں نہیں سنیں! میں نے ایسی باتیں تمھیں کبھی نہیں لکھیں اس لیے کہ میں تمھارے پیار کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ میں تمھیں ایسی باتیں سنا کر افسردہ دل نہیں کرنا چاہتی۔ میں تمھارے سامنے صرف محبت کے مسکراتے ہوئے گیت ہی الاپتی ہوں۔ اس لیے کہ مجھے تمھاری خوشی اور محض تمھاری خوشی منظور ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم مجھ سے بڑھ چڑھ کر پیار کرو۔ اور پھر اگر تم بے وفائی کرو اور مجھ سے ناراض ہو جاؤ تو میرا دل ٹوٹے گا نہیں تو اور کیا ہوگا؟ اب ہم دونوں نے صلح کر لی ہے اور اب میرا دل تمھاری طرف سے اس طرح صاف ہو گیا ہے جیسے موسلا دھار بارش کے بعد آسمان چھوٹی بدلیوں سے کھل کر صاف ہو جاتا ہے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اور میں بالکل مطمئن اور بے فکر ہوں۔

تم تو اگر مجھے زہر بھی دے دو گے تو دیکھ لینا کہ میں کتنی خوشی اور مسرت سے اسے پیوں گی۔ شرط صرف یہ ہوگی کہ تم میرے پاس ہو!

آج رہ رہ کر تمھاری کل کی ملاقات یاد آ رہی ہے۔ تمھارے بغیر اب میرا ذرا جی نہیں لگتا۔ میں آج اپنے دل میں تمھارے لیے وہی حدت، وہی گرمی، وہی محبت، وہی آگ اور وہی تمازت محسوس کر رہی ہوں جو کل کی اندھیری راتوں کی تنہائی میں چپکنے پر مجبور کرتی ہے۔ جس سے دھرتی کی نبضوں میں گرم خون کی رَو دوڑ جاتی ہے۔ تم میرے پاس کیوں نہیں ہو؟ تم نے مجھے پھر بے چین کر دیا ہے۔ اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں ہر وقت تمھارے پاس بیٹھی تمھاری باتیں سنتی رہوں۔ مجھ سے کچھ بھی کام نہیں ہو رہا۔

Marfat.com

یں کوئی کام نہیں کر سکتی۔ میرا دل بار بار بے اختیار ہو کر دھڑکنا شروع کر دیتا ہے آج
تمہارا وہ خواب مجھے بار بار یاد آیا جس سے میں نے کچھ بے رخی برتی تھی۔ اب وہی خواب
مجھے زندگی کی بہت بڑی حقیقت معلوم ہو رہا ہے۔ ہم پھر کب ملیں گے؟ وہ کون سا
دن ہوگا جب ہم ستاروں کی وادی میں ایک دوسرے سے مسکراتے ہوئے ملیں گے؟
میرے اس خط کو بھی پڑھ کر پھاڑ دینا۔

صرف تمہاری
بلقیس

Marfat.com

میرے آوارہ گرد!

تمہارے بغیر میرا حال اس پیاسے پھول کا سا ہے جس پہ کبھی اوس نہ گری ہو۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہارے بازوؤں میں سر چھپا کر جی بھر کر روؤں۔ آخر میں تم سے کب تک دور رہوں گی۔ تم دور دراز ملکوں کی آوارہ گردی کو کب نکلو گے؟ میرے پولی سیز! تم اپنے جہازوں کے بادبان کب کھولو گے؟ ان کے لنگر کب اٹھاؤ گے؟ کیا سفر پہ نکلنے سے پہلے تم اپنی بلقیس کو بھی جہاز پہ سوار کر لو گے نا؟ ہاں! میں بھی تمہارے ہمراہ دور دراز ملکوں کی آوارہ گردی کو نکلنا چاہتی ہوں۔ شاید میں صرف تمہارے پاس آنا چاہتی ہوں۔ پھر تم شہر کی سڑکوں پہ پھرو یا روم کے جنگلوں میں آوارہ گردی کرو۔ دل بڑا اداس ہے پال!

خط لکھ لکھ کر تھک گئی ہوں۔ اب اپنی انگلیاں تمہارے بالوں میں الجھا کر سو جانا چاہتی ہوں۔ اب یا تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مل جانا چاہیئے اور یا پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بچھڑ جانا چاہیئے۔ یہ درمیانی خلا مجھ سے طے نہیں ہوتا۔ پال! ایک بات بتاؤ۔ زندگی کے کسی دور میں تم مجھ سے بیزار تو نہیں ہو جاؤ گے؟ میرے علاوہ کسی اور سے بھی محبت تو نہیں کرنے لگو گے۔ میں اتنی کم ظرف تو نہیں تھی۔ لیکن جانے کیوں اب مجھے کچھ کچھ خوف سا

Marfat.com

آتے لگا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ تمھیں ساری عمر ایک انتہائی خوبصورت کمرے میں بند رکھوں اور کبھی کہیں نہ جانے دوں جہاں سوائے میرے کوئی اور تمھیں نہ دیکھ سکے۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تمھارے دفتر والے تو تمھیں روزانہ دیکھیں اور میں تمھیں صدیوں بعد دیکھ سکوں۔ نعیمہ کتنی خوش نصیب ہے کہ وہ تمھیں روزانہ دیکھتی ہے، تمھاری آواز سنتی ہے تمھیں مسکراتے ہوئے دیکھتی ہے۔ مجھے اس کی قسمت پر رشک آرہا ہے۔

ہوائیں میری کھڑکی پر گرا ہوا پردہ لہرا رہی ہیں۔

کاش میں بھی ان کی طرح آزاد ہوتی اور فضاؤں میں اڑتی ہوئی اپنے پیاں کے پاس پہنچ جاتی۔ پسح! تم سے جدا ہونے پر میری جو حالت ہوتی ہے وہ تمھیں شاید کبھی نہ بتا سکوں گی۔ تم سے جدا ہوئے مدتیں گزر گئیں اور ابھی نہ جانے کتنا زمانہ اور گزر جائے گا۔ یہ جو دو تین دنوں سے گرم آسمان پر زرد اور دھندلا غبار سا اڑ رہا ہے۔ اس سے طبیعت میں اور بھی اداسی رچ گئی ہے۔ کل کا سارا دن میں نے ہال کمرے میں نیند رہ کر ٹیبل لیمپ کی روشنی میں کبھی ریڈیو سن کر، کبھی گنگنا کر، کبھی مطالعہ میں، کبھی سوچتے ہوئے، کبھی صوفے پر، کبھی پلنگ پر، کبھی سنگار میز کے سامنے آئینے پر جھک کر اپنے چہرے کی اداسی کا بغور مطالعہ کرتے میں گذار دیا۔ اور یقین کرنا مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ باہر تیز ہواؤں کے ساز پر کیسی بلیاں غرا رہی ہیں اور کون اس المناک افسردگی کے عالم میں خاک اڑا رہا ہے۔ آج شام کو بھابی اور بھیا کراچی سے واپس آرہے ہیں۔ گھر میں صفائیاں ہو رہی ہیں۔ بارہ بجے کھانا کھا کر درمیانی کمرے میں آکر بیٹھ گئی اور ریڈیو پر فرمائشی پروگرام سننے لگی۔ یہ پروگرام میں آرام کرسی پر لیٹ کر آنکھیں بند کر کے سنتی ہوں اور سنتے وقت اردگرد کی دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتی ہوں (اس وقت ہم دونوں کا پسندیدہ ریکارڈ بج رہا ہے)

دنیا ہمارے پیار کی یونہی جواں رہے

اور میں تمھیں اور صرف تمھیں یاد کر رہی تھی کہ ہمارا ننھا قاصد تمھارا خط لے کر آگیا۔ میرے لیے پھر اس کمرے میں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ سیدھی اپنے کمرے میں آئی اور دھڑکتے ہوئے

Marfat.com

دل کے ساتھ لفافہ کھول کر تمہارا خط پڑھا۔

میرے اداس محبوب! میں بھی تمہاری طرح اداس ہوں بلکہ تم سے زیادہ اداس ہوں۔ اس وقت میں سب سے اوپر والے کمرے میں بیٹھی تمہیں خط لکھ رہی ہوں۔ آسمان گرد و غبار سے کسی حد تک صاف ہو گیا ہے اور مجھے ان ہواؤں میں کھوئے ہوئے وہ دن یاد آ رہے ہیں نا وہ آغاز محبت کے دن ــ تب میں اسی کونے میں بیٹھ کر تمہیں پیار بھرے خط لکھا کرتی تھی۔ یہ عزیز ترین گوشہ! اور وہ خوبصورت دن! اے سست رفتار تھکی ہوئی ہواؤ بتاؤ میرا محبوب اس وقت کیا کر رہا ہوگا۔ کیا تم اس تک میرا ایک پیغام پہنچا دو گی؟ اگر تمہارا گذر اس گلی سے ہو تو اسے کہنا کہ شکاری جب ہرن پہ تیر چلاتا ہے اور وہ زخمی ہو کر گر پڑتی ہے تو وہ اسے وہیں چھوڑ کر نہیں چلا جاتا۔ بلکہ اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہے میرے محبوب سے کہنا کہ اس کی ہرنی، زخمی ہرنی خون میں ڈوبی اس کا انتظار کر رہی ہے۔ اس سے کہنا کہ بلقیس نے اس کے لیے بڑے دکھ اٹھائے ہیں۔ اس لیے اسے صرف بلقیس کا خیال ہونا چاہیئے۔

اے شروع برسات کی گرم ہواؤ! اس سے کہنا کہ میں کب تک اس کے بادبانوں کے کھلنے کا انتظار کروں۔ وہ مجھے لینے کب آئے گا؟ اور میں کب اس کی گود میں سر رکھ کر محبت کی میٹھی شہنائیاں سنوں گی؟

ٹپ ٹپا ٹپ ــ مینہ کی ننھی ننھی بوندیں گرنا شروع ہو گئی ہیں اس کی ہلکی ہلکی پھوار خط کے لفظوں کو چوم رہی ہے۔

میرے پال! میں تمہیں کب دیکھوں گی؟ تم مجھے لینے کب آؤ گے؟ رات بھابی اور بھیا کراچی کی سیر سے واپس آ رہے ہیں۔ ہم سب اسٹیشن پہ جا رہے ہیں۔ ہر وقت گھر والوں کے ہجوم میں رہتی ہوں۔ لیکن تمہارے بغیر ہر محفل سونی ہے۔ تمہارے خط کو میں نے کئی بار چوما ہے اگر تم ہوتے تو ــ؟ شروع برسات کی یہ خنک چاندنی راتیں یوں جا رہی ہیں جیسے پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گی۔

تمہاری اداس
بلقیس

Marfat.com

. . . . . .

میں ابھی ابھی تم سے جدا ہو کر اپنے گھر آئی ہوں۔ میں نے آج کا سارا دن ایک عجیب عالم میں گزارا ہے۔ آؤ میرے قریب آجاؤ تاکہ میں تمہارا غمگین چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر تم سے پوچھ سکوں کہ تم اتنے اداس کیوں ہو؟ تم کس کی تلاش میں ہو؟ تم کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟ کیا میرے علاوہ بھی تمہیں کچھ اور چاہیئے؟ پال! میرے پاس آجاؤ اور مجھے اپنے دل کے اندر چھپا لو۔ میں نے تم سے کبھی اپنے دل کی باتیں نہیں کہیں اس لیے نہیں کہ میں تمہیں یہ باتیں بتانا نہیں چاہتی بلکہ اس لیے کہ ایسا وقت اور ایسی جگہ کبھی نصیب نہیں ہوئی جہاں میں کنول کا پتہ توڑ کر اس میں اپنے دل کی کتاب کھول کر تمہارے سامنے رکھ سکوں۔ جہاں بیٹھ کر میں سکون اور اطمینان کے ساتھ تم سے اپنی روح کی باتیں کہہ سکوں۔

کیا تم مجھ سے اکتا گئے ہو؟

اگر نہیں تو پھر کل سارا دن تم میرے ساتھ چپ چپ کیوں رہے؟ کیا تمہیں کسی اور کی یاد ستا رہی تھی۔ ہائے وہ دن کتنے اچھے تھے۔ جب ہم دونوں صرف ایک دوسرے کے لیے زندہ دل تھے۔ وہ دن ـــــ یہی پچھلے سال کے دن! تمہیں یاد نہیں رہا میں نے

Marfat.com

تم سے کتنی محبت نہیں کی۔ تم بھول گئے کیا؟ میں نے تمھیں جتقدر چاہا ہے، جتقدر محبت کی ہے اسے یاد کر کے، اس پال کو یاد کر کے میرا دل آج بھی بے چین ہو جاتا ہے۔ شعلے کی طرح بیقرار ہو جاتا ہے۔

کل وہاں سے گذرتے ہوئے میرا دل چاہتا تھا کہ تمھارا بازو تھام کر کسی ایسے راستے پر چل نکلوں جو پھر کبھی ان شہروں کا رُخ نہ کرے۔ پھر میں نے کتنی مضبوطی سے تمھارا بازو تھام لیا تھا۔ میں ابھی تمھارے ساتھ پیدل بہت سی سڑکیں طے کرنا چاہتی تھی۔ لیکن تم نے سائیکل دوسری سڑک پر موڑ لی اور میں اکیلی رہ گئی۔ تمھیں پکارتی رہ گئی۔ وہ میں نہیں بول رہی تھی میرا پیار، میرا اضطراب تمھیں آوازیں دے رہا تھا۔ لیکن میں کس قدر مجبور تھی! میں چپ چاپ گھر لوٹ آئی۔ کھوئے کھوئے قدموں سے ڈیوڑھی کا صحن عبور کیا اور اب اپنے کمرے میں آ کر تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔ دوسرے کمرے سے میری چچی اور بھابی کی باتیں کرنے اور چینی کی کیتلی میں چمچ چلانے کی آوازیں آ رہی ہیں لیکن میں انھیں بالکل نہیں پہچان رہی ہوں۔

اچھے اور پیارے دوست! تم میری زندگی کے اندھیروں میں سورج کا پہلا اجالا ہو۔ تمھارے بغیر میں مر جاؤں گی۔ پال! پال! تم کل اتنے اداس کیوں تھے؟ تمھارا چہرہ اترا ہوا کیوں تھا؟ تمھیں کیا دکھ ہے پال! دیکھو پال! مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ۔ میں تمھیں کبھی اداس اور غمزدہ نہیں دیکھ سکتی! اب میں تمھیں بار بار کیسے سمجھاؤں کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ میں نے ہمیشہ تمھیں یاد کیا ہے۔ مگر پال! لوگوں نے ہمارے پاکیزہ چشموں پر اپنے گندے ریچھ بھیج دیئے کچھ رکاوٹیں حائل کر دیں اور ہم ایک دوسرے سے کچھ دور جا گرے۔ میں پھر بھی تمھارے پاس آ جانا چاہتی ہوں۔

تم نے مجھے کتنا سخت خط لکھا ہے کیا تمھیں مجھے ایسا خط لکھنا چاہیئے تھا؟ تم نے مجھے زخمی لڑکی کہا ہے۔ پال! اگر میں زخمی لڑکی ہوں تو تمھیں مجھے پتھر تو نہیں مارنے چاہئیں۔ تم نہیں جانتے میں کیسی لڑکی ہوں اور کیسی لڑکی نہیں ہوں۔ اتنی دیر ساتھ رہنے کے باوجود تم مجھے نہیں سمجھ سکے۔

Marfat.com

پال! تم آج مجھے چھوڑ رہے ہو؟ اگر مجھے چھوڑ کر تمھیں سکون اور امن کی بہتر زندگی ملتی ہے تو جاؤ پال! ___ تو میں تمھیں کسی بہتر زندگی میں داخل ہونے سے کبھی نہیں روکوں گی۔ راستے کی دیوار اور تمھارے پاؤں کی زنجیر کبھی نہیں بنوں گی۔ ہاں جب یہ دیکھوں گی کہ تم نہایت اداسی کی زندگی بسر کر رہے ہو تو میں تمھارے منع کرنے پر بھی تمھارے پاس آجاؤں گی۔

پال! ابھی تم کہیں باہر نہ چلے جانا۔ اسی شہر میں رہنا۔ ورنہ تم نہیں جانتے کہ میری حالت کیا ہو گی۔

اچھے پال! اگر میں بری لڑکی ہوں تو تم مجھے اچھی اچھی باتیں سکھلا دو نا۔ لیکن میرا مذاق تو نہ اڑاؤ۔ جانتے ہو میں تمھاری خاطر اپنے زخموں میں کتنا اضافہ نہیں کیا۔ میں تو ان تمام لوگوں سے مختلف اور الگ ہوں جو تمھیں میرے بارے میں غلط باتیں بتایا کرتے ہیں۔ مجھے تو ان میں سے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میرا تو ان سے کوئی تعلق نہیں۔ پال! تم اس وقت میرے پاس ہوتے تو میں تمھارے سینے پر سر رکھ کر اتنا روتی کہ تم حیران رہ جاتے۔ مجھے ان لوگوں نے کتنے دکھ نہیں پہنچائے! میں آہستہ آہستہ ان سب لوگوں، ان سب باتوں سے الگ تھلگ ہو جاؤں گی۔

پال! اگر تم مجھ سے الگ ہونا چاہتے ہو تو ایکا ایکی الگ نہ ہو جانا۔ ورنہ میں یہ صدمہ برداشت نہ کر سکوں گی۔ آج تمھاری یہ بات سن کر شاید تم مجھے چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے میرے دل کو بڑا صدمہ ہو رہا تھا۔ پال! ذرا سوچو اس بھری دنیا میں ایک تم ہی تو میرے ہمدرد ہو پھر اگر تم بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو میں اکیلی جی کر کیا کروں گی؟ کہاں جاؤں گی؟ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ہیں۔ آہستہ آہستہ شام ہو رہی ہے اور میں کھڑکی کے پاس بیٹھی کمزور روشنی میں تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔ میرا دل شام ہی سے بوجھل ہو رہا ہے۔ یہ رات کیسے گذاروں گی؟ یہ اپنا دکھ، اتنا بڑا دکھ کیسے سہہ سکوں گی؟ پال! تم اندر ہی اندر کن طاقتوں سے برسرپیکار ہو۔ جو تم کل اتنے زرد دکھائی دے رہے تھے؟ تم کس قسم کی روحانی جدوجہد کر رہے ہو۔ اگر تم کسی خفیہ طاقت سے سمجھوتہ کر رہے ہو جو تمھارے لیے سکون کا باعث ہو گا تو میں تمھاری راہ میں کبھی حائل نہیں ہوں گی۔ میں تمھارے لیے ہمیشہ دعا کروں گی۔ اگر تمھیں میری مدد کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔ پال! لیکن مجھے بھولو مت! یاد ہے میں تمھاری وہی پرانی بلقیس ہوں جس

Marfat.com

پر تم اپنی زندگی تک نچھاور کر دینے پر تیار رہتے تھے۔ وہ کتنے اچھے دن تھے جب ہم دونوں اکٹھے ندی کنارے والی ٹاہلیوں کی چھاؤں میں لمبی لمبی سیریں کیا کرتے تھے۔ کون جانے وہ دن کن خلاؤں میں گم ہو گئے ہیں اور پھر کبھی پلٹ کر واپس بھی آئیں گے یا نہیں۔

شام گہری ہو رہی ہے اور میں سب سے الگ بیٹھ کر تمہیں یاد کر رہی ہوں۔

میری کتنی بڑی خواہش تھی کہ تم مجھے کل جمعرات یا جمعہ کو ملتے ــــ صرف ایک بار ملتے۔ اس کے بعد مجھے اپریل کے امتحانوں تک تم سے نہیں ملنا تھا۔ لیکن اگر تم نے یہی فیصلہ کر لیا ہے کہ تم مجھ سے الگ رہ کر زندگی بسر کرو گے تو پھر آہستہ آہستہ اس فیصلے پر عمل کرو۔

ہاں! میں ہفتے کے روز ضرور تم سے ملوں گی اور ہفتے کا سارا دن ہم اپنی گم شدہ محبت کے سائے تلے اکٹھے گذاریں گے۔ اس روز میں تم سے بہت سی باتیں کروں گی۔ کیا تم ہفتہ کے روز پل پر آؤ گے؟ میں تمہارا انتظار کروں گی۔ ہم اس دن کو بڑے احترام سے گذاریں گے۔ میں ابھی پھول لاؤں گی۔ تم بھی پھول لانا۔ ہم اسے قدیم رومن انداز میں بسر کریں گے۔ اس دن میں تمہیں بتاؤں گی کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔

ہاں! وہ دیکھو آج سرِ شام ہی چاند نکل آیا ہے۔

تمہاری اداس

بلقیس

Marfat.com

ڈیئر پال!

کل ایک مدت بعد تمھارا خوبصورت اور فرحت بخش خط پڑھ کر مجھے بے انداز خوشی ہوئی ہوئی۔ مجھے اکثر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میری محبت نے تمھیں ایک نیا حسن، نئی خوبصورتی بخش دی ہے۔ تمھارے یونانی دیوتاؤں جیسے چہرے پہ یہ آجکل کیسی انوکھی چمک آ رہی ہے؟ کیا تم نے وہ حسن، وہ سکون حاصل کر لیا ہے جس کی جستجو میں تم اپنی بلقیس تک کو چھوڑنے پہ تیار ہو گئے تھے؟ میں تم سے ایسی باتیں ہر بار کہنا چاہتی ہوں۔ لیکن نہیں کہہ سکتی۔ سینکڑوں باتیں کرنے کے باوجود ہزاروں باتیں ان کہی رہ جاتی ہیں۔ زبان پہ آ کر رک جاتی ہیں۔ نہ جانے میں ایسی باتیں کیوں نہیں کہہ سکتی۔

ویسے تم سب سے مختلف ہو۔

پھر بھی۔ کبھی کبھی آپ ہی آپ میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ مجھے اس خیال سے ڈر لگنے لگتا ہے کہ کہیں تم کسی دن مجھے چھوڑ کر چل نہ دو۔ یا کہیں یہ سب کچھ محض ایک بے جان طلسم ثابت نہ ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا پال! اگر ایسا ہو گیا تو بہت برا ہوگا۔ تم جو میرے جولیس سیزر ہو۔ اگر اس بیدردی سے مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو میں سارے روم میں آگ لگا دوں گی اور اپنے

Marfat.com

محل کی چھت پر کھڑی ہو کر جلتے ہوئے شہر کا تماشہ دیکھوں گی اور خود بھی اسی آگ میں جل کر بھسم ہو جاؤں گی۔ نہ معلوم کیوں میرے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو، محض کھیل رہے ہو۔ اگر تم واقعی مجھ سے کھیل رہے ہو اور مذاق کر رہے ہو تو میں تمھیں تو کچھ نہ کہوں گی — لیکن خود چپ چاپ موت کے بستر پر ہمیشہ کی نیند سو جاؤں گی اور پھر اس دنیا میں کبھی نہیں آؤں گی — کبھی نہیں آؤں گی!

پھر تمھارا کوئی اتنا خیال نہ رکھے گا۔ پھر تمھاری ذراسی تکلیف پر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر کوئی تیار نہ ہوگا۔ میں تو تمھارے بغیر ہمیشہ اداس رہتی ہوں۔ کیا تم بھی میرے بغیر یونہی اداس رہتے ہو؟ میں نے جو تم سے ایفائے عہد کا وعدہ کیا ہے اس پر مرتے دم تک قائم رہوں گی۔ اور یہ میری فطرت اور ضمیر کے عین مطابق ہوگا۔ میری روح اور میرا جسم صرف تمھارے لیے ہے۔ تمھارے سوا کوئی اور مجھے چھو تک نہ سکے گا۔

پال! عورت کے جذبات میں بڑا استقلال اور اس کے انتخاب میں بڑی سنجیدگی ہوتی ہے۔ اس کے فیصلے قطعی ہوتے ہیں۔ وہ محبت میں کسی غیر کی شرکت کو گناہِ عظیم سمجھتی ہے۔ وہ اگر مایوس اور ناکام بھی ہو جائے تو شور نہیں مچاتی بلکہ ضبط، تحمل اور خاموشی سے کام لیتی ہے۔ محبت کا طوفان اور جذبات کا تلاطم یوں تو مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ہوتا ہے۔ مگر عورت ضبط سے کام لیتی ہے اور مرد شور و غل مچاتا ہے اور آخر میں کسی دوسری عورت سے دل لگا لیتا ہے لیکن عورت — اگر وہ عورت ہے تو جہاں ایک بار بیٹھ جاتی ہے پھر وہاں سے اس کی لاش ہی اٹھتی ہے۔

میں تم سے ایسی محبت کرتی ہوں جو ہر دنیاوی رشتے سے بے نیاز ہے کسی دن میں اپنے عمل سے تم پر ثابت کردوں گی کہ عورت کتنا پیار کر سکتی ہے۔ قریب رہ کر بھی اور دور رہ کر بھی۔

مرد کا جذبۂ محبت ترغیباتِ جنسی سے قوت حاصل کرتا ہے۔ جتنا یہ جذبہ شدید ہوگا اتنا ہی اس کا عشق زوروں پر ہوگا۔ مگر عورت — عورت کا جذبۂ محبت ترغیباتِ جنسی کا محرک ضرور ہوتا ہے مگر اس کا تابع کبھی نہیں ہوتا۔ یہی عورت اور مرد کے پیار میں بنیادی فرق ہے

Marfat.com

مرد کا عشق زیادہ تر عورت کی خوبصورتی اور ظاہری آرائش سے پیدا ہوتا ہے۔ عورت کی اس ایک صفت پر وہ باقی تمام صفات کو قربان کر دیتا ہے۔ نظر انداز کر دیتا ہے۔ مرد کے لیے عورت ایک شکار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اور عشق بازی محض تلاش شکار --- لے ہنٹنگ ٹرپ! مگر مرد کی خوبصورتی ہم عورتوں کے لیے شرط عشق نہیں ہوتی۔

میں اگر تم سے محبت کرتی ہوں تو کسی خاص وجہ سے نہیں۔ بلکہ نہ جانے کونسی ایسی وجہ ہے کہ میں تم سے الگ نہیں رہ سکتی۔ تم ہمارے گھریلو، خاندانی حالات بالکل نہیں جانتے۔ تم اپنی ایک الگ تھلگ، بے تعلق دنیا میں رہتے ہو۔ میں بڑی ہی پر پیچ اور دشوار گذار راہوں پہ چلی جا رہی ہوں۔ لیکن میرے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی۔ میں ہر مصیبت کا مقابلہ پوری قوت سے کروں گی۔ بشرطیکہ تم نہ بدل جاؤ، تم مجھے نہ چھوڑ جاؤ۔ میں صرف اس وقت تک کے لیے ڈرا کرتی ہوں۔ جب تک کہ مصیبت میرے سامنے نہیں آتی۔ اور جب وہ میرے عین مقابل آجاتی ہے تو پھر وہ مجھ سے ڈرا کرتی ہے۔

میں پرسوں شاید تم سے ملنے نہ آسکوں۔ چچا جان کا گلے کا اپریشن ہو رہا ہے۔ اور میں گھر سے باہر نہ جا سکوں گی۔ کل عید ہے اور ہم دونوں جدا ہوں گے۔ مجھے امید ہے تم عید کے دن میری اداسی کا خیال رکھتے ہوئے اپنے دوستوں میں بیٹھ کر زیادہ بلند قہقہے نہیں لگاؤ گے۔

تمہاری
بلقیس

Marfat.com

اچھے پال !

پرسوں ہفتے کی شام کو ہم چچا جان کے ہمراہ ایبٹ آباد جا رہے ہیں۔ دس پندرہ روز وہاں ٹھہر کر کوہ مری جائیں گے۔ شاید میں اب تم سے نہ مل سکوں۔ بس یہ آخری خط تمھیں یہاں سے لکھ رہی ہوں۔ دوسرا خط ایبٹ آباد پہنچ کر لکھوں گی۔ اگر ریل میں لکھ سکی تو وہاں سے بھی ایک خط لکھوں گی۔ کچھ تصویریں تمھیں بھیج رہی ہوں۔ یہ کچھ اتنی اچھی تصویریں نہیں ہیں۔ پہاڑ پہ جا کر بڑی اچھی تصویریں اترواؤں گی، گھوڑوں پہ سوار ہو کر، جنگلوں میں آبشاروں کے پاس کھڑے ہو کر، گلپوش وادیوں میں، سنسان تنہائیوں کے پاس، بڑے بڑے گنجان درختوں تلے ــــ بہت سی تصویریں اترواؤں گی۔ ہم کیمرہ ساتھ لے جا رہے ہیں میری ہر تصویر صرف تمھارے لیے ہے۔ اپنے جیون ساتھی کے لیے ہے۔ میں تم سے بار بار کہہ چکی ہوں اور اب بھی کہتی ہوں کہ تمھیں میرے سب کچھ ہو سبھی کچھ ــــ !

میرا ہر آنے والا دن صرف تمھارے لیے ہے۔ وہ تمھیں آواز دیتا ہوا طلوع ہوتا ہے اور تمھاری آغوش میں گر کر ڈوب جاتا ہے۔ میری باتوں کو جھوٹ کبھی نہ سمجھنا۔ میں تمھیں اپنے دل کی ہر بات سچ سچ اور بلا جھجک لکھ دیتی ہوں۔ میری ہر بات تمھارے سامنے آبشاروں کی

Marfat.com

موسیقی کی مانند بالکل قدرتی ہے۔ ستاروں کی طرح پُرحقیقت اور اپنی محبت کی طرح بلند — !
پہاڑ پہ جاکر تم بہت یاد آؤ گے۔ سنسان ٹیلوں اور گھاٹیوں میں گھومتے ہوئے میں تمھیں بہت یاد کروں گی۔ بے حد یاد کروں گی۔

میں ہر ممکن طریقہ سے اپنی تباہ شدہ صحت کو بحال کرنے کی کوشش کروں گی صحت کے بغیر دنیا میں کچھ نہیں ہے۔ جب تمھیں میرا خط ملے تو تم ضرور آنا۔ اگر نہ آئے تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی۔ میں تمھیں لینے بس سٹینڈ پہ ضرور آؤں گی۔ پھر سیر کرتے ہوئے جب راستے میں بارش آجائے گی تو ہم بھاگ کر درختوں کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے۔ میں وہاں جاکر قوس قزح کے رنگوں سے بنی ہوئی ایک خوبصورت چھتری بھی لوں گی۔ بہرحال تو وہاں بالکل نہ اوڑھوں گی۔ اسی لیے تو ہم خاصی دیر میں جا رہے ہیں تاکہ میدانوں کے رہنے والے شوریدہ سر لوگ واپس آچکے ہوں گے، اور پہاڑی فضاؤں کی گھن دور ہو چکی ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ وہاں سے اس قدر صحت مند ہو کر واپس آؤں کہ تم دیکھ کر حیران رہ جاؤ اور مجھے پہچان بھی نہ سکو۔ کل جب میں تم سے آخری بار ملنے، تمھارے دفتر آئی تھی۔ اگر تم وہاں موجود ہوتے تو دیکھتے کہ کس طرح تانگہ سامان سے بھرا ہوا تھا۔ بھابھی کا سامان تھا اور کچھ ہمارا — میں نے بیڈمنٹن کا سارا سامان خرید لیا ہے، یعنی ریکٹ وغیرہ۔ وہاں خوب کھیلوں گی۔

تمھیں کیا خبر بابل! وہاں کی صحت مند فضائیں میرے ساتھ تمھیں یاد کریں گی اور تمھارا انتظار کریں گی اور جس دن تمھیں آنا ہوگا۔ اس دن صبح ہی سے خوشبوؤں سے لدی ہوئی ہوائیں چلنے لگیں گی اور بھونرے ایک پھول سے دوسرے پھول پر اڑتے پھریں گے۔

میں اپنے کمرے میں بالکل تنہا بیٹھی تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔ دیکھو میری ساری تصویریں اور خطوط کسی پیکٹ میں باندھ کر تالے میں رکھا کرو۔ تم سادہ دل ہو اور دنیا بڑی مکار بڑی عیار ہے۔ تم جانتے ہو نا کہ اگر لوگ ہمیں ان خطوط اور تصویروں کے ذریعے نقصان پہنچانا چاہیں تو کتنا عظیم نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

میری اس بات کو لاپرواہی سے ہرگز مت ٹالنا۔

میں تمھیں گھر کے پتہ پہ فارسی میں خط لکھا کروں گی تاکہ سوائے تمھارے کوئی اور نہ سمجھ

Marfat.com

سکے۔ اگر کہو گے تو ہر روز بیس خط لکھا کروں گی۔ فارسی زبان مجھے شیشے کے مرتبان میں بند مربّے کی طرح لگتی ہے۔ جب چاہا نکال کر چکھ لی۔ ریڈیو پہ لتا بڑے اداس لہجے میں گا رہی ہے۔

محفل میں جل اٹھی شمع ....

پہاڑوں پہ پھیلی ہوئی چاندنی رات — کسی کنواری کے خواب سے بھی زیادہ پاکیزہ رات — موسیقی، حسن، شعر اور ہم دونوں — اور محبت آسمانی محبت کا سایہ ہم پہ ہو۔ ہم چاندنی کی سیج پہ لیٹ کر ان شہزادیوں کے گیت گائیں جنھیں محبت کے جرم میں موت کی سزائیں دی گئیں اور تاریک قلعوں میں ہمیشہ کے لیے بند کر دی گئیں۔

صرف تمھاری

اپنی

بلقیس

Marfat.com

پال!

چند روز گزر اند کہ من نامہ ہائے تو رسیدم۔ لاکن بہ وجہ فسادات دانش کدۂ ما (کالج) بستہ شدہ بود و من در خانہ بودم و حیران بودم۔ بعد از بسیار روز ہا امروز من شما را در فارسی نامہ مے نوشتم۔ برائے ایں کہ شما را در زبانِ فارسی عبور است و من گرچہ فارسی نمی دانم لاکن ترسدم کہ نامۂ من دستِ کسے دیگراں تو تو نہ آمد۔ برائے ایں در زبانِ غیر نامہ مے نوشتم من دانم کہ چوں شما نامۂ ایں خواہم خواند۔ شما لاف زدید (LAUGH) و من (CARE) نمی است در روز ہا من بسیار محنت می کنم۔ شما دعا بکنید کہ خدا مرا پاس بکند۔ دریں روز ہا بسیار فسادات رائج اند و من برائے تو بسیار فکر بود — کہ شما در بازا ہا مے گشتیم و من بسیار دعا برائے

تو کردہ بود۔

اکنوں بعد از آزمائش من نامہ تحریبہ خواہم کرد۔ دریں روز فصل تبدیل می شود۔ خزاں ہر طرف ہویدا است۔ آفتاب زرد است۔ باد ملول است۔ گل ہا مغموم اند۔ شجر چپ چاپ ایستادہ اند و من بسیار اداس ام۔ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

دیکھا میں فارسی لکھ لیتی ہوں نا؟ اگرچہ غلط سلط ہے مگر فارسی تو ہے نا اور پھر میں تو تمھیں صرف اس مرتبے کا ذائقہ ہی تبانا چاہتی تھی۔ اس وقت کم بخت مجھے کوئی فارسی کا شعر بھی یاد نہیں آرہا۔ ورنہ میں تمھیں شعر بھی ضرور لکھ بھیجتی اور ایک شعر یاد بھی آیا ہے اور وہ شیخ سعدی کا ہے اور ساٹھ سال کی عمر کے بعد خط میں لکھنے والا ہے۔ اگر تم ضد کرتے ہو تو تمھیں لکھے دیتی ہوں۔

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

تمھاری
بلقیس (خانم)

Marfat.com

میرے اچھے، میرے پیارے!

میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم میرے بغیر بھی بہت خوش رہتے ہو۔ زور زور سے ہنستے ہو۔ قہقہے لگاتے ہو اور زندگی سے اسی گرمجوشی سے ملتے جلتے ہو۔ لیکن میں تمھارے بغیر ہنسنا گناہ سمجھتی ہوں۔ تم کیوں ہنستے ہو؟ اگر تم میرے بغیر بھی اسی طرح زندہ دلی سے ہنس سکتے ہو تو تمھیں مجھ سے بالکل محبت نہیں۔ تمھیں تو آج کا دن بھی کبھی یاد نہیں ہوگا کہ آج ہماری محبت کا وہی پہلا دن ہے جب ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ میرا دل یہ سوچ کر بڑا دکھی ہو جاتا ہے کہ تم خوش رہتے ہو اور میں اداس ــــ تمھارے لیے اداس!

جانتے ہو میں نے پچھلے دنوں تمھیں خط لکھنے بند کیوں کر دیئے تھے؟ اس لیے نہیں کہ میں تمھیں خط لکھنا نہیں چاہتی ہوں - بلکہ اس لیے کہ تمھاری محبت میرے دل میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اس جذبے کے مقابلے میں لفظ کمتر معلوم ہوتے ہیں لفظ تو بس منہ ہی تکتے رہ جاتے ہیں۔ ہائے! مجھے فانیؔ کا ایک غیر فانی شعر یاد آ رہا ہے۔

موت ان کا منہ ہی تکتی رہ گئی
جو تیری فرقت کے صدمے سہہ گئے

Marfat.com

تم مرد ہو اور مرد زندگی بھر کبھی نہیں سمجھ سکتا کہ عورت اس سے کس قدر محبت کرتی ہے۔ وہ عورت کی محبت کا محاصرہ کرنے سے قاصر ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارے اندر تحلیل ہو جاؤں یا تمہیں اپنے اندر جذب کر لوں۔ تم کیا جانو تم مجھے کتنے اچھے نہیں لگتے؟ کوئی نہیں جان سکتا۔ پال! میں اتنی بڑی دنیا میں صرف تمہارے لیے زندہ ہوں۔ صرف تمہارے لیے اگر تم نہ ملے تو پھر یہ دنیا میرے لیے ایک اجاڑ اور ویران کھنڈر ہو گا۔ پھر میں زندگی کو قبول کرنے سے انکار کر دوں گی۔ میں جانتی ہوں تم مجھ سے شادی کے قائل نہیں ہو۔ یوں تم ہمیشہ مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو۔

لیکن میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اگر میں تمہارے پاس نہ آسکی تو پھر کہیں اور بھی نہیں جاؤں گی۔ کبھی شادی نہیں کروں گی۔ اگر گھر والوں نے زبردستی کرنی چاہی تو میں زہر کھا لوں گی۔ کسی دوسرے شخص کا تصور بھی اب میرے لیے عذاب سے کم نہیں ہے۔ تم دنیا کے ہر مرد کے مقابلے میں بلند اور عظیم ہو۔ تمہارے اندر نیکی اور فہم کی شمع جل رہی ہے تم ہر شے کی ماہیت سے واقف ہو اور بعض اوقات تمہاری باتیں کسی پرانے یونانی دیوتا کی باتیں معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اس لمحے جب تم بول رہے ہوتے ہو مجھے کتنے اچھے نہیں لگتے!

کبھی کبھی میں بہت زیادہ جذباتی ہو جاتی ہوں۔ اس وقت میرا دل مچلنے لگتا ہے کہ تم کیوں میرے پاس نہیں ہو۔ ہم اپنے دل، دماغ اور جسم کے ایک ایک ذرے سے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو پھر ہم ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے مل کیوں نہیں جاتے؟ آخر یہ کس کا ہاتھ ہے جس نے ہمیں مجبور کر رکھا ہے؟

اس وقت جبکہ میں تمہیں خط لکھ رہی ہوں میں ایک نہایت آرام دہ پھولدار پردوں والے کمرے میں کھڑکی کے پاس صوفے پر بیٹھی ہوں۔ کمرے میں اس وقت کوئی نہیں۔ شام تک، رات تک کوئی نہیں آئے گا۔ پچھلا دروازہ کھلا ہے۔ ذرا سی آہٹ ہوتی ہے تو میں چونک اٹھتی ہوں اور سوچتی ہوں کہیں پال تو نہیں آ رہا؟ کیا تم ہمارے گھر کبھی نہیں آؤ گے؟ کیا تم میرا کمرہ کبھی نہیں دیکھو گے؟ کیا تم نے ہمارے گھر آنے کی قسم کھا رکھی ہے؟

Marfat.com

کاش دنیا صرف ایک دن مجھے تمہارے پاس کھلم کھلا بسر کرنے کی اجازت دے دے۔ ایک دن ایک رات تمہارے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے اور باتیں سننے کی اجازت دیدے اور پھر چاہے مجھے جہنم کے شعلوں کے سپرد کر دے۔ اس کے بعد میں ہر آنے والی جدائی اور مصیبت کو خندہ پیشانی سے قبول کروں گی۔

سب سے پہلے میں تمہیں اپنے گھر لاؤں اور تمہیں اپنا سارا گھر، اپنا کمرہ، اور اپنا کچن دکھلاؤں۔ پھر ہم ایک میز پہ کھانا کھائیں، پھل کھائیں اور اس کے بعد کسی خوف اور اندیشہ کے بغیر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سیر کرنے نکل جائیں اور سیر کے دوران میں اپنی تمام پسندیدہ جگہوں پہ گھومیں۔ ساری پرانی باتیں یاد کریں اور پیار کریں، ہنسیں، قہقہے لگائیں اور اس کے بعد شام ہو جائے۔ اور رات آ جائے اور یہ چاندنی رات ہو سے ہزاروں چاند کی روشنیوں میں چمکتی ہوئی روشن ترین چاندنی رات ہو! اور یہ رات پہاڑوں پہ آئے۔ اس رات میں جنوبی ہند کی دلہنوں کی طرح سنگھار کروں۔ ماتھے پہ بندیا اور مانگ میں سیندور لگاؤں۔ گلے میں نو لکھا ہار پہنوں اور بالوں میں کرن پھول کی کلیاں گوندھوں اور ایسے پیارے اور خوبصورت سرخ کپڑے پہنوں جو ستاروں، پھولوں اور تتلیوں کے پروں سے تیار کیے گئے ہوں اور ان سے زیادہ خوبصورت ہوں اور جب میں سج دھج کر تمہاری طرف پہلا شرمیلا قدم اٹھاؤں تو فضائیں موسیقی کی جھنکار سے گونج اٹھیں۔ پھر ہم باتیں کریں اور باہر برف گرنا شروع ہو جائے اور چاند بادلوں میں چھپ جائے اور پھر جب صبح ہو تو سورج کی پہلی کرن کے ساتھ میں تم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے بچھڑ جاؤں اور جب تمہاری آنکھ کھلے تو پھول چپ چاپ ایک طرف پڑے ہوں اور تمہارے پاؤں اور میرے تکیے پر آنسوؤں کے نشان موتیوں کی طرح جھلملا رہے ہوں۔ اس کے بعد موت کا مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے!

یہاں تمہارے بغیر ہر دن جب مجھے اکیلا دیکھتا ہے تو میرا مذاق اڑاتا ہے۔

تمہیں یاد ہے آج ہی کا دن تھا جب دو سال پہلے تم نے پہلی بار کالج کے گیٹ ہی سے اندر داخل ہو کر مجھے بلایا تھا۔ زندگی میں پہلی بار ہم ایک دوسرے سے ملے تھے

Marfat.com

اور ایک دوسرے کی آواز سن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے وہ دن کس قدر روشن تھا اور آج کا دن بادلوں میں چھپا ہوا ہے اور میں تم سے دور ہوں۔ میرے دل میں وہ سنہری دن ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ میری یادوں کے سمندر میں وہ دن روشنی کے مینار کی طرح ہمیشہ چمکتا رہے گا اور میرے ذہن کو راہ سجھاتا رہے گا۔

آج ہی کا دن تھا۔ آج کا دن میں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ سورج اسی طرح چمک رہا تھا مگر دھوپ اتنی تیز نہیں تھی۔ اس روز دھوپ میں تیزی کم اور سنہرا پن زیادہ تھا ہوا دھیمی اور خوشبودار تھی۔ آج سارا دن میری آنکھوں میں عزت و احترام کے آنسو چھلکتے رہے ہیں — اس دن کی یادیں! وہ جوانا مرگ دن!! جو ہمارے درمیان ہنستا کھیلتا نمودار ہوا تھا اور وہیں گم ہو گیا۔

آج اس بھولے بھٹکے گیت نے مجھے پھر رلا دیا ہے۔ میرے آج کے رونے اور تب کے رونے میں بہت فرق ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تم سے آج ضرور ملوں۔ آج کا دن ہم اکٹھے مل کر بسر کرتے پچھلے دو سال کے تمام واقعات کو دہراتے۔ کچھ ہنستے، کچھ روتے مگر میں نہیں آئی۔ شاید اب کبھی نہ آ سکوں۔

یوں لگتا ہے جیسے تم سے جدا ہوئے مدتیں گزر گئی ہیں۔ اپنے دل کو بہتیرا یقین دلاتی ہوں کہ صرف تین دن گزرے ہیں مگر دل نہیں مانتا عقل کی کوئی بات نہیں مانتا اور پاگلوں کی طرح، بچوں کی طرح مچلتا ہے، ضد کرتا ہے اور کبھی بے بس ہو کر رونے لگتا ہے۔ صبح سے مجھے ہلکا ہلکا بخار ہو گیا ہے۔ خدا جانے اگلے سال اسی دن میں کہاں ہوں گی یہ دن مجھے کہاں اور کس جگہ دیکھے گا۔ میں اس گھر میں ہوں گی یا قبر میں ہوں گی؟ کون جانے کہاں ہوں گی۔ وقت کے ان گہرے اسرار کو کون جان سکتا ہے! دل بری طرح مرجھا گیا ہے۔

جانے تم کہاں ہو؟

گھر والے میرا کوئی خیال نہیں کرتے۔ انھوں نے کسی ڈاکٹر کو نہیں بلایا۔ تم اس بات پر حیران مت ہونا۔ جب ایک لڑکی والدین سے اجازت لیے بغیر ان کی مرضی کے خلاف کسی سے محبت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ تو پھر وہ کسی کی بھی کچھ نہیں رہتی۔ نہ والدین کی

Marfat.com

نہ بہن بھائیوں کی اور نہ رشتہ داروں اور ہمسایوں کی ان کے نزدیک محبت کرنا گناہ ہے۔ بدترین گناہ ہے۔ پھر بھلا محبت کرنے والی لڑکی کے لیے والدین کے گھر میں کہاں جگہ ہو سکتی ہے۔ بلکہ یوں کہہ لو کہ پھر دنیا میں کہیں بھی اس کے لیے جگہ نہیں ہوتی۔ ہر آدمی اسے نفرت سے دیکھتا ہے اور اس پر وقت بے وقت طعنہ زن ہوتا ہے۔ معمولی معمولی خراشوں کو بھی طعنوں کے زہریلے نشتروں سے کرید کرید کر ناسور بنا دیا جاتا ہے۔ میں نے کبھی تمھیں نہیں بتایا کہ میں گھر میں کس قدر افسردہ اور غمگین ہوں۔ میں نے ہمیشہ اپنی بھابی کا ذکر تمھارے سامنے بڑے احترام سے کیا ہے۔ لیکن یہ بھابھیاں ہی ہیں جو اپنی لگائی بجھائی سے ہم بندوں کو زندہ درگور کر دیتی ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے کبھی محبت نہیں کی ہوتی۔ یہاں سہتی اور ہیر جیسی نند بھاوجیں کہیں نہیں ملیں گی۔

اب میں مر جانا چاہتی ہوں۔ اس لیے کہ اب یہی ایک راستہ نجات کا راستہ ہے۔ یہ دن جو تم سے الگ رہ کر بسر کروں گی اس میں صرف موت کے متعلق سوچوں گی۔ اس سے پیار کرنے کے متعلق سوچوں گی۔ تاکہ جب وہ آئے تو میں اس کے خوفناک پروں کی پھڑپھڑاہٹ سن کر زندگی کے لیے چیخنا شروع نہ کر دوں۔ جہاں کوئی چارہ نہ ہو وہاں رونا پیٹنا فضول ہے اس لیے اب تم دیکھو گے کہ میں چپ چاپ زندگی کے سٹیج پر سے رخصت ہو جاؤں گی۔

میں گھر میں کسی سے نہیں بولتی۔ سارا دن اپنے کمرہ میں چپ چاپ پڑی رہتی ہوں۔ اکیلے بیٹھ کر ہنسوں، روؤں، خط لکھوں، پڑھوں، کچھ کروں، کھاؤں یا نہ کھاؤں کسی کو اس سے کوئی سروکار، کوئی واسطہ نہیں!

کیا میرے چہرے کی زردی اس بات کی گواہی نہیں دیتی کہ میں اداس رہتی ہوں، کیا میری آنکھوں کے آنسو اس بات کی غمازی نہیں کرتے کہ میں انتہائی آزردہ ہوں؟ لیکن اب تو میں نے یہ تمام گلے شکوے مٹا دیئے ہیں۔ اگر آج ہماری ملاقات والا وہ پہلا مقدس دن نہ ہوتا تو شاید میں خط بھی نہ لکھتی۔ میں بڑی پاگل لڑکی ہوں۔ مجھے دنیا میں رہنا نہیں آتا۔ مجھے اور لوگوں کی طرح مکار اور چالاک بننا نہیں آتا۔ اس لیے میں مر جاؤں گی۔ ضرور مر جاؤں گی تمھیں یاد کرتی ہوئی۔ تمھارا نام لیتی ہوئی۔ میں ہمیشہ تمھاری منتظر ہوتی ہوں اور

Marfat.com

تمھیں تلاش کرتی رہتی ہوں۔

تم بہت بڑے قاتل ہو۔ تم میرے خون پر تلے ہوئے ہو۔ میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میرا دل تمھیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ میں کل بھی گھرا کر ان پھولوں کی یاد میں آنسو بہاتی رہی ہوں جو مہکنے سے پہلے ہی مرجھا گئے اور آج بھی روتی رہی ہوں۔ میرا دل درد سے بھرا ہوا ہے میں اب بھی رو رہی ہوں۔ میں پھول کی ان بکھری ہوئی پتیوں کو کن قبرستانوں میں ڈھونڈنے جاؤں گی؟ یہ زرد و اُداس پتّیاں!! نہ جانے ان سے سجا ہوا، مہکا ہوا گلشن کس قدر خوبصورت نہ ہوتا!

میں بھی ان کی تلاش میں گم ہو جانا چاہتی ہوں۔

اتنے خوبصورت پھول ہاتھ میں آنے سے پہلے، خوشبو دینے سے پہلے ہی کہاں چلے گئے؟ کن تتلیوں کی تلاش میں روانہ ہو گئے؟ میں ان کی جستجو میں کس طرف جاؤں؟ یہ پھول، ان مہکتے پھول — میرے پیار کی نشانیاں، جو ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئیں۔ پھر میں کیسے نہ روؤں؟ میرا دل ان کی یاد میں خون کے آنسو رو رہا ہے۔

تو کیا میں بالکل اکیلی ہوں؟

کیا پال بھی میری اس غمگین گھڑی میں مجھ سے جدا ہے؟

بھری بہار میں یہ خزاں کی زرد بوندوں کی بارش کہاں سے شروع ہو گئی؟ میں اپنی روح کے ان جگنوؤں کو کہاں تلاش کرنے نکلوں جو تتلیوں کی تلاش میں کسی دور دیس کو چلے گئے ہیں؟ یوں معلوم ہو رہا ہے جیسے کسی نے میرے سینے میں اپنے تیز تیز ناخن چبھو دیے ہیں اور خون فوّارہ بن کر اچھل رہا ہے۔

بلقیس

Marfat.com

میرے پال!

میں تمھارے خط کو کئی بار پڑھ چکی ہوں۔ کچھ اس لیے بھی کہ تم نے یہ خط بہت دن بعد لکھا تھا اور اس لیے بھی کہ وہ بہت ہی اچھا تھا۔ آج رات میں سونے سے پہلے اُسے پھر ایک بار پڑھوں گی۔ یقین جانو میں تمھارے ہر مشورے پر عمل کردوں گی۔ اگر تم مجھ سے اعلیٰ خیالات اور اعلیٰ کردار کی توقع رکھتے ہو تو میں تمھیں کبھی ناامید ہونے کا موقع نہ دوں گی۔ میں تمھارے تصور سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوں گی۔ تمھارے خط کا ایک ایک لفظ محبت اور خلوص کا آئینہ دار ہے اور میری بھلائی سے بھرا ہوا تھا۔ تم نے جو میری بعض باتوں پر نکتہ چینی کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمھیں مجھ سے دلی لگاؤ ہے اور تم یہ کبھی نہیں چاہتے کہ میں بُری زندگی گذاروں۔

تمھاری محبت کی جڑیں میرے دل کے اندر اتنی گہرائیوں تک، اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہیں کہ محبت کی اس نازک اور مضبوط بیل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے کوئی اسے جڑ سے نہیں اکھاڑ سکتا۔ میرے لیے تمھارا تجربہ اور تمھارا مشاہدہ ہی کافی ہے اور میں تمھاری ہر بات پر ایمان لا رہی ہوں۔ اب مجھے خود تجربوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میں

Marfat.com

نے کبھی کسی کو نہیں بتایا کہ میں اندر سے کتنی نیک دل ہوں میں جو اتنے پر ہول ریگ زاروں سے گزر کر تمہارے پاس آئی ہوں کیسے ایک بُری لڑکی بن سکتی ہوں؟ کوئی دوسرا آدمی میرے متعلق کبھی کوئی صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ کسی کو سوائے تمہارے میرے دل کی خبر نہیں۔ وقت آنے پر میں صرف اپنے پال کو بتاؤں گی کہ بلقیس کیسی لڑکی تھی۔

میں تمہارے بغیر زندگی کا کوئی واضح تصوّر قائم نہیں کر سکتی۔ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو تم اس بھری دنیا میں میرے لیے سبھی کچھ ہو۔ شروع سے لے کر آخر تک ہو۔ میں جب بازاروں میں سے گذر رہی ہوتی ہوں تو ہر شخص اجنبی اور عجیب سا معلوم ہوتا ہے جیسے میں کسی غیر ملک میں ہوں اور جب تمھیں دیکھ لوں تو وہاں کی ہر چیز مانوس دکھائی دیتی ہے میں اتنی اچھی نہیں ہوں تو اتنی بُری بھی نہیں ہوں۔ صرف غلط لوگوں نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا تھا اور اب میرے دل میں ان لوگوں کے خلاف انتقام کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔

پہلے میں تمھیں زیادہ تر شام کی اداسیوں سے متاثر ہو کر خط لکھا کرتی تھی۔ لیکن اب میں تمھیں صبح کو خط لکھ رہی ہوں۔ صبح کی دل آویز رعنائیوں سے متاثر ہو کر تمھیں خط لکھتے ہوئے اب مجھے شام کا نہیں صبح کی تازگی کا خیال آرہا ہے۔ اب مجھے شام اتنی پسند نہیں رہی جتنی کہ صبح کی پیاری پیاری روشنی اور دلکشی اچھی لگتی ہے۔ اسی لیے تمھیں صبح سویرے خط لکھ رہی ہوں۔

میں تمھیں بہت کچھ لکھنا چاہتی ہوں۔ لیکن اب وہ ساری باتیں زبانی ہی کہوں گی۔ رات چچا جان کو پھر دل کا دورہ پڑ گیا۔ اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ رات برابر وہ کھانستے رہے۔ نہ جانے کھانسی انھیں کیوں شروع ہو گئی ہے؟ آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو ان کے لگاتار کھانسنے کی آواز آرہی تھی۔ یہ خیال کر کے چچا جان بوڑھے ہو گئے ہیں اور چچی جان ان کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں۔ مجھے ان پر بے حد رحم آیا۔ میں ڈر بھی گئی۔ نیند ایک دم غائب ہو گئی۔ میں جلدی سے اٹھ کر اپنے چچا کے پاس گئی اور میں نے پوچھا

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے چچا جان؟"

انھوں نے مجھے بڑی اداس آنکھوں سے دیکھا اور چہرے پر خوشی اور مسرّت کا احساس

Marfat.com

جھلک اٹھا۔ انھوں نے مجھے بہتیرا آرام کرنے کو کہا۔ لیکن میں نے زبردستی ان کا سر دبانا شروع کر دیا۔ میں نے کہا۔

"آپ صبح ڈاکٹر سے ضرور مشورہ کریں۔"

"بیٹی اب تو ہم بوڑھے ہو گئے ہیں۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹروں کے مشورے کب تک چلیں گے؟ مجھے تو بس تم لوگوں کا فکر ہے۔ چاہتا ہوں اپنے سامنے تمھارا فرض ادا کر دوں۔"
میں خاموش رہی اور چچا جان کھانستے بھی رہے اور بولتے بھی رہے۔

"شاید تمھیں معلوم نہیں بیٹی۔ میری بڑی خواہش ہے کہ تمھارا بیاہ اس شان سے کروں اور ایسی بلند جگہ کروں کہ رشتہ داروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں۔ اور تم لوگ اپنے گھر میں سکھی اور آباد رہ سکو۔ بیٹی! جتنی ہمدردی ہمیں تم سے ہو سکتی ہے اتنی ہمدردی کسی اور کو نہیں ہو سکتی۔ جتنا تمھارا خیال ہمیں ہے اتنا اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اس لیے چاہتا ہوں کہ زندگی میں ہی اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں اور بیٹی سن رہی ہو نا؟"

"جی ہاں سن رہی ہوں۔"

اور اب پال چچا جان بولتے رہے باتیں کرتے رہے اور میں سنتی رہی اور کچھ نہ بولی اور باہر رات ہولے ہولے ڈھلتی رہی اور اس وقت میں ایک بھاری ذہن کے ساتھ تمھیں خط لکھ رہی ہوں! اور وہ باتیں جو میں تمھیں لکھنا چاہتی تھی۔ اب نہیں لکھ رہی ہوں تمھیں کیا خبر میرے آوارہ گرد کہ میں چاروں طرف زنجیروں سے جکڑی ہوئی ہوں۔ تم ہمارے حالات سے واقف نہیں ہو۔ جانتے اندر ہی اندر کیا سے کیا ہو جائے اور ہم دونوں ندی کے کنارے شیشم کے سائے میں بیٹھے لہروں کے گیت ہی سنتے رہ جائیں۔

پال! عورت کی مملکت کی جو آخری سرحد ہوتی ہے تم اس سے بھی آگے نکل چکے ہو۔ اور مجھے اس پر فخر ہے کہ تم نے میری محبت کو انتہا تک پہنچایا ہے۔ جب میں تم سے ملتی ہوں اور تم میرے پاس بیٹھے ہوتے ہو تو میں تم سے بے نیاز سی ہو جاتی ہوں لیکن جونہی پتہ چلتا ہے کہ تم سے بچھڑنے والی ہوں تو شعلے کی طرح مضطرب ہو جاتی ہوں اور پھر میں تمھارا خیال نہ کروں گی تو اور کون کرے گا؟ میں اگر تمھاری کمزوریوں کو نظر انداز نہ کر دوں گی تو اور

Marfat.com

کون کرے گا ، میں شروع سے لے کر آخر تک تمہاری ہوں ۔ میں تمہیں اداس دیکھتی ہوں تو خود بے چین ہو جاتی ہوں ۔ تمہیں پریشان دیکھتی ہوں تو اپنے اوپر ہر خوشی حرام کر لیتی ہوں پھر اچھی اچھی اور پیاری پیاری باتوں سے تمہارا جی بہلاتی ہوں تمہیں تپتے صحراؤں سے نکال کر سایہ دار رنگین سبزہ زاروں میں لے آتی ہوں اور تمہارا تھکا ہوا سر گود میں رکھ کر تمہارے گرد آلود چہرے پر چشمے کا ٹھنڈا پانی چھڑکتی ہوں ۔

لیکن تم میرا خیال کب کرو گے ؟ وہ دن کب آئے گا جب میرا تھکا ہوا سر تمہاری گود میں ہوگا اور تم میرے بالوں کو سہلا رہے ہو گے ؟

شاید وہ دن کبھی نہ آئے !

بلقیس

Marfat.com

میرے اُداس پال!

کل نہ جانے کتنی بے تابی اور بے چینی سے تم نے میرا انتظار کیا ہوگا! کاش میں آسکتی
تم نہیں جانتے کہ میں کتنی مجبور ہو گئی تھی۔ اور میں نے وہ سارا وقت خشک آنسوؤں میں ڈوب
کر گذارا ہے۔ دراصل ہمارے گھر میں اچانک مہمان آگئے تھے اور پھر مہمان بھی ایسے جو خاص
میرے لیے آئے تھے۔ چچی جان بیمار تھیں اور بھابی سسرال گئی ہوئی تھیں۔ مجبوراً پھر مجھے ہی
ان کی دیکھ بھال کرنا پڑی میرا مطلب ہے مہمان نوازی کرنا پڑی۔ میرے لیے ان کو چھوڑ کر چلے آنا بہت
ہی مشکل تھا۔ ایک تو وہ رشتہ دار اور پھر آئے بھی رشتہ ہی کے لیے تھے۔ ہمیں معلوم تھا کہ وہ
آئیں گے مگر یہ علم نہیں تھا کہ وہ ایک دم ہی آجائیں گے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں گھر ہی نہ
جاتی اور جب بڑی مشکل سے آنے کے لیے تیار ہوئی تو وہ لوگ آگئے۔ اس کے باوجود میں
نے کھسک آنے کی بہت کوشش کی لیکن مجبور ہو کر رہ گئی۔

تم سے پورے دو بجے آنے کا وعدہ کیا تھا۔
دو بجے کے بعد کا وقت گذارنا میرے لیے بڑا مشکل تھا۔ میں بڑے اضطراب میں تھی
اور میرا جی چاہتا تھا کہ ایک ہی جھٹکے سے مجبوری کا یہ بندھن توڑ کر بھاگتی ہوئی چلی جاؤں

Marfat.com

جوں جوں وقت گزرتا گیا تمھاری مختلف تصویریں میرے سامنے سے گذرتی گئیں۔

دو بجے۔ پُرامید اور مطمئن

سوا دو بجے۔ کمرہ سے نکل کر باہر آ گئے

پونے تین بجے۔ اندیشے، سوچ

تین بجے۔ انتہائی مضطرب حالت۔ وسوسے، وہم، نہ جانے وہ آئے یا نہ آئے۔

کچھ کچھ نا امیدی بھی۔

سوا تین بجے۔ مکمل نا اُمیدی، چہرے پر اداسی، افسردگی

ساڑھے تین بجے۔ ساری آس ٹوٹ گئی۔

میرے پال! تمھاری تصویروں کے مختلف روپ تو میرے سامنے آ گئے مگر میری ایک تصویر بھی تمھارے سامنے نہ آ سکی ہوگی۔ تم تو اپنی اداسی کو بھی ظاہر کر سکتے ہو اور میں یہاں روتے ہوئے دل کے ساتھ ہنسنے پر مجبور تھی۔ شام کو کہیں جا کر میں تھوڑی سی مطمئن ہوئی اور میرا خیال ہے کہ تم بھی مطمئن ہو گئے ہو گے۔ اگرچہ میں نے تمھیں اضطراب میں مبتلا رکھا اور خود بھی پریشان ہوئی۔ مگر پال! زندگی میں پہلی بار میں نے ایک مسئلے پر ذرا سنجیدگی سے سوچا تھا اور جذبات کے اُبال سے دور رہی تھی۔ میرے جذبات مجھے اکساتے رہے مگر میں نے پہلی مرتبہ انھیں دبا کر ہوشمندی سے کام لیا۔

— تم مجھے معاف کر دینا۔ میں بڑی مجبور ہو گئی تھی۔ لڑکیاں بڑی مجبور ہوتی ہیں۔ مجھے تمھارا بہت خیال ہے۔ میں تمھاری تھوڑی سی پریشانی تو دیکھ سکتی ہوں مگر تمھیں ہمیشہ کے لیے پریشان نہیں کر سکتی۔ میں کچھ عرصہ کے لیے مجبور ہو سکتی ہوں۔ لیکن ہمیشہ کے لیے نہیں۔ تمھارا اس روز کا وہ جملہ میں کبھی نہیں بھول سکوں گی۔ جب تم نے نعیمہ کے جواب میں کہا تھا کہ "میرا ہمدرد کون ہے؟ کہاں ہے؟"

تمھارے اس جملے نے مجھ پر بڑا اثر کیا تھا۔ اگر میں تمھارے پاس اکیلی ہوتی تو میں اسی وقت تمھارا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتی اور کہتی کہ بلقیس سے زیادہ تمھارا اور کون ہمدرد ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

میرا دل نہ جانے کیوں بعض اوقات بری طرح کانپ اٹھتا ہے۔ جیسے پھر پہاڑیوں کے عقب میں چھپے ہوئے درندے حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہے ہوں۔ پھر میرا چھوٹا سا دل بری طرح دھڑکنے لگتا ہے۔ خدا جانے وقت کے پردوں میں ہمارے لیے کیا چھپا ہوا ہے۔ ہمیں سچے دل سے خدا پہ بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ وہ صاف دل لوگوں کا ساتھ دیتا ہے۔ پرسوں میں تمہارا بھی تجزیہ کرنا چاہتی تھی لیکن ایسا نہ کر سکی۔ میں تمہارا صرف یہی مختصر سا تجزیہ کر سکی ہوں کہ تم قناعت پسند، ہوش مند، صحت مند، خود اعتماد، حال سے لطف اندوز ہونے والے اور ماضی سے محبت کرنے والے کسی حد تک خود غرض لڑکے ہو۔ لیکن یہ خود غرضی اپنوں کے ساتھ نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو خود غرض ہیں۔ علاوہ ازیں تم زندگی سے پیار کرتے ہو۔ وہ سرسبز مرغزاروں میں ہو یا بنجر ریتیلے صحراؤں میں۔

تو پھر تم مجھے بھی زندہ رہنا سکھلا دو۔ میرے دل سے بھی تمام رنج وغم مٹا دو۔ اسے بھی از سر نو زندہ کر دو۔ مجھے بھی میری منزل تک پہنچنے میں مدد دو۔ میرے راستے میں حائل ہونے والے ہر کانٹے کو جڑ سے اکھیڑ دو۔ اور مجھے افسردہ کرنے والے ہر کیت کو ختم کر دو۔ اس لیے کہ مجھے بھی زندہ رہنا ہے۔ اور پھر جب ایک نئی زندگی ایک نیا سویرا لے کر طلوع ہوگی تو میں ہر اس شخص سے انتقام لوں گی جس نے مجھے نقصان پہنچایا ہوگا۔ میں پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑے ہو کر ان سے بدلہ لینا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ وہاں کھڑی ہو کر انھیں آواز دوں اور جب یہ میری طرف دیکھیں تو میں ان پہ پتھروں کی بارش کر دوں۔

کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ تم سے باتیں کروں۔ بہت سی باتیں کروں اور تمھیں وہ سارے زخم دکھلاؤں جو تمھارا نام لے لے کر لوگوں نے میرے سینہ میں لگائے ہیں۔ تمھیں کیا معلوم کہ میں نے یہ دن کیسے کاٹے۔ اگر میری روح اس قدر توانا نہ ہوتی۔ مضبوط اور تندرست نہ ہوتی تو میں کبھی کی مر چکی ہوتی۔ لیکن مجھے زندہ رہنا ہے اس لیے کبھی نہیں مر سکتی۔ مجھے اس بات پر بے انتہا فخر ہے کہ تم مجھے مل گئے ہو۔ لیکن اس موقع پہ جبکہ دشوار گذار راستوں نے مجھے تھکا کر چور کر دیا ہے۔ اور میرے پاؤں لہو لہان ہو رہے ہیں۔ مجھے سہارے

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔ تمھارے سہارے کی ضرورت ہے۔ مجھے ایک ہاتھ سے تھام کر اٹھاؤ گے تو اپنے سامنے بچھڑی ہوئی محبت، گمشدہ لڑکی کو پاؤ گے جو تم پر اپنی جان تک قربان کر سکتی ہے۔ تم مجھے اس وقت بچا سکتے ہو۔ اگر تم نے بھی میرا ساتھ نہ دیا اور قدم پیچھے ہٹا لیا تو بلقیس مر جائے گی تمھیں پکارتی ہوئی مر جائے گی۔ وہ بلقیس مر جائے گی۔ جو بہت ہی نیک دل اور کالج کی ہر لڑکی سے مختلف ہے۔ وہ وہی کہتی ہے جو اس کے دل میں ہوتا ہے اور پھر اس کی جگہ ایک اور بلقیس پیدا ہو گی۔ انتہائی بدصورت اور خونیں بلقیس جس کے بال لٹکتے ہوئے، جھولتے ہوئے، پھنکارتے ہوئے سانپ ہوں گے اور جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلا کریں گے۔

یہ خط میں تمھیں اپنے کالج کے لان میں بیٹھی لکھ رہی ہوں۔ میرا یہ پیریڈ فری ہے سامنے والے کمرہ میں دائیں جانب ہماری ایک پروفیسر فرسٹ اٹر کی لڑکیوں کو پڑھا رہی ہے اور اس کی آواز میرے پاس بھی آ رہی ہے۔ ذرا پرے ہماری کلاس کی ایک لڑکی سر گھٹنوں تک جھکائے گھاس پر بیٹھی (one act Play) پڑھ رہی ہے۔ سامنے میری دونوں سہیلیاں بیٹھی کچھ کھسر پھسر کر رہی ہیں اور کسی بات پر زیر لب ہنس رہی ہیں۔ میں ان سب کے درمیان بیٹھنے کے باوجود ان سے بالکل الگ بیٹھی ہوں اور تمھیں خط لکھ رہی ہوں دھوپ میرے پاؤں کے پاس آ پہنچی ہے اور اس کی ہلکی ہلکی آنچ کا احساس مجھے تمھاری یاد دلا رہا ہے۔ سامنے گھاس پر گنجان درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے میرے اوپر جھکے ہوئے درخت بھی چپ چاپ ہیں۔ یوں معلوم ہو رہا ہے جیسے نیچر نے کوئی کلاس لے رکھی ہے اور وہ بڑے دھیان سے سبق لے رہے ہیں۔

تمھاری
بلقیس

Marfat.com

ڈیر پال!

اس وقت اگر تم آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو تو تمھارا چہرہ سنہری ہو جائے۔ نیلے، گہرے نیلے شفاف آسمان پر سنہرے بادلوں کی خوبصورت دوشیزائیں ایک عجیب شاہانہ انداز سے محو خرام ہیں۔ کوئی جھک کر پھول توڑ رہی ہے۔ کوئی شہزادیوں کی طرح سنہری تخت پر نیم دراز ہے۔ کوئی جزیروں میں سیر کر رہی ہے اور سامنے ایک رنگین قوس قزح کے آنچل نے ان پر اپنا ریشمی آنچل ڈال رکھا ہے۔ کاش ہم تم دونوں کسی کھلے میدان میں یا کسی بلند ٹیلے پر پہنچ کر اس منظر کو دیکھ سکتے۔ کیوں نہ فطرت کے اس حسن میں ہم بھی موزوں ہو جائیں۔ انہی سنہری بادلوں میں کہیں کھو جائیں، ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر رقص کریں۔ رنگین تتلیوں، ان اڑتے ہوئے پھولوں کا تعاقب کریں، خوشی سے جھومتے پھریں اور سوسن کی وادیوں میں دوڑیں لگائیں اور تھک کر کسی مہکی ہوئی جھاڑی میں گر پڑیں اور وہیں سو جائیں اور رات کو ستاروں سے زیادہ چمکیلا اور خوش رنگ خواب دیکھیں۔ ہم پر یہ کس قدر ظلم ہے کہ ہمارے دل تڑپتے ہیں اور ہم مل نہیں سکتے۔

محبوب! آؤ محبت کے وہ تمام مرحلے طے کریں جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے شروع

Marfat.com

ہوتے ہیں اور فضاؤں میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ تم میرے لیے وہ نکہت ہو جو دور ہمالیہ کے
کسی خاموش جنگل میں رتنا کلی کے مقدس پھول کے دل سے بہار کی اوّلین صبح کو بیدار ہو کر
ہواؤں میں تیرتی پھرتی ہے۔ تم میرے لیے وہ موتی ہو ۔۔۔ جو محبت کے بحیرہ روم کی اتھاہ
گہرائیوں میں لہروں کے ہنڈولے میں سویا رہتا ہے اور جسے صرف میں ہی دیکھ سکتی ہوں۔
میں تمھاری زندگی کے باغ کی مالک ہوں اور اس باغ کے سارے درخت، سارے پھول
میرے اور صرف میرے ہیں۔ جب میں ان پھولوں کی طرف نگاہ اٹھاتی ہوں تو کسی اور
ہی دنیا میں پہنچ جاتی ہوں۔ آخر تم کب مجھے اپنے ساتھ دنیا کی آوارہ گردی پر لے جاؤ
گے؟ تم کب مجھے لینے آؤ گے؟ میرے دن تمھاری محبت کی یادمیں اداس ہیں، تاریک ہیں،
اور میری راتیں تمھاری جدائی میں طویل تر ہو گئی ہیں۔ میں تمھارے بغیر یہ دن کیونکر کاٹوں؟

میرا جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمھارے سینے میں سما جاؤں اور دنیا والے
مجھے تلاش ہی کرتے رہ جائیں۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ تمھارے سینے پر سر رکھ کر مجھے کیا
محسوس ہوتا ہے۔ پھر میرا جی چاہتا ہے کہ میں تم سے کبھی جدا نہ ہوں اور ہمیشہ یوں ہی
پڑی رہوں۔ میں جو اداس ہو جاتی ہوں تو صرف اسی لیے کہ مجھے جدائی کا خیال آجاتا
ہے۔ بارشوں کا موسم آرہا ہے۔ جب راتوں کو موسلا دھار بارش ہوا کرے گی اور ٹین
کی چھت پر بارش کے شہزادے، اجنبی پردیسی دستکیں دیا کریں گے تو مجھے تمھارا انتظار
رہا کرے گا۔ میں آتشدان میں ساری ساری رات آگ جلا کر تمھارا انتظار کیا کروں گی۔ کیا
تم آؤ گے؟

یہ خط میں تمھیں اپنے گھر کے ہال کمرہ میں پلنگ پر نیم دراز ہو کر لکھ رہی ہوں۔ اس
وقت باہر شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے اور اندر میں ٹیبل لیمپ کی نرم روشنی
میں تمھیں یاد کر رہی ہوں۔ میرے پاس ہی تپائی پر تمھارے خطوط پڑے ہیں۔ میں ابھی ابھی
انھیں پڑھ رہی تھی۔ کمرے کی تمام کھڑکیاں نیم وا ہیں اور نیلے پردوں میں سے باہر کا دھیما دھیما
اندھیرا عجیب قسم کی پُراسرار فضا پیدا کر رہا ہے۔ کمرے میں موتیے کے پھولوں کی دھیمی دھیمی
مہک پھیلی ہوئی ہے۔ چاروں طرف ایک عجیب طرح کا سکون سا ہے۔ اس وقت میں تمھیں

Marfat.com

بے حد یاد کر رہی ہوں۔ کاش تم اس وقت یہاں ہوتے۔ بھلا بتاؤ میں تمھیں کتنا یاد کر رہی ہوں جتنے اس ساری دنیا میں پھول ہیں نا؟ اتنا ___ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اچھا بھلا ان سارے پھولوں کو ذرا گنو تو؟ اگر تم اس وقت اس کمرے میں آ سکتے تو میں تمھیں بتاتی کہ گھر کا سکون کیا ہوتا ہے اور ایسے پُرسکون خوبصورت کمرے میں داخل ہو کر جب آدمی اپنی محبوبہ کو میز پر جھکے دیکھتا ہے تو وہ کس قدر خوش قسمت نہیں ہوتا۔ پال! مجھے دنیا کی ہر ایسی چیز، ہر خوبصورت چیز سے پیار ہے۔ ایک پُرسکون خوبصورت مکان میری بہت بڑی کمزوری ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرا ایک اپنا گھر ہو اور وہ گھر ایسی جگہ ہو۔ جہاں لوگوں، کاروں، موٹروں اور ریلوے انجنوں کا شور بالکل نہ سنائی دے۔ میں اپنی ساری زندگی ان لوگوں سے دور رہ کر گزارنا چاہتی ہوں۔ مجھے ان لوگوں سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ جہاں ہم رہیں وہاں ہمارا کوئی ہمسایہ نہ ہو۔ ورنہ کسی دن ہم کھانا کھا کر سو گئے اور ہمارا ہمسایہ بھوکا رہا تو مجھے رات کو طرح طرح کے ڈراؤنے خواب نظر آئیں گے اور میں بالکل نہ سو سکوں گی۔

آؤ سوچیں کہ ہمارا مکان کہاں ہوگا؟

میرا خیال ہے کیوں نہ ہم ایورسٹ کی چوٹیوں پر چلے جائیں! لیکن سنا ہے کہ وہاں آگ نہیں جل سکتی اور آکسیجن بہت ہی کم ہوتی ہے۔ بلکہ ہوتی ہی نہیں۔ تو پھر میرا خیال ہے کہ ہم بیچ سمندر میں جا کر کسی چٹان پر مکان بنائیں۔ یہ مکان اگر لوہے کا نہیں بن سکتا تو پھر مضبوط پتھروں کا ہو۔ نوکیلے پتھروں کا۔ ہم اس اکیلے مکان میں دونوں مل کر رہیں اور کشتی میں بیٹھ کر شہر جایا کریں۔ ہمارے مکان کے چاروں طرف کھڑکیاں ہوں جو سمندر کی جانب کھلتی ہوں۔ تاکہ ہم انھیں کھول کر کبھی سمندر کی پُرسکون لہروں کا والہانہ رقص کچھ غضبناک موجوں کا جوش و خروش دیکھ سکیں۔ یہ لہریں دیوانہ وار ہمارے مکان کے پتھروں سے ٹکرایا کریں اور ناکام ہو کر واپس چلی جایا کریں اور ہم ان کی بے بسی اور اپنی مضبوطی پر خوش ہوا کریں، قہقہے لگایا کریں، میرا خیال ہے ہمیں کشتیوں میں بیٹھ کر شہر آنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ کیوں نہ ہم وہیں بیٹھے مچھلیوں اور پرندوں کا شکار کیا کریں اور اسی سے اپنی بھوک مٹایا کریں۔ پھر ہم روزانہ صبح شام سمندر میں تیرا کریں۔ کاش! میں ایسی پُرسکون اور تنہا زندگی بسر کر سکوں۔

Marfat.com

پال! مجھے مشکل، دقیق اور پیچیدار راستے، مشکل اور جدوجہد سے پُر زندگی بے حد پسند ہے۔ اگر تم میری زندگی سے حسن کو حاصل کرنے اور روشنی تک پہنچنے کی حسین جدوجہد کو نکال دو تو میں محض کورا لٹھا ہو کر رہ جاؤں گی۔ میں حسن کے لیے بڑی سے بڑی مصیبت برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ تم مجھے پہاڑ کی چوٹی پر کوئی پیارا سا پھول دکھا دو۔ پھر دیکھو میں کیونکر وہاں پہنچتی ہوں۔ مجھے سست اور ٹھہری ہوئی زندگی سے نفرت ہے۔ مجھے شعلے کی طرح مضطرب اور بیقرار زندگی چاہیئے۔ کیا ہم کسی جنگل میں اپنا گھر آباد نہیں کر سکتے، جہاں ہم کھڑکی کھول کر جنگل کے خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہو سکیں اور جہاں کوئی پھیری والا ملائی، برف اور رام چورن بیچنے نہ آیا کرے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم علم کے ساتھ ساتھ طاقت بھی حاصل کرو۔ کمزور عالم سے بہادر جاہل اچھا ہوتا ہے۔ عقلمند بزدل گھاٹیوں میں لڑھکا دینے والی شے ہے۔

پال! زندگی صرف ایک بار بسر کرنے کو ملی ہے تو پھر کیوں نہ اسے اس شان سے بسر کریں کہ جب ہم یہاں سے رخصت ہوں تو ہمیں کوئی افسوس نہ ہو۔ ہم بالکل اس طرح رخصت ہوں جیسے کسی سینما ہال سے بڑی ہی دلچسپ فلم دیکھ کر نکل رہے ہوں۔ اور دیکھو پال! میرے بغیر تم بالکل نہ ہنسا کرو۔

ورنہ مجھے بڑا دکھ ہوگا۔ میں تم سے ہمیشہ دور رہتی ہوں اور اداس رہتی ہوں۔ ہمارے ماحول میں جو لڑکی کسی لڑکے سے محبت کرے تو اسے پھر سزا کے طور پر صرف غم اور پریشانی ملتی ہے۔ تو جب میں تمھارے لیے اداس رہتی ہوں اور گھر میں اکیلی رہ کر دکھ اٹھاتی ہوں تو پھر تمھیں کیا حق حاصل ہے کہ تم دوستوں میں قہقہے لگاتے پھرو۔ اب تم صرف میرے لیے اور صرف میرے لیے ہنس سکتے ہو۔ میرے ساتھ زندہ رہو گے اور میرے ساتھ ہی مرو گے۔
میں یہ کبھی نہیں چاہوں گی کہ میں مر جاؤں اور تم زندہ رہو اور میرے غم کو دوسری لڑکیوں سے مل کر بہلاتے رہو۔ سوائے میرے دنیا کی ہر لڑکی تم پر حرام ہے۔ میں نے تمھارے قدموں تلے اپنے خزانے کا ہر ہیرا، ہر موتی بچھا دیا ہے۔ ہر پھول نچھاور کر دیا ہے۔ اب اگر تم نے اس کی قدر نہ کی اور زندگی بھر ایک ہی جذبے سے نہ چاہتے رہے اور کسی بھی لمحے مجھ

Marfat.com

سے بیزاری اور اکتاہٹ کا اظہار کیا تو میں خود بھی ہلاک ہو جاؤں گی اور تمھیں بھی ہلاک کر دوں گی اور اگر تم نے ہمیشہ مجھ سے پیار کیا، محبت کی تو میں تمھیں وہ پھول دوں گی۔ جو عورت زندگی میں صرف ایک مرد کو عطا کرتی ہے۔

پھر تم ایک ایسے ماحول میں رہو گے۔ جہاں تمھارا ہر سانس کہ ان پھولوں کی مہک میں ڈوب کر باہر نکلے گا۔ جہاں دن کو ہر سورج کے ساتھ چاند بھی طلوع ہو گا اور رات کو ستاروں کے ساتھ سورج بھی چمک رہا ہو گا۔ جہاں پھول، سلیقہ، حسن اور آہنگ ہو گا۔ جہاں خوبصورت نیلی آنکھوں والے بچے ہوں گے۔ جنھیں میں پھولوں، تتلیوں اور بہاروں کے سبق دوں گی اور بہادر شہزادوں کو کہانیاں سنایا کروں گی۔ باہر کی دنیا کا کوئی بچہ ان کے پاس نہیں پھٹک سکے گا۔ ان کے لیے میں تعلیم کا ایک مکمل نصاب میں خود مرتب کر دوں گی جس میں پھولوں، پہاڑوں، دریاؤں، درختوں، طلوعِ آفتاب، بادلوں اور برف گرنے کے مناظر کی باتیں ہوں گی۔ یہ بچے نفرت، دھوکے فریب، ریا کاری اور بزدلی کے ناموں سے بالکل ناواقف ہوں گے۔ یہ جنگلوں میں پلیں گے۔ اور معصوم، سادہ اور بہادرانہ زندگی بسر کریں گے۔ یہ پتھر اور فولاد سے بڑھ کر مضبوط اور پھول کی پتی سے زیادہ لطیف ہوں گے اور مشینوں کے بجائے اپنے ہاتھ سے کام کریں گے۔ یہاں تک کہ اگر کبھی ان پر پتھروں کی بارش بھی ہو گی تو ان کا کچھ نہ بگڑ سکے گا۔ وہ فاقے بھی کریں گے تو کمزور نہ ہوں گے۔

اور سنو! میں یہ باتیں تمھیں جذبات میں آکر نہیں لکھ رہی۔ اگر یہ خواب کی باتیں ہیں تو ان کی تعبیر بھی یہی ہو گی۔ اور اگر یہ ہوائی قلعے ہیں تو میں ان کے نیچے بنیادیں بھی کھڑی کرنا جانتی ہوں۔

باقی پھر — میرا بھائی اندر آ رہا ہے۔

تمھاری
بلقیس

Marfat.com

پیارے پال!

میں ابھی ابھی تمھیں پیغام بھجوا کر گھر آئی ہوں۔ تاکہ عید کے نئے کپڑے پہن کر تم سے ملنے آؤں۔ کیونکہ اس کے بعد ہمیں کراچی چلے جانا ہے۔ لیکن گھر آکر دوبارہ باہر نکلنا مشکل ہو گیا ہے اور شاید یہ مشکل میں حل کر لیتی۔ کہ کوئٹہ سے بڑی بہن کا تار آیا کہ وہ سخت بیمار ہے ادھر چچا جان بھی کئی دن سے بیمار سے ہیں۔ گھر میں عجیب سی پریشانی ہے ہر شخص کوئٹہ جانے کی تیاری کر رہا ہے۔ گھر میں بڑی سوگوار سی فضا چھا گئی ہے۔ تار میں لکھا تھا "حالت خطرناک ہے" اگر میری بڑی بہن کو کچھ ہو گیا تو پھر بہت برا ہو گا۔ ابھی تو ان کے بچے بڑے نو عمر ہیں اور ادھر چچا جان بھی علیل رہنے لگے ہیں۔

یا اللہ! اس گھر کا تو ہی محافظ ہے۔

میں نے دوپہر کو کھانا بھی نہیں کھایا اور گھر میں ریڈیو بھی نہیں لگایا گیا۔ میں نے بڑی مشکل سے وقت گزارا ہے۔ تم ضرور میرا انتظار کر رہے ہو گے۔ تمھیں بڑی کوفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو گا۔ کاش! میں اڑ کر تمھارے پاس آسکتی اور تمھیں سب حالات سے باخبر کر سکتی۔

میرے پال! اب میرا انتظار نہ کرو۔

Marfat.com

میں بڑی مشکل سے چھپ چھپا کر تمھیں یہ خط لکھ رہی ہوں۔ میں نے تمھارا خط بھی جلدی جلدی میں پڑھا ہے۔ میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ یہ ذلیل لوگ تمھیں یونہی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم کسی کی بات پر یقین نہ کیا کرو۔ مجھے خیال آرہا ہے کہ تمھیں اس وقت اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ باتیں سن کر کتنی تکلیف ہوئی ہوگی۔ اور تمھارا چہرہ ایک دم اداس ہو گیا ہوگا۔ مجھے تمھاری تکلیف کا پورا پورا احساس ہے۔ ہاں یقین جانو میں صرف تمھاری ہوں اور ہمیشہ صرف تمھاری رہوں گی۔ تم لوگوں کی باتوں پہ کان مت دھرا کرو۔ یہ جوہڑوں میں رینگنے والے کیڑے ہیں اور ہمارا منہ سورج کی طرف ہے۔ یہ لوگ اس وقت تک اس قسم کی باتیں کرتے رہیں گے جب تک کہ ہم ایک نہیں ہو جاتے۔ مجھے تو بڑا ڈر سا لگنے لگا ہے۔ نہ جانے تم پر ایسی باتوں کا کیا اثر ہوا ہوگا۔ اور تم نے اپنی پریشانی کو کس طرح چھپایا ہوگا؟ میرا اپنا دل ایکا ایکی انتہائی آزردہ ہو گیا ہے۔

ہاں! تم جانتے ہو کہ تم سے بڑھ کر مجھے دنیا میں اور کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں دنیا سے عمر بھر کی لڑائی مول لے سکتی ہوں لیکن تمھاری لمحہ بھر کی بھی خفگی اور ناراضگی گوارا نہیں کر سکتی۔ تمھیں معلوم نہیں۔ ابھی ابھی جب میں اور بھابی چیزیں خرید کر بازار سے واپس آرہی تھیں تو میرا دل چاہتا تھا کہ بھاگ کر نعیمہ سے مل آؤں تاکہ تمھارے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے۔ لیکن میں اس قدر مجبور تھی کہ کچھ بھی نہ کر سکی۔ محض اپنی خواہشات کا منہ ہی تکتی رہ گئی۔ ہائے کتنا اچھا ہو جو میں کوئٹہ جانے سے پہلے تم سے ایک بار مل لوں۔ تمھیں ایک بار دیکھ لوں، اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ چھو سکوں۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ میں گھر آکر اس طرح قید ہو جاؤں گی تو میں کبھی تم سے جدا ہو کر ادھر کا رخ نہ کرتی۔ لڑکیاں کتنی مجبور ہوتی ہیں۔

میرا دل تم سے ملنے کو تڑپ رہا ہے مگر میں نہیں مل سکتی۔ اداسی میرے انگ انگ سے بے رنگ خوشبو بن کر اڑ رہی ہے۔ سب گھر والے پہلی منزل میں ہیں۔ برابر والے مکان سے ریڈیو کی دبی دبی آواز آرہی ہے اور ہمارا ریڈیو تپائی پہ بند پڑا ہے۔ آسمان پر مٹیالا مٹیالا سا غبار اڑ رہا ہے آنکھوں تلے دھندسی چھائی چلی جا رہی ہے۔ ذہن میں وہ سارا

Marfat.com

نقشہ پھر رہا ہے۔ تم میرا شدید انتظار کر رہے ہو گے۔ میں کیسے آؤں پال! مجھے بے بسی اور لاچاری سے نفرت ہے۔ سخت نفرت ہے اور اس وقت مجھ سے زیادہ بے بس اور لاچار شاید ہی کوئی ہو۔

پال! ہمارے پاس اسقدر یادیں ہیں کہ ہم کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ہمیں ہوا کی ہر لہر کسی نہ کسی سہانے دن کی یاد دلائے گی اور ہمارا دل بے چین ہو جایا کرے گا۔ ہم کبھی ایک دوسرے سے الگ رہ کر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ یہ سطریں اب میں دوبارہ ایک گھنٹہ کے بعد آکر لکھ رہی ہوں۔ نیچے چچی نے بلا بھیجا تھا۔ جب میں نیچے گئی تو چچا جان کے کمرے کے آگے سے دبے پاؤں سمٹ کر گبلہی عبور کر گئی۔ دیوار کے برابر لگ کر۔ دل میں دھڑکا لگا تھا کہ اگر ان کی نظر پڑ گئی تو آدھ گھنٹہ تک نصیحتوں کی کڑوی بوتل کا منہ کھلا رہے گا اور میں اس وقت اس درجہ پریشان تھی کہ شاید ہی کسی بات کا جواب ٹھیک ٹھیک دے سکتی۔ چچی جان سے مل کر پھر اسی کھوئے کھوئے سے عالم میں اوپر آکر تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔

کل نعیمہ کہہ رہی تھی کہ تم نے ہمارے بازار میں آکر چار پی تھی۔

میرا جی چاہتا تھا کہ میں وہ جگہ جا کر دیکھوں جہاں بیٹھ کر تم نے چا پی تھی۔ وہ جگہ کتنی اچھی ہو گی اور وہ لوگ کتنے مہربان چہروں والے ہوں گے جو اس وقت تمھارے ارد گرد بیٹھے چا پی رہے ہوں گے۔ تم ہمارے بازار میں آکر روزانہ چا پیا کرو۔ کیا اس کے بعد تم ہماری گلی میں سے بھی گذرے تھے؟ تم نہ جانے کیوں ہماری گلی میں سے نہیں گذرتے؟ نعیمہ کا گھر کتنا خوش قسمت ہے جہاں تم روزانہ آکر بیٹھتے ہو، لیٹتے ہو، باتیں کرتے ہو، ٹہلتے ہو اور سو جاتے ہو۔ خدا معلوم یہ سعادت میرے گھر کو، ہمارے گھر کو کب نصیب ہو۔

میرے کمرے میں داخل ہونے والے دروازے پر چق پڑی رہتی ہے۔ یہ چق اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اس سے باہر مکان کی کھلی کھلی چھت پر زرد دھوپ بکھری ہوئی ہے اور میں کھڑکی سے ٹیک لگائے تمھیں خط لکھ رہی ہوں کسی وقت آنکھیں

Marfat.com

اٹھا کر مغموم نگاہوں سے باہر تکنے لگتی ہوں۔ میں یہاں بالکل اکیلی ہوں۔ سارے گھر والے نیچے ہیں۔ میرا جی وہاں بیٹھنے کو بالکل نہیں چاہ رہا۔ میں خط بند کرنے کے بعد بھی اسی جگہ بیٹھی رہوں گی اور تمھیں یاد کرتی رہوں گی۔ سامنے زمین پہ صابن اور سلفچی اسی طرح پڑی ہے۔ اس جگہ ابھی ابھی میں نے ہاتھ منہ دھویا تھا۔ فرش کا کونا آدھا سوکھ گیا ہے اور آدھا ابھی گیلا ہے۔ تھوڑی دیر بعد یہ بھی سوکھ جائے گا۔

کمرے کی ہر چیز پہ سکوت اور خاموشی ہے۔

سامنے انگیٹھی پہ چاندی کا چھوٹا ڈبہ پڑا ہے جس میں تمھارے مختصر مگر انتہائی خوبصورت اور بیش قیمت خط پڑے ہیں۔ میں اس ڈبے کو پیار بھری نظروں سے تک رہی ہوں۔ جیسے وہ میرا خوبصورت بچہ ہو اور میں نے خود اسے وہاں بٹھلا رکھا ہو۔ یہ خط، یہ بچہ مجھے کس قدر عزیز ہے! کوئی کیا جان سکتا ہے!

میرا دوپٹہ کرسی پہ سے نیچے لٹک رہا ہے۔ میں نے قمیض کی آستینیں اوپر چڑھا رکھی ہیں۔ بالوں کو سر پہ نیلے ربن سے باندھ رکھا ہے۔ آج جی چاہتا ہے کہ تمھیں اسی طرح بیٹھی زندگی کے آخری لمحوں تک خط لکھتی رہوں۔ خط کبھی ختم نہ ہو۔ آج نہ جانے کیوں ہاتھ نہیں تھک رہے۔ ابھی ابھی جھنگ کا ایک گیت یاد آ رہا تھا۔ سنو گے؟

"میرا پیار کپاس کے پھولوں کی طرح پاکیزہ ہے۔
کیا تم اعتبار کرو گی؟
میرا پیار سرسوں کے پھولوں کی طرح اداس ہے۔
کیا تم اعتبار کرو گی؟
میرا گھوڑا نیلے رنگ کا ہے۔
کیا تم اعتبار کرو گی؟
اگر تم نے مجھ سے بیاہ نہ کیا تو میں

Marfat.com

سارے گاؤں کو آگ لگا دوں گا۔"
اچھے پال! میں نے اس گیت کے ہر بول پہ تمھیں پکارا تھا۔
کیا تم اعتبار کرو گے؟

صرف تمھاری
بلقیس

Marfat.com

پال!

یہ خط میں تمھیں منہ اندھیرے اٹھ کر لکھ رہی ہوں۔ میں ساری رات نہیں سو سکی۔ ویسے تو اس گھر میں ہر روز کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن رات جو کچھ ہوا۔ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ میں آج تمھیں بتاتی ہوں کہ میں اس اجنبی اور پردیسی گھر میں کتنے دکھ سے زندگی گذار رہی ہوں۔ جب میں تم سے ملتی ہوں تو ایک دوسرا روپ دھار کر ملتی ہوں اور جب تم سے جدا ہو کر واپس گھر جاتی ہوں تو ایک بالکل مختلف دنیا میری منتظر ہوتی ہے۔ گھر میں چپ چاپ زندگی گذارنے والی بلقیس اور تمھارے قہقہوں میں شریک ہونے والی بلقیس میں ذرا بھی مماثلت نہیں۔ میں گھر سے رو کر آتی ہوں اور تمھارے روبرو مسکراتی ہوں۔

پال! میں اکیلے کمرے میں چپ چاپ جلنے والی موم بتی کی طرح روز بروز پگھل رہی ہوں۔ جل رہی ہوں اور میرا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ مجھے وہ سکون کبھی میسّر نہیں آیا جس کی دھند میں ڈوب کر میں تمھیں اپنے گھر کی زندگی کی روداد سنا سکوں۔ رات جب سارا شہر نیند میں ڈوبا ہوا تھا تو میں اس وقت آنکھوں میں آنسو لیے بند دریچے کے پاس مرجھائے ہوئے ہونٹوں اور کانپتے ہوئے دل کے ساتھ بیٹھی تھی۔ میرے چہرے پہ کرب انگیز

Marfat.com

تلخی کا غبار تھا اور ذہن ویران خیالات کی دبیز کہر میں ڈوبا ہوا تھا۔

چاندنی ـــــ ہلکی ہلکی پھیکی افسردہ چاندنی میں مکانوں کی چھتیں دھندلی دکھائی دے رہی تھیں اور میں پریشان افکار کے کھنڈروں میں بھٹک رہی تھی۔ رات کی اس اجاڑ تنہائی میں ،، ان سنسان وادیوں میں کوئی چپ چاپ اندھیری راہگذر پہ واپس چلا جا رہا تھا۔

کیا یہ تم ہو پال ؟

مگر کوئی آواز نہ تھی! کوئی آہٹ نہ تھی۔ کاش تم میرے پاس ہوتے اور میں تمہارے سینے پر سر رکھ کر تمہیں اپنی زندگی کے اداس گیت سناتی۔ گیت ـــ جن سے خزاں کی سہ پہریں زردی کی بھیک مانگا کرتی ہیں اور رات کو گرنے والی شبنم آنسوؤں کی خیرات حاصل کرتی ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے یہ سال تاریک گھاٹیوں میں سے گذر کر بسر کیے ہیں۔ میں یہاں آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھی سمجھی گئی ہوں۔ کان رکھتے ہوئے بھی بہری تصور کی گئی ہوں تمہارے سوا مجھے کسی نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ میں سب کے سامنے مسکرائی ہوں اور سب سے الگ ہو کر روئی ہوں۔ میرے قہقہوں میں سبھی شریک ہوئے ہیں۔ لیکن میرے آنسوؤں میں کوئی شامل نہیں ہوا۔ میری مسکراہٹیں سبھوں نے بانٹی ہیں لیکن دکھ درد کسی نے تقسیم نہیں کیا۔ میں ہر آرزو کھو چکی ہوں اور میری امیدوں کے دروازے بھاری پتھروں سے بند کر دیئے گئے ہیں۔

اور جب اس دربدری کے عالم میں مجھے اچانک تم مل گئے تو میری ڈھارس بندھی مجھے حوصلہ ہوا۔ میں نے سوچا۔ میرا بھی کوئی ہے۔ اب میں اس دنیا میں اکیلی نہیں ہوں۔ میرے آنسو پونچھنے والا بھی کوئی ہے۔ میرے دکھ درد میں شریک ہونے والا کوئی ہے۔ میں تنہا نہیں رہی۔ اب اگر میں بھی روؤں گی تو کسی کا دامن بڑھ کر میری پلکوں کو ڈھانپ دے گا۔ اب اگر میں اداس ہوں گی تو کوئی مجھ پہ جھک کر بڑے پیار سے پوچھے گا۔

،، بلقیس! بلقیس! تم اداس کیوں ہو؟ ،،

تمہیں کونسا دکھ ہے ؟

مجھے بتاؤ!

Marfat.com

مجھ سے کہو!

اور میں تمہارے سینے سے لپٹ گئی کہ غم میرے سازِ حیات کو خاموش نہ کر دے اور میں مر نہ جاؤں۔ وقت کا مہیب دریا میرے قریب سے آہستہ آہستہ گزرتا جائے اور کسی کو خبر نہ ہو۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ تم نے ایک ہاتھ سے میرا بازو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے مجھے پرے دھکیلنا شروع کر دیا۔ میرے آنسو پونچھتے ہوئے تم مسکرا رہے تھے۔

اب مجھے آ کر دیکھو پال! وقت نے مجھے قبل از وقت ہی مرجھا سا دیا ہے میرے ہونٹوں پر غم کی اداسی، گہری اداسی جم کر رہ گئی ہے۔ میری آنکھوں میں شام کے گہرے سائے تحلیل ہو رہے ہیں اور میری رگوں میں بچھڑی ہوئی محبت کا زنگ سیاہی مائل ہو رہا ہے۔ حالات کی تلخیوں نے مجھ سے میرے سنہرے آنچل نوچ لیے ہیں اور میری روح پر غم کا تاریک سایہ چھا گیا ہے۔ میری زندگی خزاں زدہ بھورے پتے کی طرح سنولا رہی ہے تمہارے بغیر، تمہاری محبت کے بغیر زندگی کی ہر خوشی، زندگی کا ہر رنگ بے چارگی کے درد میں ڈوبا ہوا ہے۔ میری زندگی مر چکی ہے اور میں زندہ ہوں۔ صرف اس لیے زندہ ہوں کہ اپنی زندگی کے مزار پر رہے سہے آنسو بہا سکوں۔ اب تو میں مقبرے کا تعویذ ہوں جس پر غمناک آیات کندہ ہیں۔ میرے ہونٹوں پہ زندگی کی ہر شکایت، ہر گلہ خاموش ہو چکا ہے۔ کوئی آواز نہیں، کوئی شعلہ نہیں، محض سسکیاں ہیں۔

میرا دل تاریک پتھروں کی چٹان تلے ڈوب رہا ہے۔

وہ دیکھو میرے ساتھ چاند بھی زرد ہو رہا ہے اور افق سے افق تک ایک بے رنگ زردی، ایک بے نام افسردگی کی چادر تن گئی ہے۔ جیسے چاند نیچے اور نیچے گرتا شروع ہو گیا ہے اور میری تمام یادیں وقت کے مرقدیں سے کفن پوش لاشوں کی طرح اوپر کو اٹھ رہی ہیں۔ پیار رو رہا ہے۔ امیدیں خون اگل رہی ہیں اور بادل سرخ ہو کر جل رہے ہیں۔ زندگی کا ہر درد جاگ اٹھا ہے۔ ہر داغ چمک اٹھا ہے۔ دل کے گھاؤ جوالا مکھی بن کر ابل رہے ہیں۔ کھول رہے ہیں۔

پال! اسے شاعری مت سمجھنا۔ میں اس وقت بھیانک اداسیوں کے بھنور میں پھنسی

Marfat.com

ہوئی ہوں۔ یہ اداسیاں سانپ بن کر میرے ارد گرد کنڈلی مار کر بیٹھ گئی ہیں اور ان کی ہزار شاخہ زبانیں میری طرف دیکھ کر پھنکار رہی ہیں۔ ان کے درمیان میں ایک زرد پتا ہوں۔ شاخ سے ٹوٹ کر گرا ہوا۔ اڑا ہوا، سہما ہوا نیم جاں پتا!

جب ذہن ان شعلوں کا آتش کدہ بن جائے۔ جب آنکھوں میں آرزوؤں کے تمام دیئے گل ہو جائیں اور چہروں پر راکھ اڑنے لگے۔ جب کھوئی ہوئی بچھڑی ہوئی تمناؤں کو اغوا کر لیا جائے اور ان کا کہیں بھی سراغ نہ مل رہا ہو۔ اور جب رسم و رواج کے مقبروں پر پھول چڑھائے جائیں، تبرک بانٹے جائیں، تہوار منائے جائیں تو پھر انسان روئے نہ تو اور کیا کرے۔

بلکہ ایسی حالت میں تو آنسو بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

پال! میرے گھر والے میری شادی اپنی مرضی سے کرنا چاہتے ہیں اور ایک ایسی جگہ کرنا چاہتے ہیں جہاں انھیں بہت سی دولت ملنے کی امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ وہ میرا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ میرے چچا مجھے بیچ کر اپنی کھوئی ہوئی دولت اور ساکھ خریدنا چاہتے ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میری شادی تو تمھارے ساتھ ہو چکی ہے۔ پھر میں دوسری شادی کیسے کر سکتی ہوں؟ میرے لیے اب اس گھر میں کوئی جگہ نہیں رہی۔ تو میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ وہ کون سی سرزمین ہے جہاں میرے لیے جگہ موجود ہے؟ اس سرزمین کو کونسا راستہ جاتا ہے؟ کیا اس راستے میں مجھے پال — میرا پال مل جائے گا؟

نہیں، نہیں، کبھی نہیں!

تو پھر موت ہی میرا علاج ہے۔

میں مر جاؤں گی کسی رات چپکے سے میں اس گھر کو، اس شہر کو، اس دنیا کو چھوڑ دوں گی اور جب میرے گھر والے صبح اٹھیں گے تو میں اپنے پلنگ پر مردہ پڑی ہوں گی پھر سب لوگ میری لاش پر روئیں گے اور پال کو اس وقت خبر ہو گی جب میرا جسم سرد زمین کے نیچے دفن ہو چکا ہو گا۔ شاید پھر وہ کسی شام کی مرجھائی ہوئی اداسی میں نرگس کے زرد پھول لے کر میری قبر پر آئے اور انھیں میری قبر پر رکھ کر چپ چاپ واپس چلا

Marfat.com

جائے۔ اگر میری موت کے بعد ایسا ہو سکتا ہے تو موت کتنی اچھی ہے وہ کتنی مہربان اور خوش قسمت ہے۔

لیکن پال! میں ابھی مرنا نہیں چاہتی اور میں کسی دوسرے شخص سے بیاہ بھی نہیں کر سکتی۔ میں نے ایسی کئی عورتوں کو دیکھا ہے۔ جن کی غلط جگہ پہ زبردستی شادیاں کر دی گئیں اور جو تباہی کے غار میں گر گئیں۔ خاوند کسی اور کو چاہ رہا ہے۔ بیوی کسی دوسرے پہ فدا ہے۔ اور دونوں ایک ہی چھت تلے اپنی اپنی مرضی کے خلاف زندہ ہیں۔ بیوی خاوند میں کسی اور کو دیکھ رہی ہے۔ اور خاوند بیوی سے مخاطب ہو کر کسی اور سے باتیں کر رہا ہے۔ وہ ایک دوسرے سے ہمکلام نہیں ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے پاس ہیں اور ایک دوسرے سے ہزاروں میل دور ہیں۔ وہ جسم کے پل پہ کھڑے ہیں اور یہ وہ پل ہے جو بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے۔

میں ایسی زندگی پہ موت کو ترجیح دوں گی۔

پال! یہ میری فریاد، میرا احتجاج، میرا ماحول سے ٹکر لینا، بغاوت کرنا، یہ میری آواز بلند چیخ نما آواز صرف میری ہی نہیں بلکہ مدتوں سے کچل جانے والی عورت کی پکار ہے جو کائنات کے ذرّے ذرّے کے دل میں چکر لگا رہی ہے گونج رہی ہے۔ زندگی کی یہ فرسودہ قدریں، رسم و رواج کی یہ فرسودہ عمارتیں اور ہمارے گھروں کا یہ سسکتا ہوا نظام —!

اسے بدلنا ہی ہوگا۔

ایک نہ ایک دن یہ انقلاب آن کر ہی رہے گا اور پھر عورتیں اس نئے سورج کی روشنی میں اپنے حقوق پہچان سکیں گی۔ انھیں منوا سکیں گی اور ایک صحت مند اور صالح زندگی بسر کر سکیں گی اس کے لیے ہمیں ذرا صبر اور تحمل سے کام لینا ہوگا۔ وہ سورج طلوع ہونے کو ہے میرے اچھے پال! میں بے حد غمگین ہوں۔ گھڑی گھڑی بدلتے ہوئے حالات نے میرا سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے ذہن کی حالت بالکل اس جہاز کی سی ہے جو طوفانی سمندروں میں موجوں کے تھپیڑوں پہ اچھل رہا ہو۔ ڈول رہا ہو کسی وقت مجھ پہ مکمل یاس

Marfat.com

کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور میرے جسم سے عمل کی قوت مفقود ہو جاتی ہے۔ پھر میں ہر شے کو ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھتی ہوں۔ جیسے یہ سب کچھ کسی دوسری بلقیس کے ساتھ ہو رہا ہو۔ بس ایک لاچار تنکے کی طرح حالات کے بہاؤ پہ بہتی چلی جاتی ہوں۔ ایسے لمحوں میں میں بہت خوفزدہ ہوتی ہوں۔

اسی طرح بہتی ہوئی جانے کہاں پہنچ جاؤں۔

پھر میں سوچتی ہوں کہ ایک وقت آئے گا۔ جب تم بھی مجھ سے اُکتا جاؤ گے۔ کیا تم ایک اداس اور مرجھائے ہوئے پھول کے ساتھ ساری زندگی بسر کر سکو گے؟ کوئی اور پھول، کوئی اور خوشبو، کوئی دوسرا رنگ تو تمھیں اپنی طرف نہیں کھینچ لے گا؟ پال! میرے دل کی سطح پہ امیدوں کی ننھی منی موجیں اُبھرتی ہیں اور پھر دوسرے ہی لمحے مٹ جاتی ہے میں جانتی ہوں کہ ان باتوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ الفاظ کے پھاہے میرے زخموں کو مندمل نہ کر سکیں گے۔ یہ زخم گہرے ہوتے جائیں گے۔ یہ گھاؤ اور پھیلتے جائیں گے اور آخر ایک دن میں زخموں سے چُور ہو کر پڑ رہوں گی۔ نہ گھر والوں کے ہاتھ کچھ آئے گا۔ اور نہ تم ہی مجھے پا سکو گے اور یوں ایک خون ہو جائے گا۔ جس کا ذکر کسی کتاب میں، کسی تاریخ میں نہیں ہوگا۔ جس کا مقدمہ اس دنیا کی کسی عدالت میں پیش نہیں ہوگا۔ مگر ہاں اوپر، بہت اوپر ایک عدالت لگے گی۔ ایک منصف اپنی کرسی پہ بیٹھے گا اور میں عدالت کے وسط میں کھڑی لپٹتے ملزم کو بھری عدالت میں حاضر کر کے کہوں گی کہ اے عادلوں کے عادل! اے منصفوں کے منصف یہ ہے میرا وہ پہلا مجرم جس نے میری شاہ رگ پہ پہلا وار کیا اور پہلا تیر چلایا۔ اور پھر اس عدالت میں انصاف ہوگا اور کچھ نہ ہوگا اور اسی شام مجھے لپٹتے ہر مجرم کا سر شہر کے دروازوں پر لٹکتا ہوا نظر آئے گا۔

دیکھا پال! تمھاری بلقیس کتنے دردناک روحانی عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کا ہر ذرّہ تمھارا ہو جانا چاہتا ہے۔ تم میں ہمیشہ کے لیے کھو جانا چاہتا ہے۔ تمھارے پاس ہمیشہ کے لیے آ جانا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا، نہیں ہو رہا!

ہر دن کے اختتام پہ ایک زہریلی تلخی میرے دل میں اتر کر سما جاتی ہے۔ اور جب رات

Marfat.com

ہوتی ہے تو یہ زہر سانپ بن کر میرے دل سے اٹھتا ہے اور سینے پر کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔ صبح سویرے جب میری آنکھ کھلتی ہے تو میرا جسم یوں ٹوٹ رہا ہوتا ہے جیسے میں ساتویں منزل کی سیڑھیوں پر سے لڑھک کر نیچے گر پڑی ہوں۔ میری رگوں میں خون ور دین کر دوڑ رہا ہوتا ہے اور میرے منجمد ہونٹوں پر دکھ کی گہری لکیریں ابھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

میری ہر رات جوالا مکھی کے دھانے سے لڑھکا ہوا کھولتا پتھر ہے اور میری زندگی کے گلی کوچوں میں آگ کا پہلا شعلہ بلند ہو رہا ہے۔ پال! پال! میرے پاس آجاؤ۔ مجھے اپنے پاس بلا لو۔ اس سے پیشتر کہ موت کا بھیانک شعلہ مجھے جلا کر خاکستر کر دے۔ مجھے اپنے سایہ دار درختوں کی چھاؤں میں کھینچ لو۔ میں اگر ایک دفعہ روٹھ گئی تو پھر کبھی لوٹ کر نہ آؤں گی۔ آؤ ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے زندگی کے تاریک سمندروں پر سے گذرتے ہوئے اس طرف چلے جائیں۔ جہاں چاند کے چہرے پر کوئی داغ نہ ہو۔ جہاں چمکتے ہوئے کانٹے آبلہ پا مسافروں کا انتظار نہ کر رہے ہوں۔ جہاں کوئی چچا اور چچی نہ ہو۔ جہاں ہر قدم پر نوخیز غنچوں کے جھاڑ مہک رہے ہوں اور ٹھنڈے چشموں کے گیت جاری ہوں جہاں خوبانی کے پیڑوں تلے معصوم دل چہرہ لڑکیاں بیٹھی اون کات رہی ہوں۔ جہاں چناروں پر جب بہاریں سرخ پھول لیں، سرخ کلیوں کی موم بتیاں روشن ہوں تو تم انھیں میرے جوڑے میں سجایا کرو۔ جہاں درختوں تلے نرم گھاس کے قالین بچھے ہوں اور ان قالینوں پر نیک دل بوڑھے، بچوں کے درمیان سورج کی کرنیں تقسیم کر رہے ہوں جہاں تم میری کلائیوں پر کاسنی پھولوں کے گجرے باندھ کر مجھے چھنارے پر یہ کشمیری گیت سنایا کرو۔

میری شہزادی!
جب محنت مزدوری کے دن بیت جائیں گے
تو پھر وہی ہم تم ہوں گے اور
وہی سیب کے پھول ہوں گے۔
جن کی خوشبوئیں ہماری محبت جوان ہوئی
وہاں — صرف وہاں میں اپنے شکستہ ساز حیات کے ٹوٹے ہوئے تاروں کو جوڑ

Marfat.com

کر ان گیتوں کو مکمل کروں گی جو پہلے بول پر ہی میرے ہونٹوں پر سے ٹوٹے ہوئے پتے کی طرح جھڑ کر گر پڑے تھے۔

اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر کچھ نہ ہو گا۔

پھر بلقیس مر جائے گی اور دوبارہ کبھی اس ویس میں نہ آئے گی پال! میں ریت کی دیوار ہو رہی ہوں۔ جب یہ دیوار سمندر کی طرف بہہ جائے گی۔ تو بلقیس کو کہاں ڈھونڈنے نکلو گے؟

تم جواب کیوں نہیں دیتے؟

تمہارا چہرہ تمہارے ذہنی سکون کا آئینہ دار ہے۔ وہ کنول پر چمکتی ہوئی دھوپ کی طرح کھلا ہوا ہے۔ تم پرسکون ہو۔ مطمئن ہو اور میں مضطرب ہوں۔ تم مالک و مختار ہو اور میں مجبور و بے بس ہوں۔ میں تو صدیوں سے پریشان چلی آ رہی ہوں میں نے شاید ہی کوئی دن امن و سکون کے سایہ میں بسر کیا ہو۔ شاید ہی اس برسوں سے روانہ شدہ قافلے کو کسی سرائے میں قیام کا لطف نصیب ہوا ہو۔

اچھے پال! یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے کوئی گلہ کر رہی ہوں یا تم سے ناراض ہوں نہیں میرے پیارے ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ تم نے میرا کچھ نہیں بگاڑا۔ تم نے مجھے پیار ہی دیا ہے۔ جس کی روشنی میں میں آج تک اپنا سفر طے کر رہی ہوں۔ اچھا اب میں لکھنا بند کرتی ہوں۔ میں اگر مر گئی تو مجھے بھول جانا بھلا دینا اک نعمت ہے پال اور تم تو اس نعمت سے مالا مال ہو۔ تم اس نعمت سے ضرور فائدہ اٹھانا۔ بقول تمہارے تمہیں جدائی ہمیشہ راس آتی ہے۔ تم اس جدائی سے بھی لذت اور فائدہ حاصل کرنا۔ میرا فکر نہ کرنا۔ میری قبر دوسری قبروں کے درمیان ایک عام قبر ہو گی۔ ہر جذبہ، ہر آرزو، ہر ارمان، ہر خیال، ہر صدا خاموش ہو جائے گی اور کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ سورج اسی طرح طلوع ہو گا۔ گرمیاں اسی طرح آئیں گی اور گزر جائیں گی۔ چاند اسی طرح راتوں کو دبے پاؤں آئے گا اور آگے نکل جائے گا۔ سب کچھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

کچھ نہیں ہوگا، کچھ نہیں ہوگا۔

. . . .

پال! مجھے اس وقت بخار محسوس ہو رہا ہے اور میں اب چپ چاپ بستر پہ لیٹ جاؤں گی۔ میں سو جاؤں گی اور میرا ذہن جنگلوں میں بھٹکتا رہے گا۔ بالکل اکیلا، بے یار و مددگار بھٹکتا رہے گا۔ کل جس طرح تمہارا چہرہ ایک دم اداس ہو گیا تھا۔ اسی طرح میرا دل بھی ایکا ایکی غمگین ہو گیا تھا۔ اور پھر مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ تم کب اٹھ کر چل دیئے۔ حالانکہ میں چاہتی تھی کہ تم مجھے گھر تک چھوڑنے جاتے۔ میں سارے دن افسردہ خاطر رہی، پال! یوں لگتا ہے جیسے اب تمہیں کبھی نہ دیکھ سکوں گی۔ کبھی نہیں۔ تم سے جدا ہونا اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لینے کے مترادف ہے اور میں اپنی زندگی سے ہاتھ اٹھا رہی ہوں میرا دل اسی گھڑی کے تصور سے ڈر کر کانپا کرتا تھا۔ ہم اتنے عرصہ ملتے رہے تھے اداس بھی رہے تھے۔ خوش بھی رہے تھے۔ لیکن ہمارے ملاپ کو نظر لگ گئی۔ آج ہم بچھڑ رہے ہیں۔

اور آج کے بچھڑے جانے کب ملیں؟

میں اکیلی ــــ تم سے جدا ہو کر اس نگری میں سکونِ دل کی خاطر ہر طوفان سے الجھوں گی اور اگر سکون کہیں نہ ملا تو دور کسی ویران کھنڈر میں جا کر کسی ندی کے کنارے رہوں گی۔ وہی میرا دیس، وہی میرا وطن اور وہی میرا گھر ہے۔ وہ جگہیں مجھے بلند ٹیلوں سے جھانک رہی ہیں اور اپنی طرف بلا رہی ہیں۔ میں ان کے پاس چلی جاؤں گی اور میری جنم جنم کی پیاسی روح کو سکون حاصل ہو جائے گا، مکتی مل جائے گی۔

اس دنیا میں مجھے یہ سکون تمہارے سینے پر سر رکھ کر مل سکتا تھا۔ لیکن تم مجھ سے ہزاروں میل دور ہو۔ میں بچپن ہی سے زخم خوردہ ہوں پال! میں نے کئی بار چاہا کہ تمہیں اصل حقیقت سے روشناس کراؤں تمہیں اسی طرح ہو بہو تصویریں دکھلاؤں جس طرح کہ میں نے بچپن سے لے کر آج تک دیکھی ہیں۔ لیکن اس کے لیے مجھے کبھی بھی موزوں الفاظ نہ مل سکے۔ اس اعتبار سے میں جو کچھ تم سے کہنا چاہتی تھی کبھی نہ کہہ

Marfat.com

سکی ہمیشہ تمہید باندھ کر ہی رہ گئی۔ بات کا آغاز کر کے ہی رہ گئی۔ الفاظ کی رسائی تو میری بارگاہِ احساس کی دہلیز تک بھی نہیں ہے۔ لفظوں کے نقطے تو میرے خیالات اور احساسات کی گرمی کی پہلی لہر ہی سے پگھل جاتے ہیں۔ پھر تمھیں ان خیالات کو، اس پہتے لاوے کو کس سانچے میں ڈھال کر دکھلاؤں؟ کسی وقت سوچتی ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے حالات سن کر مجھ سے نفرت کرنا شروع کر دو اور میں ہمیشہ کے لیے تمہاری محبت سے محروم ہو جاؤں ایسی صورت میں تو میں زندہ درگور ہو جاؤں گی۔ میں اپنی قبر خود نہیں کھودنا چاہتی تھی۔

مجھے بتاؤ پال! وہ خیاباں کہاں ہیں جس کے نرم درختوں کی چھاؤں میں غم سے نڈھال اور پریشان روحیں آرام کرتی ہیں۔ جہاں شکستہ دلوں کو سکون ملتا ہے۔ جہاں پسیدہ لو، زخموں سے چور دلوں کو شفق رنگ حنائی ہاتھ پھولوں سے ہوا دیتے ہیں اور انھیں تھپک تھپک کر سلا دیتے ہیں۔

جانے آج کیا کیا لکھے جا رہی ہوں۔

آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور انگلیاں خود بخود چل رہی ہیں۔

تم میرے اس عالم کی بے کسی کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جب میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اور انھیں پونچھنے والا دور دور تک کوئی نہیں ہوتا۔ میرا ذہن بالکل تھک گیا ہے۔ میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا اور آج بھی بھوک محسوس نہیں ہو رہی۔ اگر کل بھی بھوک نہ لگی۔ تو پرسوں میں مر جاؤں گی۔!

پال! لوگ زندہ رہتے ہیں اور خوبصورت سنہری دھوپ میں بہار کے گیت سنتے ہیں اور میں زندہ ہوں اور میرے سر پہ موت کا گجر بج رہا ہے۔ اس وقت میرا انگ انگ تھکن سے نڈھال ہو چکا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تمھارے سینے پر سر رکھ کر کئی صدیوں تک پڑی سوتی رہوں۔ آؤ میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو اور ہم دشوار گذار راستوں سے ہوتے ہوئے ان مرغزاروں میں چلے چلیں۔ جہاں ہماری ملاقات کی گھڑیاں شمار کرنے والا کوئی نہ ہو۔ جہاں ہمیں کسی انسان کی آنکھ نہ دیکھ سکے۔

میرا دل بری طرح دھڑک رہا ہے اور حسین لمحات جب میں تمھارے پاس تھی۔ میرا

Marfat.com

مذاق اڑا رہے ہیں۔ مجھ سے دور کھڑے ہو کر میری طرف انگلیاں اٹھا رہے ہیں۔ مجھ پر آوازے کس رہے ہیں۔ نہیں۔ میں تمہارے پاس کبھی نہیں آئی۔ وہ سب کچھ محض افسانہ تھا۔ اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا ـــ کل میں تمہارے پاس تھی اور میرا سر تمہارے سینے پر تھا اور دھرتی کا دل میرے کانوں کے پاس دھڑک رہا تھا۔ کل میرا سر کنول کے پھول کی مانند تمہارے سینے پر کھلا ہوا تھا اور آج پتھر کا بے جان ٹکڑا بن کر میری گردن پر نصب ہے۔ اب لکھنا بند کرتی ہوں شاید اب تمہیں کبھی نہ دیکھ سکوں۔ آج سے میں بستر علالت پر پڑ رہی ہوں اور یہی اب بسترِ مرگ بنے گا۔
تمہیں بہت بہت پیار۔

تمہاری اپنی
بلقیس

Marfat.com

میرے اپنے محبوب!

آج کا دن بہت بُرا دن تھا جس نے ہمارے دلوں میں بدگمانی، شکوک اور غلط فہمیوں کی خلیج حائل کرنے کی کوشش کی ہیں جس وقت سے گھر آئی ہوں۔ ایک عجیب سوگوار موڈ میں ہوں۔ یوں معلوم ہو رہا ہے جیسے میں اپنا سب کچھ اپنے ہاتھوں دفن کر آئی ہوں دیوار میں زندہ چن آئی ہوں۔ جیسے اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں دریا میں بہا آئی ہوں۔ موت کے گھاٹ اتار آئی ہوں۔ میرے اچھے پال! یقین کرو تم نے مجھے اس لحاظ سے بالکل غلط سمجھا ہے۔ میں ایسی گھٹیا لڑکی نہیں ہوں جو اپنی محبت کے نام پہ تم سے دولت و امارت کا سودا کرے۔ اس خیال کے ساتھ ہی میرا سارا جسم کانپ اٹھتا ہے میں نے کبھی اتنی ندامت محسوس نہیں کی تھی جتنی کہ آج۔ جبکہ تم نے مجھے اس قدر گھناؤنا طعنہ دیا اور کہا کہ میں سرمایہ پرست ذہنیت رکھتی ہوں۔ اس لیے زیادہ مہیب حملہ تم مجھ پہ نہیں کر سکتے یہ آخری حد ہے۔ سچ مچ میں بڑی بدنصیب ہوں۔ میں اپنا مافی الضمیر کبھی پوری طرح ادا نہیں کر سکی۔ یہ تمہارے سامنے یا تم سے پیار کرنے کی بات نہیں۔ میں اگر تم سے جدا بھی ہوتی تو ایسی لڑکی بننا کبھی گوارا نہ کرتی۔ یہ میری جبلت اور میری طینت کے خلاف ہے۔

Marfat.com

تم اپنے ذہن کی دیوار سے میری اس فرضی تصویر کو نوچ کر پھینک دو۔ اگر تم نے آج ہی، یہ خط ملتے ہی ایسا نہ کیا تو میں خودکشی کر لوں گی۔

میرا تمھارے ساتھ ان تمام ارضی باتوں کے علاوہ ایک بڑا گہرا آسمانی ہمہ گیر قسم کا تعلق بھی ہے۔ جسے ان فروعی مسائل سے کوئی واسطہ، کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ تم سچ مانو تو میں تمھارے ساتھ فاقہ کر کے بھی بڑی خوشی سے رہ سکتی ہوں۔ ہر قسم کی جسمانی تکلیف برداشت کر سکتی ہوں۔ میں تمھارے نام پر آگ کے شعلے پر اپنا ہاتھ رکھ دوں گی اور جب تک تم راضی نہیں ہو گے ہاتھ پیچھے نہیں کھینچوں گی۔ تم اسے آزما کر دیکھ سکتے ہو۔ میں تمھیں اپنی محبت کا یقین دلانے کے لیے ہر قسم کی آزمائش سے گزر سکتی ہوں۔ تم مجھے اگر دہکتے ہوئے جہنم میں بھی پھینک دو گے تو میں اس آگ کو تمھاری محبت کا ایک حصّہ سمجھ کر قبول کر لوں گی اور عمر بھر اسی آگ میں جلتی رہوں گی۔ اور اُف تک نہ کروں گی۔ اگر تم مجھ سے خوش ہو تو آگ بھی پھول ہے اور اگر تم خوش نہیں ہو تو سبزے پر بھی پاؤں جلیں گے میں نے کسی دوسرے رنگ میں بات کی تھی جس کا مطلب تم نے بالکل ہی غلط سمجھ لیا۔ میرا مقصد تمھاری توہین نہیں تھا۔ ہرگز نہیں تھا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمھاری توہین کا تصور بھی کر سکتی ہوں؟ میں نے تمھارے بارے میں سوچتے ہوئے تمھیں ہمیشہ بلندیوں پر پرواز کرتے دیکھا ہے۔ میں نے کبھی تمھارے پاؤں اس گندی زمین کے دلدلوں میں نہیں دیکھے دنیا میں صرف تم ہی وہ شخص ہو جسے میں نے کبھی گھٹیا سطح پر سوچتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ذرا سوچو۔ میرا نفسیاتی تجزیہ کرنے کی کوشش کرو اور پھر تمھیں معلوم ہو گا کہ میں قطعاً دولت اور امارت کی بھوکی نہیں ہوں۔ میں اگر کبھی تمھیں یہ کہہ دیتی ہوں کہ ہم ایک عالی شان مکان میں انتہائی خوبصورت زندگی بسر کریں گے اور جھرنوں اور آبشاروں کے گیت سنیں گے تو صرف اس لیے کہ میں تمھارے ساتھ مل کر نیکی اور حسن کا ہر مرحلہ طے کرنا چاہتی ہوں اس لیے کہ میں ایک بہتر اور صحت مند زندگی کا خواب دیکھ رہی ہوں۔ مجھے قدرت کے حسن سے پیار اور گلی کوچوں کے شور و غل سے نفرت ہے اور میں ان سے بالکل الگ تھلگ ہو کر صرف تمھارے اور تمھارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔

Marfat.com

تم مجھے خوفناک جنگلوں، سنگلاخ میدانوں، بنجر پہاڑیوں اور دھول اڑاتے ریتیلے صحراؤں میں لے چلو اور میں تمھارے ساتھ وہاں بھی ہنسی خوشی رہوں گی۔ لیکن انسانوں کے درمیان نہیں رہوں گی۔ اس لیے کہ انسان کے پاس زبان ہے جو زہر اگلتی ہے۔ خون اگلتی ہے۔ جو بہت چھوٹی ہے مگر بہت لمبی ہے۔ اس میں ہزاروں کلبوں کو ایک ہی پھنکار سے بھسم کرنے کی قوت ہے۔ مجھے اس سے خوف آتا ہے۔ ڈر لگتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہماری خوبصورت زندگی پر بھی منحوس سایہ بن کر پھیل جائے۔ میں جو تمھیں کبھی کبھار ایسا لکھ دیتی ہوں تو میرا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ تمھیں طعن کروں کہ تم غریب ہو۔ تمھارے پاس کچھ بھی نہیں۔ تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ میں تو تمھیں صرف یہ احساس دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے لیے عام لوگوں کے درمیان رہنا واقعی مضر ہے۔ ہاں! مجھے عورتوں کے رونے پیٹنے اور لڑائی جھگڑوں سے ہمیشہ ڈر لگتا ہے اور میری زندگی انہیں جھگڑوں کے درمیان گذری ہے۔ ماحول کے انہیں جھٹکوں نے میری زندگی کو غیر ہموار کر دیا ہے اور میں اپنی آئندہ زندگی اس طرح نہیں گذارنا چاہتی۔ لیکن تم نے اس کا بالکل الٹا مطلب لے لیا ہے۔

اس وقت جبکہ میں تمھیں یہ لفظ لکھ رہی ہوں۔ ہمارے ہمسائے میں ماں، بیٹے اور بہو کے درمیان زبردست جنگ شروع ہو گئی ہے اور میرے خیالات کا سلسلہ ایک دم درہم برہم ہو گیا ہے۔ بیٹا ماں سے کہہ رہا ہے۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ تمھیں میں نے ہزار دفعہ کہا ہے کہ تم میری بیوی کی باتوں میں دخل نہ دیا کرو۔"

اور پھر بیوی سے مخاطب ہو رہا ہے۔

"چل کُتیا اب چپ بھی کر۔ خواہ مخواہ بک بک کیے جا رہی ہے۔"

میں تمھیں یہ باتیں اس لیے لکھ رہی ہوں کہ کبھی کبھی میں اپنی آئندہ زندگی کے تصوّر سے کانپ اٹھتی ہوں اور میری روح پر ایک طرح کا اضمحلال سا طاری ہو جاتا ہے۔ اگر میری زندگی خوشحال ہو تو میں تمھیں کبھی ایسی باتیں نہ لکھوں۔ تم نے ایک بار گلہ کیا تھا کہ میں تمھاری مجبوریاں نہیں جانتی۔ میں بھی بڑی مجبور ہوں۔ میں کس طرح چاروں طرف سے جکڑی

Marfat.com

ہوتی ہوں۔ تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اس کے باوجود میں تم سے ایک بار پھر کہوں گی کہ میں تمھارے سوا کسی دوسرے شخص کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ شادی ہوگی تو تمھیں سے ورنہ نہیں۔ اور مجھے اپنے اوپر اعتماد ہے کہ آخر میں وہی ہوگا جو میں چاہوں گی۔ میں سب کے سامنے ایک بار تمھارا نام پکاروں گی اور اس کے بعد مجھ پر چاہے پتھروں کی بارش ہو۔ میں آسمانی مسکراہٹوں کے ساتھ اس بارش میں سرخ ہوتی رہوں گی۔

سرخ رنگ سہاگ کا رنگ ہوتا ہے۔

زندگی کا رنگ ہوتا ہے اور تمھیں ایک لفظ تک نہ کہوں گی۔

پال! تمھارے کل کے لہجے اور خفگی نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ غم کی وجہ سے مجھے بخار ہو رہا ہے۔ پال! مجھے معاف کر دو اور میری باتوں کو بھول جاؤ۔ ورنہ مجھے بڑا دکھ ہوگا۔ خداوہ دن کبھی نہ لائے جب میرا وجود تمھارے لیے دکھ کا باعث ہو۔ میں تو تمھاری مسرتوں کا سرچشمہ بننا چاہتی ہوں۔ تمھیں دکھ پہنچا کر میں کیونکر زندہ رہ سکتی ہوں اور پھر تم سے زیادہ میرا درد اور کیسے ہے۔؟

میں اتنے دور دراز سمندروں کا طوفانی اور مشکلات سے بھرپور سفر طے کر کے خطرناک جنگلوں اور غیر آباد جزیروں سے ہوتی ہوئی تم تک آئی ہوں۔ بلند چوٹیوں، ٹھنڈے چشموں، نیکی اور حسن تک پہنچی ہوں۔ یہاں سے میں واپس کہاں جا سکتی ہوں؟ اب تو میرے سارے پرخطر سفر ختم ہو گئے ہیں۔ اب تو زندگی کا اصلی اور حقیقی سفر شروع ہوگا۔ موت کے راستے الگ ہو سکتے ہیں مگر زندگی کا سفر اکٹھے ہی طے ہوگا۔ لکھتے لکھتے تھک گئی ہوں۔ کیلے کے نوخیز پتے کی طرح زرد ہو رہی ہوں۔

ہمیشہ تمھاری

بلقیس

Marfat.com

ضدی پال!

ایک خط میں نے صبح لکھا تھا اور اب دوسرا خط دوپہر کو لکھ رہی ہوں۔ خدا کرے کل کا دن جلد آئے تاکہ میں اسے ڈاک میں ڈال سکوں۔ لیکن پوسٹ نہیں کروں گی۔ کسی نہ کسی کے ہاتھ ویسے ہی پہنچا دوں گی۔ میرا دل بڑا بے چین ہے۔ بار بار گھڑی کو دیکھ رہی ہوں۔ مگر یہ لمبا دن ختم ہونے میں نہیں آتا۔ آج فرمائشی پروگرام بھی نہیں ہوا۔ میں نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ رات میں نے تھوڑا سا چکھ کر کھا لیا تھا۔ مگر آج بالکل نہیں کھاؤں گی جب تک کہ گھر والے میری بات نہیں مان لیتے۔ پال! کیا تم واقعی مجھے چھوڑ سکتے ہو؟ کل تم نے کتنا سخت لہجہ اختیار کر رکھا تھا۔ تمھیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ میں دو سال سے تمھارے ساتھ ہوں اور تم ابھی تک مجھے پہچان نہیں سکے۔ اگر آگے چل کر ایسے ہی لڑائی جھگڑے کے دن ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ تو آؤ یہیں سے واپس لوٹ چلیں۔ انہی آغازِ محبت کے معصوم، بھولے بھالے دنوں کی گود میں پہنچ جائیں۔ وہ ننھے منے بچوں جیسے رنگین دن بڑے سہانے تھے۔

وہ دن بڑے بے داغ اور کومل تھے۔

وہ کنول پھول پہ لکھے ہوئے شعر تھے۔

Marfat.com

اور گھاس میں کھلے ہوئے پھول تھے۔

تم نے جب اس دن کہا تھا کہ تمھارے کوٹ کی مرمّت نعیمہ نے کی ہے تو مجھے خیال آ گیا تھا کہ اگر میں تمھارے پاس ہوتی تو تمھارے پھٹے کوٹ کی مرمّت خود ہی اپنے ہاتھ سے کرتی اور ایسا کر کے مجھے کس قدر مسرت حاصل نہ ہوتی۔ اور پھر میں نے اس خیال کے ساتھ ہی تصوّر میں ایسے کئی دن دیکھے جب میں تمھارے پاس بیٹھی ہوں۔ تمھارے لیے کوئی نہ کوئی کام کر رہی ہوں۔ لیکن کل تمھاری روکھی روکھی باتیں سُن کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ سارے خوبصورت دن مجھ پہ انگشت نمائی کر رہے ہیں۔

اے حسین دنو! تمھارے دل پتھر کے کیوں ہوتے ہیں؟

تم اتنی جلدی آنکھیں کیوں پھیر لیتے ہو؟

آغاز سرما کی ان سفید اور سنہری دوپہروں کو میں اپنا چہرہ اوپر اٹھائے دم بخود کھڑی زندگی کے اداس اور ویران افق کو تک رہی ہوں۔ کیا ہو گا؟ کیا ملے گا؟ کیا پاؤں گی؟ کچھ نہیں معلوم ــــ شانتی! شانتی! ــــ جیسی پہاڑوں کی عمیق گھاٹیوں میں ڈھلتی سہ پہروں کو منڈلایا کرتی ہے۔ میری آنکھوں میں نہ جانے کیوں بار بار ایک تباہ شدہ جہاز کی تصویر گھوم جاتی ہے۔ جیسے میں نے جانے کہاں دیکھا تھا۔ اس کے بادبان ہوا کے تھپیڑوں کی مار سے تار تار ہو چکے تھے۔ اس کا پیندا جگہ جگہ سے ٹوٹ چکا ہے اور اس میں پانی بھر آیا ہے اور اس کی پیام برسیتّی بھی گل ہو چکی ہے۔

اگر میں ایسے برباد جہاز کے روپ میں تمھارے سامنے آجاؤں تو کیا تمھیں افسوس نہ ہو گا؟ اگر تمھیں پتہ چلے کہ بلقیس جو ایک پھول کی مانند شگفتہ ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور وہ روز بروز مرجھا رہی ہے اور تیز دھوپ میں اس کا رنگ اڑ رہا ہے تو کیا تم اس کی خبر گیری کو نہیں آؤ گے؟ یہی وہ جذبات تھے جن سے مغلوب ہو کر میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ تم صرف محبت کر سکتے ہو شادی نہیں کر سکتے۔ سوچو کہ اس سے تمھاری توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ یا میری بے بسی، بے چارگی ظاہر ہوتی ہے؟ مرض جب بگڑ جائے تو دوا بدل جاتی ہے لیکن تم اسے نہ سمجھ سکے اور تم نے مجھے اپنا دشمن گردانا۔

Marfat.com

کیا میں وہی بلقیس نہیں ہوں جس نے تمھیں محبت کے گرم اور سنہری خواب عطا کیے تھے؟ جس نے تمھارے حسن پر اپنے احساسات کی کلیاں نچھاور کی تھیں اور جس نے اپنے جذبات کے دیئے جلا کر تمھاری تنہا اور اندھیری راتوں کو جگمگایا تھا۔

میں بڑی دکھی ہو رہی ہوں اور احساس کمتری میں مبتلا ہوں جیسے میں دو کوڑی کی بھی نہیں رہی۔ میں نے تم سے کب کہا ہے کہ تم میرے لیے عالی شان محل تعمیر کرو؟ میری یہ بات بھی تمھیں بری لگی کہ "اگر شادی نہیں کرنا تھی تو محبت کیوں کی؟" تو پال! کیا یہ بات سچی نہیں ہے؟ میری زندگی کو روگ لگا کر اگر تم کپڑے جھاڑ کر الگ کھڑے ہو جاؤ تو کیا یہ ظلم نہیں؟ تم تو مجھے بھلا دو گے۔ تمھارے لیے مجھے بھلا دینا بڑا آسان ہو گا لیکن میں کیا کروں گی؟ میں اگر تمھیں نہ بھلا سکی تو کس کے دروازے پر دستک دوں گی؟ کس کے محل کے باہر جا کر انصاف کی زنجیر ہلاؤں گی؟ کیا میں اس وقت بھی فریاد نہ کروں جب کہ مجھے کسی دوسرے کے پلّے باندھا جا رہا ہے؟

میری زندگی میں تو جلنا اور سلگنا ہی لکھا ہے۔

اس کے باوجود اگر تم میری باتوں کا برا مانتے ہو تو مجھے معاف کر دو۔ میں تمھارے بغیر بھی زندہ رہنے کی کوشش کروں گی۔ پوری کوشش کروں گی۔

اُداس
بلقیس

Marfat.com

بہت جلد روٹھ جانے والے!

یہ تیسرا خط میں شام کے سمے لکھ رہی ہوں۔ باہر سورج مغربی افق کے لالہ زاروں میں اتر رہا ہے۔ ابھی ابھی میں ٹھوڑی کو ہتھیلیوں پر رکھے، کھڑکی کی سلاخوں کے باہر ڈوبتے سورج کی الوداعی کرنوں میں اپنے مستقبل کے متعلق سوچ رہی تھی۔ اس وقت میں انتہائی آزردہ اور ملول ہوں اور جب ایسا موڈ ہوتا ہے تو میں نڈھال ہو کر رہ جاتی ہوں تمہاری والی "صحت مند اداسی" میرے پاس تک نہیں پھٹکتی۔ پھر بھی صبح اور دوپہر کی نسبت اس وقت طبیعت کچھ سکون پر ہے مجھے پھر خیال آ رہا ہے، بار بار خیال آ رہا ہے کہ تم نے میرے بارے میں کس قدر غلط اندازہ لگایا ہے۔ جب میں خیال کرتی ہوں کہ تم سمجھتے ہو میں دولت کی پرستار ہوں تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آخر تم نے ایسا کیوں سوچا؟ تم نے ایسا کیوں خیال کیا؟ اگر میں سچ مچ تمہارے دل سے اتر گئی ہوں اور اب تمہیں بری لگتی ہوں تو پھر تم مجھ سے صاف صاف کہہ دو اور میں سقراط کی طرح اپنی محبت کا زہر پی جاؤں گی اور اس میں بھی بہادری اور استقلال کا ثبوت دوں گی۔ اگر تم سچ مچ مجھے اپنی محبت کے سنہری جزیرے سے نکالنا چاہتے ہو تو میں چپ چاپ یہاں سے نکل جاؤں گی۔

Marfat.com

لیکن خدا کے لیے اس جدائی کا تہوار مت مناؤ۔
سامنے آہستہ آہستہ سورج غروب ہو رہا ہے ـــ شام اپنے پر پھیلا رہی ہے ڈھلتے سورج کی آخری شعاعیں کتنی زرد، کتنی کمزور اور کتنی ملول ہیں اور میں بھی انہی کی ایک کرن ہوں جو محبت کے افق پہ آخری بار اپنی وادیوں کو دیکھ رہی ہوں۔ تم بڑے آرام سے بیٹھ کر ہنسو گے۔ آوارہ گردی کرو گے۔ مجھے بھول جاؤ گے۔ لیکن میں ایسا نہ کر سکوں گی۔ میرا ہر سانس تمھاری یاد کا سہارا لے کر بیدار ہو گا اور تمھارے خیال سے لپٹ کر سو جائے گا۔ نہ جانے محبت میں میں اتنی بخیل کیوں ہو رہی ہوں۔
میں چاہتی ہوں کہ تمھیں میرے سوا اور کوئی نہ دیکھے ـــ کبھی نہ دیکھے۔ چلو تو میرے دل کے قالین پہ، سیر کرو تو میرے دل کی بستیوں کی، سوؤ تو میرے پیار کی سیج پہ، دیکھو تو صرف مجھے، ہنسو تو صرف میرے ساتھ! ـــ کبھی تمھیں گھر سے باہر نہ نکلنے دوں۔ کبھی تمھیں کہیں ملازمت نہ کرنے دوں۔ مگر ایسا شاید کبھی نہیں ہو سکتا۔
پال! شام گہری ہو کر نیچے ہی نیچے گرتی چلی جا رہی ہے اور میں سوچ رہی ہوں میری رات کیسے بسر ہو گی؟ میری صبح کیونکر ہو گی؟ تمھاری کل کی باتوں نے مجھے بڑا بے چین کر دیا ہے۔ بڑا مایوس کر دیا ہے۔
ہو سکتا ہے کہ میں زندگی بھر تمھارے سوا کسی سے شادی نہ کروں۔ ہو سکتا ہے کہ محبت کا زہر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دے۔ مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنا گھر (وہ کیسا بھی کیوں نہیں) چھوڑ کر تمھارے ساتھ آوارہ گردی کرنے نکل پڑوں۔ اس کے باوجود میرا ہر ذرّہ پاگلوں کی طرح سلاخوں کو پکڑے تمھارا انتظار کرتا رہے گا کیا تم بھی مجھے لینے کبھی نہ آؤ گے؟ (جیسا کہ تم نے کل کہا تھا) تو پھر ندی کے یہ دو کنارے شاید کبھی آپس میں نہ مل سکیں۔
محبت میں جو شخص اپنی وضعداری کو قائم رکھتا ہے وہ محبت نہیں کر رہا ہوتا۔ بلکہ تکلف کر رہا ہوتا ہے۔ وہ محبت کو بڑھاتا نہیں، گھٹاتا ہے۔ اور تم نے ہمیشہ اپنی...

Marfat.com

وضعداری کا خیال کیا ہے۔ کاش میں بھی تمھاری مانند خوددار بن سکتی! جب میرا یہ عالم ہے کہ تمھارے بغیر میرا ایک دن بھی نہیں کٹتا تو زندگی کیسے کٹے گی؟ یہی رات سوچ سوچ کر پریشان رہی کہ میں تمھارے بغیر کیوں علیٰحدہ نہیں رہ سکتی۔ مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا اور میں بڑی بے چارگی کے عالم میں ستاروں کو دیکھتی رہی۔

میرے محبوب! کیا وقت کے ساتھ ساتھ انسان کو صبر آجاتا ہے؟ کیا مجھے بھی صبر آجائے گا؟ کیا میں بھی تمھیں بھلا سکوں گی؟ مجھے کچھ تو بتاؤ!

اُداس
بلقیس

Marfat.com

ایک خوبصورت صبح!

یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے تمھیں پا کر بھی میں نے تمھیں نہیں پایا جیسے تم مجھے آج تک کہیں بھی کسی جگہ نہیں ملے۔ پھر یہ کیسی محبت ہے؟ کیسا پیار ہے کہ میں تمھیں چھو بھی نہیں سکتی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ محبت کے تمام مرحلے طے کر چکی ہوں لیکن اس کے باوجود وہ تھے نہیں مل سکی جسے محبت کہتے ہیں۔ وہ کہاں ہوتی ہے پال! میں نے تو تمھیں اپنا جیون ساتھی بنا رکھا تھا۔ اپنی زندگی کی آخری خوشی، اپنا سارا کچھ اور تم کچھ اور ہی سوچتے ہو۔ تمھارا سوچنے کا انداز مجھ سے اس قدر الگ کیوں ہے؟ اتنا قریب آ کر بھی ہم کیوں اس قدر مختلف انداز میں سوچتے ہیں۔ ایسا تو نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ تم ہمیشہ بچھڑنے کے متعلق سوچتے ہو۔ جدائی کی ہولناک باتیں کرتے ہیں اور بچھڑنے کے لیے ہر لمحہ تیار رہتے ہو۔ ادھر میں ملاپ کی، ہمیشہ کے ملاپ کی باتیں سوچتی رہتی ہوں۔ کئی گتھیاں سلجھاتی ہوں، کئی گتھیاں الجھاتی ہوں۔ ہر وقت ان راہ گزاروں کی تلاش میں رہتی ہوں جن پہ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے رواں دواں ہوں۔ جانے ہم میں سے کس کے سوچنے کا انداز صحیح اور فیصلہ کن ہے اگر تم خود جدائی کے متعلق سوچنا شروع کر دو گے تو میں کچھ نہ کہہ سکوں گی۔ کوئی کچھ نہ کہہ

Marfat.com

سکے گا اور ہم یقیناً جدا ہو جائیں گے۔ اگر تم میرے جیون ساتھی ہوتے۔ اگر تمھیں بھی مجھ سے اتنا ہی لگاؤ ہوتا، اتنا ہی پیار ہوتا تو تم کبھی ایسی باتیں نہ سوچتے۔ میں تو اس بھری دنیا میں تنہا ہوں۔ پہلے بھی تنہا تھی۔ آج بھی تنہا ہوں اور شاید کل بھی تنہا رہوں۔ ہاں! اگر تم نے اپنے لیے کوئی دوسرا راستہ سوچ رکھا ہے جو میرے بیابانوں اور کھنڈروں میں سے ہو کر نہیں گذرتا تو پھر میں بھی تم سے الگ ہو جاؤں گی۔ میں موت کا ساتھ قبول کر لوں گی۔ لیکن اپنی محبت کی توہین برداشت نہیں کر سکوں گی تم اپنی وادیوں میں بہاروں کے ساتھ رقص کرو۔ میں تو ایک شکستہ لوحِ قبر کا چراغ ہوں جو بجھنے کے لیے ہوا کے آخری جھونکے کا منتظر ہے۔ جب میں ان اجڑی بستیوں سے نکل جاؤں گی۔ تو ویران کھنڈروں کی تنہائیاں مجھے دن رات ڈھونڈا کریں گی اور ہوائیں مجھے یاد کر کے رویا کریں گی۔ پھر کوئی مجھے اپنے پاس نہ بلا سکے گا۔ میں تمھاری یادوں کے دربار سے اس خموشی اور گمنامی کی حالت میں نکل جاؤں گی کہ تمھیں آہٹ تک سنائی نہ دے گی۔

بلقیس

Marfat.com

پال!

تم نہ جانے کسی وقت مجھے کیا سمجھنے لگتے ہو۔ تم مجھے کچھ ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہو۔ گویا کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے کہہ رہے ہو۔ سر اٹھا کر دیکھو۔ میں کتنی عظیم الشان بلندی پر کھڑا ہوں اور تم کتنی غلیظ پستیوں میں رینگ رہی ہو۔ تمھاری خاموشی کی زبان جب یہ زہر اگلتی ہے اور میں اپنی رگوں میں خون کی جگہ آگ محسوس کرتی ہوں اور میرا ذہن شعلوں کی لپیٹ میں گم ہو جاتا ہے۔ پھر میرا جی بے حد دکھی ہو جاتا ہے۔ تم اپنی جگہ پر کھڑے جو دیکھتے ہو، محسوس کرتے ہو۔ اس سے خود ہی کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کر کے فیصلہ کر دیتے ہو۔ بعض دفعہ تم تاریک سایوں کی مدد سے بھڑکیلے رنگوں کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہو اور یہ تمھاری سب سے بڑی بھول ہے۔ میرے پاس ہونے کی خبر سن کر تم نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ کچھ نہیں کہا۔ جب میں نے اپنے پاس ہونے کی خوشخبری سنی تو میرا جی چاہتا تھا کہ بھاگ کر تمھارے پاس آ جاؤں اور زور سے لپٹ جاؤں اور کہوں، پال! میں پاس ہو گئی یہ خبر میں سب سے پہلے تمھیں سنانا چاہتی تھی۔ لیکن تم کہیں نہ ملے۔ میرا دل شعلے کی طرح بے چین تھا۔ گھر والوں نے مجھے مبارکباد دی۔ مگر میں تمھارے منہ سے ہمت افزائی کے دو کلمے

Marfat.com

سننا چاہتی تھی۔

اور آج تم مجھے دیکھ کر یوں بھاگے جیسے میں تمھیں کھا جاؤں گی۔ کیا میں اتنی ہی بُری ہوں؟ اگر ایسی بات ہے۔ اگر میں تمھیں بُری لگتی ہوں اور تم مجھ سے دُور ہٹ جانا چاہتے ہو تو مجھ سے صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے، تا کہ میں خود تمھارا راستہ صاف کر دوں۔ اگر تم سے میری باتیں، میرے خط، میرا وجود میری سانسیں، میرے آنسو، میری شکل، میری آواز، میرے قہقہے اور میری اُداسی یہ سب کچھ برداشت نہیں ہوتا تو پھر میں کبھی تمھارے سامنے آ کر تمھیں تکلیف نہیں پہنچاؤں گی تمھیں آزمائش میں نہیں ڈالوں گی۔ آنکھوں میں آنسو لیے چپ چاپ کسی دوسری سمت کو نکل جاؤں گی۔

ذرا سوچو پال! میں نے تمھارے ساتھ کیسا کیسا مشکل وقت بسر نہیں کیا! تو پھر کیا تمھیں میرے ساتھ ایسا سلوک واجب تھا؟ میں تو تم سے کتنی ہی باتیں کہنا چاہتی تھی۔ اور تم نے آتے ہی میرے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

رات آسمان پر اتنے گھنے بادل چھائے ہوئے تھے کہ میں تمھاری یاد میں آنسو بہانے پر مجبور ہو گئی۔ پرسوں رات کس قدر موسلا دھار بارش ہوئی تھی۔ میں ساری رات تمھیں اپنے قریب بہت ہی قریب محسوس کرتی رہی۔ اور اداس در و دیوار کو تکتی رہی اور تمھیں چھونے کے لیے ہاتھ بڑھاتی رہی اور تم برابر مجھ سے دُور ہوتے رہے۔

پال! تم نہیں جانتے کہ تمھارے لیے، صرف تمھارے لیے میری اس ناتواں روح نے کیسے کیسے خوفناک دُکھ نہیں اٹھائے اور اب جو وحشت ناک طوفان آ رہا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ تمھیں خبر بھی نہ ہو اور یہ طوفان میرے اوپر سے گذر جائے۔ میرے تمام درخت اکھاڑتا، میری بیلیں تار تار کرتا اور میرے مکان کی چھتیں، دیواریں، دروازے اوپر اچھالتا گذر جائے۔

میرے خوابوں کی دلکش وادیوں میں جہاں پہلے رنگ برنگ پھول اُگا کرتے تھے۔ اب وہاں زخم اُگتے ہیں۔ کیا تم نے ان زخموں کو کبھی قریب سے دیکھا ہے؟ وہ پھول کہاں کھو گئے؟ وہ گیت کدھر جا کر سو گئے؟ میں نے آج ایک راز معلوم کر لیا ہے اور وہ راز

Marfat.com

یہ ہے کہ تم کسی کے کچھ نہیں لگتے۔ جو کچھ ہو صرف اپنے لیے ہو اور اپنی کتابوں کے لیے ہو۔ تم کسی کے دوست اور کسی کے ساتھی نہیں ہو۔ تم سب سے پہلے اپنے لیے سوچتے ہو۔ اور پھر کسی دوسرے کا خیال کرتے ہو۔

میں تمھیں پورا یقین دلاتی ہوں ـــ

کہ اس لمحہ کے ساتھ ہی اب تمھارے سنسان قلعوں سے نکل گئی ہوں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل گئی ہوں۔ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ تم مجھے نفرت سے یاد کرو۔ قبل اس کے کہ تم کو مجھ سے نفرت پیدا ہو۔ میں تمھاری دنیا ہی سے رخصت ہو رہی ہوں۔ میں نارمل لڑکی نہیں ہوں۔ بہت ممکن ہے تمھیں حقیقت میں مجھ سے نفرت ہو جائے۔ پھر میں اس نفرت کا عذاب کیسے سہہ سکوں گی؟ میں تم سے جدا ہوتی ہوں پال! اب تم خوش رہنا اور بے فکر رہنا۔ اب تمھاری کوئی صدا، کوئی آواز، کوئی التجا مجھے واپس نہیں لا سکتی۔ وہ دیکھو میرے رنگ فضا میں تحلیل ہو رہے ہیں۔ میں تو محض تمھارا ایک بے رنگ تصور تھی جو مٹ رہا ہے۔ ریت پر لکھا ہوا نام تھا جو ہوا میں اڑا جا رہا ہے۔ جیسے [illegible] سے ہو جیسے تم خود اڑا رہے ہو۔

صبح میں بے حد خوش تھی۔ بڑی نارمل تھی اور کالج کی سہیلیوں سے بڑے [illegible] ڈ میں باتیں کر رہی تھی کہ CHAPEL کے بعد مجھے تمھارا خط مل گیا۔ میری خوشی کا چہرہ اور بھی نکھر گیا۔ لیکن جب درختوں کی اوٹ میں جا کر پڑھا تو میری خوشی نے مرجھائے ہوئے پتوں کی طرح میری آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنا شروع کر دیا۔ مجھے خوشی، پل بھر کی خوشی بھی کبھی راس نہیں آئی۔

تم نے میری ذرا سی بات کو اتنی اہمیت دی اور انتا رلا دینے والا خط لکھا جانتے ہو وہ بات کس SENSE میں کہی گئی تھی تمھیں ہمیشہ میری برائی ہی یاد رہ جاتی ہے۔ اور میری اچھائی کا پہلو تم نظر انداز کر دیتے ہو۔ تم میرے پیار کی، میرے خلوص کی چکا چوند کر دینے والی روشنی سے کبھی خیرہ نہیں ہوئے۔ لیکن میری چھوٹی سے چھوٹی بات پہ سیخ پا ہو جاتے ہو۔ کیا یہ اجنبیت کی نشانی نہیں؟ کیا یہ سرد مہری اور بے رخی کی علامت نہیں۔؟

Marfat.com

اچھا ہے جو تم میری بری باتیں ہی یاد رکھتے ہو۔ برے لوگوں کی بری باتیں ہی یاد رکھنی چاہئیں تم خود دار ہو۔ وضعدار ہو سبھی کچھ ہو اور میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ اب تم جمعہ کو پل پر مت آنا۔ بالکل نہ آنا میں وہاں کبھی نہ جاؤں گی۔ اب وہ پل ٹوٹ گیا ہے جہاں میں خوشی سے ننھے ننھے قدم اٹھاتی بھاگتی چلی جایا کرتی تھی اور تم کبھی پیچھے سے آکر اور کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں جانب سے آکر مجھے اچانک آواز دیا کرتے تھے اور میں ڈر جایا کرتی تھی۔ کانپ جایا کرتی تھی۔ خوشی سے مسرت سے۔۔۔!

لیکن آج وہ پل ٹوٹ گیا ہے۔

تم نے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ میں یہ خط تمھیں کالج میں بیٹھ کر لکھ رہی ہوں۔ جمعہ کے دن میں گھر کے اندر دروازے بند کر کے بیٹھوں گی۔ تاکہ میرا دل بے چین بھی ہو تو میں باہر نہ نکل سکوں گی۔ خدا حافظ!

بلقیس

Marfat.com

پال !

میرا خیال ہے۔ شاید تم میرا یہ خط پڑھنا گوارا نہ کرو۔ اس لیے کہ میری ہر شے سے تمھیں نفرت ہے۔ مجھے تمھارے اس رویّے سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں نے اپنے دل کو یہ سمجھا کر خاموش کر لیا ہے کہ میں محض نفرت کیے جانے کے قابل ہوں ــ شروع شروع میں نہیں آخر میں ـــ اور میری وہ آخری سرحد شروع ہو گئی ہے۔ کل جن نفرت انگیز نگاہوں سے تم مجھے دیکھتے رہے اور جس طرح مجھے ایک ڈھلوان سڑک پہ بے یار و مددگار چھوڑ کر چل دیئے میں اس سے متعلق تم سے کبھی کوئی گلہ نہیں کروں گی۔ وہ تمھاری مرضی تھی۔ تمھارا اپنا موڈ تھا اور یہ میری قسمت تھی جسے بہر حال قبول کرنا ہی پڑے گا۔ یہ کوئی نیا دن نہیں تھا۔ تمھاری بیزاری اور سرد مہری کے میں ایسے کئی دن دیکھ چکی ہوں اور میں نے زبان تک نہیں ہلائی ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کل کا دن نفرت کا آخری دن تھا۔ اب شاید نفرت بھی باقی نہ رہے۔

کل کے بچھڑے شاید ہم کبھی نہ مل سکیں۔

اگر تم اسی طرح خوش ہو تو میں تمھیں کبھی نا امید نہ کروں گی۔ تمھاری خوشی کے ساتھ میری

Marfat.com

زندگی وابستہ ہے۔ پہلے میں سوچا کرتی تھی کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں، کدھر جا رہی ہوں؟ لیکن آج یہ ایک دم تیز چلچلاتی دھوپ میں باہر نکل آئی ہوں۔ اس آتشیں دھوپ میں مجھے اپنی ہر چیز، اپنا ہر گوشہ واضح نظر آ رہا ہے میں اپنی ان جانی مصیبتوں کے کھنڈروں میں تنہا چھوڑ دی گئی ہوں۔ جہاں چاروں طرف گلی کوچوں میں آگ لگ رہی ہے۔ غاروں کے مہیب دھانے کھل گئے ہیں۔ خونخوار دانتوں والے درندے حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور میں تکان سے چور، پیاس سے نڈھال سہمی ہوئی ہرنی کی طرح کبھی اس جھاڑی میں چھپ رہی ہوں تو کبھی اس درخت کی طرف بھاگ رہی ہوں۔ ایک عظیم مصیبت کا پہاڑ میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھے اسے تنہا ہی عبور کرنا ہوگا۔ اس بے دست و پائی اور شکستگی کے باوجود اپنی مصیبتوں کا مقابلہ کروں گی اور پھر یا تو انھیں شکست دے دوں گی اور یا خود شکست کھا کر اجنبی درندوں کے درمیان گر پڑوں گی۔

یا مصیبت نہ رہے گی اور یا میں ہی نہ رہوں گی۔

مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا، تم میرے لیے بہت کچھ کر چکے ہو۔ اب تم سے میری آخری التجا صرف یہ ہے کہ جب میں اپنے ویران راستوں پر چل نکلوں تو مجھے پیچھے سے آواز مت دینا ورنہ میں ٹھٹک جاؤں گی۔ توازن کھو بیٹھوں گی اور کسی نہ کسی تاریک کھڈ میں جا گروں گی۔ مجھے زندگی سے بڑا پیار ہے اور زندگی سے پیار کرنے والے بہت جلد مر جایا کرتے ہیں۔

اور جب میں مر جاؤں تو تم میری قبر پر اس وقت آنا جب سب لوگ جا چکے ہوں۔ پھر تم اسے پھولوں سے ڈھک دینا اور اوپر چھاؤں ضرور کر دینا۔ پھر میری قبر پر سپید کے پھول اُگیں گے اور جنگلوں کی کنواریاں بہار کی صبحوں کو وہاں شگوفے جمع کرنے آیا کریں گی۔ اس سے زیادہ تم کچھ نہ کرنا۔

ایک خونین طوفان آ رہا ہے۔

جب طوفان گذر جائے اور میں باقی نہ رہوں اور تم میرا حال معلوم کرنا چاہو تو ان گرے پڑے، اکھڑے ہوئے تنومند درختوں اور ٹوٹے پھوٹے پلوں کے ڈھانچوں کو دیکھ جانا

Marfat.com

جو طوفان اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔

یہ اندھیرا سا کیا ہو رہا ہے؟ مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔ اب اندھیرا بھی دھند میں تحلیل ہو رہا ہے۔ میں تو ایک اجڑی ہوئی گلی ہوں۔ جہاں سوائے ملبہ کے ڈھیروں اور گرے ہوئے جلے ہوئے کالے شہتیروں کے اور کچھ نہیں۔ وہ آنسو ہوں جسے کسی نے اندھیرے کونے میں بیٹھ کر بہایا ہو۔ جس کے لیے کسی کا دامن نہ پھیلا ہو۔ مجھے غالب کا ایک شعر یاد آ رہا ہے ؎

وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے
جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں

میرے درد کو تم نے بھی دامن میں نہ لیا۔ میرا دکھ تم بھی نہ بٹا سکے۔ وہ تو ازل سے میرا ہے اور ابد تک صرف میرے ساتھ رہے گا۔ پال! میں جب تم سے پہلی بار ملی تھی تو میں نے روتی ہوئی پلکیں اٹھا کر دیکھا تھا کہ تمھاری آنکھوں میں بھی آنسوؤں کی نمی تھی۔ وہیں سے مجھے تمھاری روح کے گہرے چشموں کا سراغ ملا تھا۔ زندگی کے اتنے مہیب صحرا میں یہ ذرا سا نم جو تمھاری آنکھوں میں نمایاں تھا۔ میرے لیے چشمۂ حیواں سے کم نہ تھا۔ اس دن میرے لیے آرزو کی وہ مشعل روشن ہو گئی جو آج اندھیری راتوں میں گم ہو گئی ہے۔ امید کے چراغوں میں تو صرف آنسوؤں کا تیل ہی جلتا ہے تم مجھے غم آشنا دکھائی دیئے صرف قہقہوں کے ساتھی ہی نہیں بلکہ دکھ کی گھڑیوں کے ساجھی بھی نظر آئے۔

اور کل پہلی بار مجھے محسوس ہوا کہ تم بھی میرے دکھ کے ساتھی نہیں ہو۔ کل کا تصور کر کے میں ڈر سی جاتی ہوں۔ ذرا سوچو کل درد سے میرا کتنا برا حال نہیں ہو رہا تھا اور میں کتنی مشکل سے ڈاکٹر کی دکان تک آئی تھی۔ میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں نے گندھک کا تیزاب پی لیا ہو۔ لیکن اپنی سخت جانی کی وجہ سے ہونٹ بند کیے سب کچھ برداشت کیے جا رہی تھی۔ اس وقت میرا دل کس قدر نہیں چاہتا تھا کہ تم — صرف چند لمحوں کے لیے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لو اور تسلی کے دو لفظ مجھ سے کہو۔ پھر مجھے کتنا سکون نہ ملتا۔ پھر میں وہ سب کچھ ہنستے کھیلتے

Marfat.com

برداشت کر جاتی۔ لیکن تم نے کچھ بھی نہ کہا۔ پھر میں نے تمھیں اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔ عزتِ نفس کے ہر تقاضے کو بالائے طاق رکھ کر نسائیت کے غرور کو پاؤں تلے روند کر میں نے دو تین بار تم سے اپنے قریب بیٹھنے کو کہا۔ اس وقت میری زبان ان فقروں کو بڑی مشکل سے ادا کر رہی تھی چیخیں ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہی تھیں۔ مگر تم پاس نہ بیٹھے۔ تم نے میری خواہش پر تانگے والے کی بات کو ترجیح دی اور پچھلی سیٹ چھوڑ کر اگلی سیٹ پر جا بیٹھے تم نے تانگے کے توازن کو برقرار رکھتے ہوئے میری زندگی کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ پھر میرا خیال تھا کہ تم رخصت ہوتے ہوئے مجھ سے ضرور کچھ نہ کچھ کہو گے۔ لیکن تم اچانک منہ موڑ کر چل دیئے۔ میں خاموشی سے نقاب کے اندر آنسو بہاتی رہ گئی۔

پھر میرے آنسو تھم گئے۔ وہیں جم گئے۔ میں چاہتی تھی کہ اپنے گھناؤنے غم کے اظہار کے لیے آنسوؤں سے بڑھ کر کسی شے کا سہارا لوں کتنی آگ، لپکتے شعلوں پر پانی کے چند قطرے کیا حیثیت رکھتے ہیں اور میں نے گھر آکر وہ آٹھوں گولیاں ایک دم نگل گئیں جو ڈاکٹر نے تین تین گھنٹے بعد کھانے کو دی تھیں۔ اس کے بعد میں چادر اوڑھ کر لیٹ گئی۔ پھر میرا جو حال ہوا وہ تم کیا جانو۔

تم سے امیدِ پرسشِ غم تھی
منہ موڑ کر گذر گئے تم بھی

پال! میں جانتی ہوں کہ تم مصیبت میں میرا ہر طرح ساتھ دینے والے ہو اور ساتھ دیتے رہے ہو اور اس کا عملی ثبوت بھی دیتے رہے ہو۔ لیکن کہیں تم یہ سب کچھ کسی مجبوری کی وجہ سے تو نہیں کرتے رہے؟ یعنی جہاں کوئی چارہ نہ ہو اور مصیبت بھی ٹلتی نظر نہ آئے اور آدمی مجبور ہو جائے۔ اور اگر یہ محض مجبوری نہیں تھی بلکہ کچھ اور تھا تو پھر تمھارا وہ نرم لہجہ اور میٹھے الفاظ کہاں کھو گئے تھے؟ میں لاکھ بیوقوف سہی لیکن مجھے تمھارے چہرے کی زبان کا علم ہے میں تمھیں کھلی کتاب کی طرح پڑھ لیتی ہوں۔

گھر میں سب کوہ مری جانے والے تھے۔ لیکن میری بیماری کی وجہ سے رک گئے ہیں۔ اتنی دلچسپ سیریں، خوبصورت مناظر اور حسین فضائیں میرا انتظار کر رہی ہیں اور

Marfat.com

میں انتہائی پریشانی اور دکھ میں دن گذار رہی ہوں۔

مگر بابل! مجھے تمھاری دی ہوئی یہ پریشانی بھی پیاری ہے، عزیز ہے، اگر یہ پریشانی مجھ سے میری زندگی بھی نوچ کر لے جائے گی تو مجھے کوئی غم نہ ہوگا لیکن تم ہی کہو کہ میں نفرت کی ایک نگاہ کیسے برداشت کر لوں۔ تم مجھے جھوٹی لڑکی، بھی کہا کرتے ہو۔ تمھارا خیال ہے کہ میں جھوٹ بہت بولتی ہوں میں اپنی صفائی میں کوئی لمبا چوڑا بیان نہیں دوں گی۔ اس وقت جبکہ میری زندگی تمھاری زندگی سے الگ ہو چکی ہے۔ صفائی سے فائدہ؟ اپنی جگہ پہ بیٹھ کر تم ہر شئے محسوس کرتے ہو اور اپنے ماحول کے مطابق اس سے نتیجہ اخذ کرتے ہو۔ لیکن کبھی تم میری جگہ آ کر بھی سوچو کہ میں کہاں محسوس کرتی ہوں؟ یہاں کیا محسوس ہوتا ہے؟

میں جانتی ہوں تم مجھ سے کبھی شادی نہ کرو گے، نہ کرنا چاہتے ہو اور نہ کر سکو گے۔ تم جدوجہد کرنے کے بجائے صبر کر کے بیٹھ رہو گے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میں کسی دوسرے آدمی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی، زندگی نہیں گذار سکتی، تو پھر میں تو دونوں طرح برباد ہوئی نا؟ اور تمھارا کیا بگڑا؟ تمھارا کیا گیا۔؟

خدا جانے تمھارے دل میں کن بھیانک رازوں نے خاموشیوں کی گہری چادر اوڑھ رکھی ہے جو تم کئی دن سے یوں چپ چپ ہو۔ کاش! ایسے وقت جبکہ مجھے تمھاری پیار بھری گفتگو کی اشد ضرورت تھی تم یوں بے رخی اختیار نہ کرتے۔ میرے ان نازک لمحوں میں تم مجھ سے یوں خفا نہ ہوتے۔ لیکن اگر میری قسمت میں یہی لکھا ہے تو میں ایک کمزور لڑکی اسے نہیں مٹا سکتی۔ کل جب میں ڈسپنسری سے باہر نکلی تو تم سامنے فٹ پاتھ پہ درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ تم مجھے وہاں سے باہر نکلتے اور اپنے تک پہنچتے ہوئے دیکھتے رہے۔ تمھارا انداز کچھ اس قسم کا تھا۔ جیسے تم سر سے پاؤں تک مجھے انتہائی ذلیل سمجھ رہے ہو۔ مجھے نظروں ہی نظروں میں روند رہے ہو شاید اس لمحے تمھیں یہ خیال نہیں رہا کہ میں تمھاری نظروں کی نہیں، پاؤں کی روندی ہوئی ہوں۔ اپنے پاؤں تلے ایک پھول کو کچل کر پھر اسے نفرت سے دیکھنا، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

Marfat.com

اگر تم مجھے بھی ایسی سرد مہری و دیکھو گے تو پھر پال کس سے ہمدردی اور غمخواری کی امید رکھ سکوں گی ؟ ایک وقت تھا کہ تمہاری نظریں، پرمحبت نظریں دور دور تک مجھے تلاش کرنے جایا کرتی تھیں اور جب میں تم سے جدا ہوتی تھی تو یہی مہربان نگاہیں گھر تک میرا تعاقب کرتی تھیں۔ لیکن آج یہی نظریں مجھے دلدل میں پھنسی ہوئی ذلیل لڑکی کے روپ میں دیکھ رہی ہیں۔

آج ہم ایک دوسرے کے لیے بالکل اجنبی ہیں۔

تو کیا میرے پال! کوئی ایسا وقت بھی آ جائے گا جب ہم بالکل اجنبیوں کی طرح ایک دوسرے کے پاس سے گذر جایا کریں گے ؟ جیسے ہم ایک دوسرے سے ناواقف ہوں، جیسے ہم ایک دوسرے سے کبھی نہ ملے ہوں۔ میں اپنی تنہائی کے لمحوں میں سوچا کرتی ہوں کہ میں نے پال سے کیا برائی کی ہے جس کی مجھے یہ سزا مل رہی ہے۔ میں نے تو کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی بے وفائی کا خیال نہیں کیا اور ہزار تکلیفوں اور مصیبتوں کے باوجود اپنا آپ قالین کی طرح تمہارے قدموں تلے بچھا دیا تھا۔ مگر تم ان سب باتوں کو ایک ہی لمحے میں بھول گئے۔ تمہارے پیار نے مجھے کس قدر خوار نہیں کیا۔ لیکن بتاؤ میں نے کبھی اس کی شکایت کی ہے ؟

یاد ہے تمہارے جب درد ہوا تھا تو میں کتنی پریشان ہو گئی تھی! میں نے راستے بھر تمھیں کتنی تسلیاں دی تھیں اور جب درد کے مارے میرا سارا بدن پھٹا جا رہا تھا تو تم نے ہمدردی کا ایک لفظ بھی نہ کہا بلکہ الٹا خفا ہو گئے۔ کیا یہ وقت غصہ دکھلانے کا تھا میں یہ وقت کبھی نہیں بھول سکوں گی۔ آخر میں بھی انسان ہوں۔ مجھے بھی دوسرے انسانوں کی طرح دکھ درد میں کسی اپنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرا جسم لاکھ برا سہی مگر وہ درد تو محسوس کرتا ہے نا ؟!

میں اس وقت اپنی بساط سے بڑھ کر اداس ہوں۔ یہ دنیا کتنی وفا نا آشنا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کسی ویرانے میں جا بسوں۔ ورنہ یہ لوگ مجھے ہلاک کر دیں گے۔ انسان جب زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑے تو درد اس کی

Marfat.com

آنکھوں میں سے آنسو بن کر بہہ نکلتا ہے اور اکیلا آدمی سوائے رونے کے اور کر بھی کیا سکتا ہے؟ ان زخموں کے لیے آنسو ہی سب سے زیادہ مفید مرہم کا کام دیتے ہیں۔ لیکن رونے کے بعد آہستہ آہستہ اس کی جگہ ایک عجیب بے چارگی اور بے حسی اور نیند سی چھا جاتی ہے ایک تھکن سی طاری ہو جاتی ہے۔ یہی وہ نازک گھڑی ہوتی ہے جب انسان کو موت ایک دلہن کی صورت میں نظر آتی ہے۔ میں اپنے بارے میں کوئی آخری بات نہیں کہہ سکتی۔ ہو سکتا ہے آنے والے حالات مجھے مرنے پر مجبور کر دیں۔ تو اس وقت میں چپ چاپ مر جاؤں گی۔

تم دیکھ لینا۔ بلقیس اب تم سے ملنے کبھی نہیں آئے گی۔ اب وہ زندگی بھر کے لیے تم سے جدا ہو رہی ہے۔ تم یہی چاہتے ہو تو یقیناً یہی ہو گا۔ جب تمھاری خوشی بچھڑ جانے میں ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح اکیلی رہ کر، رو دھو کر زندگی کے دن پورے کر ہی لوں گی۔ اگر زندگی خود نہ گذار سکی تو کسی وادی میں چپ چاپ لیٹ جاؤں گی۔ تاکہ زندگی کی ریل گاڑی ایک دم میرے اوپر سے گذر جائے۔ اور موت کی دلہن سے ہمکنار ہو جاؤں۔

اس وقت جبکہ میں تمھیں خط لکھ رہی ہوں نیلے آسمان پر بادلوں کی سپید سپید کشتیاں تیر رہی ہیں۔ نہ معلوم آئندہ ایسے کتنے سہانے موسم آئیں گے۔ کتنی بسنت رتیں اور سردیاں آئیں گی۔ شگوفے کھلیں گے۔ دھوپ چمکے گی۔ بارش ہو گی، دھند پھیلا کرے گی۔ لیکن میں تم سے ہمیشہ کے لیے دور رہوں گی۔ اس وقت میرا دل خون کے آنسو رویا کرے گا۔ ہاں صرف اس ایک خیال سے دل کو تسلی ہوا کرے گی کہ میں نے یہ سب کچھ تمھاری خوشی کے لیے کیا ہے۔ اب میرے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ غم کی اندھیری گھاٹیوں میں چپ چاپ سر جھکا کر زندگی کے باقی دن گذار دوں۔ میری زندگی کے پہاڑ بالکل ویران، تنہا اور بنجر ہوں گے۔ اب ان پہ کبھی برف نہیں گرے گی۔ کبھی سبزہ نہیں لہکے گا کبھی پھول نہیں آئیں گے اور کبھی کسی موسم میں بھی پرندوں کی ٹولیاں گیت گاتی ہوئی آکر ان کے جنگلوں میں بسیرا نہیں لیں گی۔

چند روز گذرے تم نے کہا تھا کہ تمھیں اب مجھ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی۔ تو

Marfat.com

کیا محبت صرف نئی چیزوں سے کی جاتی ہے۔ پرانی چیزوں سے محبت مردہ ہو جاتی ہے!
اگر ایسا ہونا ہے تو پھر یہ محبت نہیں ہوتی، کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ کیا میں تمھیں اب
بہت بری لگتی ہوں؟ کیا میں اب واقعی بہت بری ہو گئی ہوں؟ کئی باتوں کے ذمہ دار
تو محض تم ہی ہو۔ لیکن میں نے تمھیں ایسا کبھی نہیں کہا اور پھر پال! جتنے عرصہ تم مجھ سے
ملتے رہے ہو۔ اتنے ہی عرصہ میں تم سے ملتی رہی ہوں۔ لیکن تم تو میرے لیے پرانے
نہیں ہوئے ہو۔ پھر میں کیسے پرانی ہو گئی؟ مجھے جرأت کے چند شعر یاد آ رہے ہیں۔
سنو گے؟

ہم نہ کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتا
جا کے ہم روتے ہیں پہروں پس دیوار کہ تو
وحشت عشق بری ہوتی ہے دیکھا ناداں
ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو
ہم تو کہتے تھے نہ ہمراہ کسی کے لگ چل
اب بھلا ہم ہوئے رسوا سر بازار کہ تو

اس وقت جبکہ مجھے اپنے سائے تک سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ تم مجھ سے
ہزاروں میل دور جا چکے ہو۔ تمھارے غیروں کے سے رویئے نے میرا دل توڑ دیا ہے اور
مجھے بڑا صدمہ پہنچایا ہے لیکن پاگل بلقیس! تو بھی کتنی نادان ہے۔ تو نے کسی سے اتنی
توقعات کیوں وابستہ کیں کہ اب ناکامی کا درد تجھ سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ تو
اجنبی راہوں پر اتنی دور کیوں نکل گئی کہ اب واپسی پر تجھے گھر کا راستہ نہیں مل رہا؟
کل سارے دن بارش ہوتی رہی ہے۔ بارش شاید آج بھی ہو۔ کتنا سرد اور تاریک
دن ہے۔ میں سارے دن بستر پہ لیٹی "Lust for Life" پڑھتی رہی ہوں۔
کتنی دیر آنکھیں بند کیے میں مارگٹ کے کردار کے متعلق سوچتی رہی۔ وہی لڑکی جو آخر
میں زہر کھا کے مر جاتی ہے۔ خدا جانے میرا کیا انجام ہو۔
پال! اگر تم مجھے اس بے رخی سے ٹھکرا سکتے ہو تو میں بھی زندہ رہنے کے لیے

Marfat.com

خود کو ہزاروں فریب دے سکتی ہوں میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا میں نے تم سے جو محبت کی تم نے اس کی قدر نہیں کی۔ زندگی میں کوئی لڑکی تمھیں اتنی شدت سے پیار نہ کر سکے گی کبھی نہیں کر سکے گی اور مجھے یقین ہے اس کا احساس تمھیں ایک نہ ایک دن ضرور ہو گا۔

صبا چمن میں پکارے گی ایک دن ہم کو
مگر سلیم ہم آشفتہ سر کہاں ہوں گے

کبھی تمھاری
بلقیس

Marfat.com

دوسروں کے دکھ پہ خوش ہونے والے!

میں آج دو گھنٹے تمہارا انتظار کرتی رہی اسی ندی کے پاس۔ کیفے میں۔ وہاں کئی دوسرے لوگ چائے پینے آئے ہوئے تھے اور مجھے ایک ٹیبل پر اکیلی دیکھ کر چہ میگوئیاں کر رہے تھے میں چپ چاپ اپنے خیالات کے دیئے جلائے درخت کے نیچے بیٹھی رہی مگر تم نہ آئے۔ اس وقت نہ جانے کیوں دل میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ کاش میں بھی سگریٹ پیا کرتی۔ اگر میں سگریٹ پی سکتی تو ان دو گھنٹوں میں ہزاروں سگریٹ پھونک دیتی۔ تمہیں یاد ہے ایک دن تم نے میرے ساتھ جاتے ہوئے میرے اتنا کہنے پہ کہ تم اتنے سگریٹ کیوں پیتے ہو۔ تم نے کہا تھا۔

"جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو سگریٹ پیتا ہوں۔"

میں بھی اکیلی تھی اور سگریٹ پینا چاہتی تھی۔ حالانکہ لڑکیوں کا سگریٹ پینا مجھے کتنا برا نہیں لگتا۔ لیکن ضرورت انسان سے ہر خاک چھنوا لیتی ہے۔ پھر میں واپس آ گئی۔ جب میں ایک ویران سی سڑک پر سے گزر رہی تھی تو ایک لڑکا میرے پیچھے ہو لیا۔ اس نے مجھے کئی بار بلانے کی کوشش کی۔ مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ میں اس کے پاؤں

Marfat.com

پڑ کر کہوں۔

"بھائی مجھے تنگ نہ کرو۔"

لیکن میں ایسا نہ کر سکی۔ بس اسٹینڈ تک وہ میرے پیچھے پیچھے آیا اور وہاں سے جُدا ہو گیا۔ دیکھا پال! تم سے جُدا ہوتے ہی کتنے درندے اپنے غاروں سے نکل آئے۔ اب سے تین گھنٹے پہلے میں غم سے نڈھال تھی۔ لیکن اس وقت سکونِ مرگ کی سی حالت طاری ہے جیسے اپنا ہر غم زرد پتوں کے ڈھیروں تلے دبا آئی ہوں۔ یہ سب کچھ بکواس ہے۔ انسان بڑا خونخوار جانور ہے۔ وہ ایک گھر کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا برباد کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ ایک پھول سے دوسرے پھول اور دوسرے سے تیسرے اور چوتھے تک جاتا ہے اور ان کی پتّیاں ہوا میں بکھرتی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے ہم دونوں کو کوئی رنج نہیں ہونا چاہیئے اور جب رنج بھی نہ رہے تو پھر کچھ باقی نہیں رہنا چاہیئے۔ اس لیے تم میرے تمام خطوط اور تصویریں مجھے واپس کر دو اور اپنی چیزیں لے لو۔ انسان کو نفع و نقصان ہمیشہ مدِنظر رکھنا چاہیئے اور پھر خودداری بھی تمھاری خودداری چیل کے گھونسلے کی طرح سب درختوں سے بلند رہی ہے اور خالی رہی ہے۔ تم یقیناً دنیا میں کامیاب زندگی بسر کروگے۔

تم نے میری صحت کے بارے میں جو خدا سے دعا مانگی ہے۔ اس کا شکریہ۔ تمھاری دعا ضرور قبول ہوگی اور اب کے خدا مجھے ایسی صحت عطا کرے گا کہ پھر کبھی بیمار نہ پڑوں گی محض صحت بن کر آسمان کی نیلی وسعتوں میں اڑا کروں گی اور اس گناہ آلودہ دھرتی کو چھوڑ دوں گی میرے پاؤں چلتے چلتے سوج گئے ہیں۔ اب میں پروں کے سہارے اڑا کروں گی۔

آج عید کا دن ہے۔ ہر شخص مسرور ہے اور خوشی کے رنگوں میں ڈوب کر نکھرا ہوا ہے۔ محلے بھر میں رونق ہے۔ گھر بھر میں خوشی منائی جا رہی ہے لیکن میں اُداس اور تنہا آنکھوں میں آنسو لیے چپ چاپ اپنے کمرہ میں پلنگ پر پڑی ہوں۔ نہ میں نے منہ ہاتھ دھویا ہے

Marfat.com

اور نہ سویاں کھائی ہیں۔

آج پھر میری اُداسی حدیں توڑ کر باہر نکل آئی ہے۔

رات سب نے عید کا چاند دیکھ کر خوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ لیکن مجھے چاند دیکھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ کون جان سکتا ہے کہ میری آنکھوں میں کون کون سی تصویریں نہیں گھوم گئیں؟ میری بڑی بہن، بھابی، بھائی اور چچی جان سبھی حیران ہیں کہ عید کے دن مجھے بخار کیوں ہو رہا ہے۔ انھیں کیا خبر کہ یہ بخار نہیں بلکہ بجھی ہوئی امیدوں کا دھواں ہے جو خون میں حرارت بن کر مہک رہا ہے۔ انھیں کیا معلوم کہ اب یہ بخار کبھی نہیں اترے گا۔ میری بہن اور بھابی نے بڑے خوبصورت کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ان کے خوشبودار ریشمی لباس کی سرسراہٹ، میرے بجھے ہوئے دل میں کھوئی ہوئی، لٹی ہوئی محبت کی سرگوشیوں کی یاد تازہ کر رہی ہے اور میں یہاں، اپنے خوبصورت لمبے بال سر کے گرد لپیٹے پلنگ پہ لیٹی ہوئی ہوں اور جانے کیا کچھ یاد نہیں کر رہی۔

یہ تہواروں کے دن میرے لیے ہمیشہ افسردگیوں کے ہجوم لے کر آتے ہیں۔ انھوں نے کبھی مجھ سے خندہ پیشانی سے مصافحہ نہیں کیا۔ میری ان اداسیوں کی تھاہ کوئی نہیں جانتا۔ اس نہر میں تمھیں بھی کبھی نہیں لے گئی اور شاید وہاں تک تم پہنچ بھی نہ سکو۔ راستے میں ہی تمھارا سانس پھول جائے اور تم بے دم ہو کر اوپر سطح پہ نکل آؤ۔

گھر کا ہر فرد نئے کپڑوں میں ملبوس خوش خوش نظر آ رہا ہے تم بھی نئے کپڑے پہن کر دوستوں کے درمیان بیٹھ کر قہقہے لگاؤ گے اور پھر شہر کی مختلف سیر گاہوں، سڑکوں اور تفریح گاہوں کے چکر لگاؤ گے۔ تمھارے دوست تمھارے ہمراہ ہوں۔ تم اپنے دوستوں کے ساتھ ہوگے اور اس لمحے ایک پل کے لیے بھی تمھیں میرا خیال نہیں آئے گا۔ اگر کسی وقت آ بھی جائے گا۔ اس وقت تمھیں میرا چہرہ مسکراتا ہوا دکھائی دے گا تم اس چہرے کی افسردگی کو کبھی بھی نہ دیکھ سکو گے۔

تمھارے سامنے ایک شاندار مستقبل ہے۔ بلکہ ایک خوبصورت زندگی اور جدوجہد سے بھرپور مستقبل تمھارے قدم چومنے کو بیتاب ہے۔ تم اسپانیہ جانا چاہتے ہو۔

Marfat.com

حُسن، روشنی اور رنگوں کا مجموعہ اسپین جس کی سرزمین کسی دلہن کی طرح اپنے دامن میں زندگی کی ہر دلکشی کے لیے سمندر کے کنارے شرمائی ہوئی بیٹھی ہے۔ تم اس سرزمین میں قدم رکھنا چاہتے ہو جس میں داخل ہونے سے پہلے انسان اپنے تمام جہازوں، تمام یادوں کو آگ لگا دیتا ہے۔ تو کیا تم بھی اپنے جہازوں کو آگ لگا دو گے؟

جاؤ بال! ضرور جاؤ۔ میں تمھیں کبھی نہیں روکوں گی۔ جانے والوں کو کون روک سکتا ہے پھر میں تمھیں زبردستی روکنا بھی نہیں چاہتی۔ اگر تم اس شہر سے اکتا چکے ہو۔ اس شہر کے گلی کوچوں سے بیزار ہو چکے ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بلقیس سے اُکتا چکے ہو تو پھر کل کی جگہ آج ہی کیوں نہیں چلے جاتے؟ کل کا انتظار کس لیے کر رہے ہو؟

میں تمھیں کبھی نہیں روکوں گی۔ چاہے آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے خون ہی کیوں نہ جاری ہو جائے۔ میں تمھیں روکنے والی کون ہوتی ہوں؟ کیا تمھیں خود کبھی خیال نہیں آیا کہ بلقیس تمھارے بغیر مر جائے گی۔ وہ جدائی کا یہ ہولناک زمانہ کیسے کاٹے گی؟ اس کا تمھارے سوا کون ہوگا؟ کون ہے؟ آج وہ تم سے مل کر دوسرے ہی روز گھبرا جاتی ہے اور انگلیوں پر گننا شروع کر دیتی ہے کہ تم سے ملے کتنی مدت گزر چکی ہے اور جب تم کبھی نظر نہ آئے کہیں نظر نہ آئے تو کیا ہوگا؟ اگر تمھیں واقعی شہر کو چھوڑ دینا ہے۔ اور جیسا کہ مجھے یقین ہے تم ایک نہ ایک دن ضرور چلے جاؤ گے چپکے سے چلے جاؤ گے تو پھر جب تم واپس آؤ تو بلقیس کو تلاش کرنے کی کوشش مت کرنا۔ وہ نہ تمھیں اس گھر میں ملے گی اور نہ کسی دوسرے گھر میں۔ وہ تمھیں کہیں نہیں ملے گی۔

اس لیے اب تم ضرور چلے جاؤ میں تمھیں جانے سے کبھی نہیں روکوں گی۔ وقت آگیا ہے کہ تمھیں مجھ سے دور ہو جانا چاہیے۔ میں بھی تم سے دور ہو جاؤں گی۔ اور تمھیں کبھی اپنی شکل نہ دکھاؤں گی۔ تمھیں کبھی کوئی خط نہیں لکھوں گی۔ اب تم بہت بدل گئے ہو۔ تمھیں اب میرا کوئی خیال نہیں ہے اور شاید کبھی خیال نہیں ہوگا۔

تم نے پرسوں مجھے جلتی دھوپ میں آدھے راستے ہی میں چھوڑ دیا اور تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ مجھے گلی تک چھوڑ جاتے! اس وقت مجھے اس قدر توہین محسوس ہوئی تھی کہ گھر تک

Marfat.com

میرے پاؤں لڑکھڑاتے رہے تھے۔ یہ افسوس میرے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ میں یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ بات کبھی نہیں بھول سکتی۔ میں بہت پریشان ہوں اور اب ہمیشہ پریشان رہوں گی۔ میں اب تم سے کبھی نہیں ملوں گی۔ کبھی نہیں، کبھی نہیں، تمھیں یہ پڑھ کر یقیناً خوشی ہو رہی ہو گی، تم تو پہلے بھی یہی چاہتے تھے۔ کہ بلقیس تمھیں کبھی نہ ملا کرے۔ تم اس کی آواز سن کر بیزار ہو جاتے تھے۔ تم اسے تانگے میں اپنی طرف آتے دیکھ کر غصے سے سرخ ہو جاتے تھے۔

نادان بلقیس، محبت کے آداب نہیں جانتی۔ وہ تمھاری ایک پل کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ ذرا سی بات پر آنسو بہانے لگتی ہے۔ بھلا محبت میں بھی کبھی اس قسم کی، نادانوں جیسی باتیں ہوتی ہیں۔ تم ضرور جاؤ اور جس روز تم کبھی واپس آئے تو تمھیں خبر ملے گی کہ بلقیس نے خودکشی کر لی تھی۔ وہ آنکھوں میں آنسو اور ہونٹوں پر تمھاری محبت کے نوحے لیے ڈولی میں سوار ہو کر اپنی سسرال، اپنے مقبرے کی طرف چل دی تھی۔ اور تم حیران ہو گے بھلا کوئی کبھی یوں بھی خودکشی کرتا ہے! یقیناً بلقیس زندہ ہے۔ تم رات کی خاموشی میں مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر مجھے آواز دو گے اور تمھاری آواز اپنا خالی دامن لیے تمھارے پاس لوٹ آئے گی۔

بلقیس

Marfat.com

جنگ پسند لڑکے!

آج پیر کے دن کالج ختم ہونے کے بعد تمہارا خط ملا۔ پہلے میں خط کو اسی وقت کھول لیا کرتی تھی۔ لیکن آج طرح طرح کے خیالات مجھے خط کو ایک دم کھولنے سے روک رہے تھے۔ اتنی مدت بعد تم نے خط لکھا ہے اور وہ بھی ایک زبردست جنگ کے بعد۔ جانے اس کے اندر میرے لیے کیا ہو۔ خوشی ہو۔ غم ہو۔ نا امیدی ہو۔ شاید اب کی دفعہ 'مردم گزیدہ لڑکی' سے بھی زیادہ تلخ خطاب سے یاد کیا گیا ہو۔ تاہم کچھ بھی ہو۔ مجھے خط کھول کر پڑھنا چاہیئے۔ حوصلے اور استقلال سے پڑھنا چاہیئے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم مجھے پال کے دل کی آواز کا تو علم ہو جائے گا اور پھر وہ اپنے دل کی آواز بہت کم سنایا کرتا ہے اور پھر میں نے لفافہ چاک کیا۔ خط کھولا۔ اسے شروع سے لے کر آخر تک پڑھا۔

ایسا امن پسند صلح نامہ شاید تم نے زندگی میں پہلی بار لکھا ہے لیکن آخر میں تم نے وہ دھمکی کیوں دی ہے؟ میں اب تمہارا نفسیاتی تجزیہ کرتی ہوں۔ اس خط کو لکھتے یا پوسٹ کرتے وقت تمہارے دل میں اچانک خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا خط لکھ کر تم مقام خودداری سے نیچے تو نہیں گر پڑے؟ اور اس احساس کو محض سہارا دینے کے لیے تم نے آخر میں

Marfat.com

لکھ دیا۔

"اگر خط کا جواب فوراً نہ آیا تو میں ہمیشہ کے لیے خفا ہو جاؤں گا۔"

اور پھر تمہارا یہ مختصر سا خط گھرے اُنس اور خلوص کا آئینہ دار بھی تو نہیں تھا۔ اس کے اُکھڑے اُکھڑے جملے۔ اس کا بے جان اور سرد لہجہ، اس بات کی چغلی کھا رہا تھا کہ تم نے کسی قسم کا فیصلہ کیے بغیر ہی جلدی سے یہ خط لکھ دیا ہے۔ اصل میں اب تمہارے دل میں نہ وہ پہلی سی محبت ہے اور نہ پہلی سی چاہت۔ نہ وہ آغاز محبت کا پر جوش جذبہ ہے اور نہ وہ پیار میں پہلے کی سی گرمی۔ اب تو شاید کچھ بھی باقی نہیں۔ ورنہ ذرا ذرا سی بات پر یہ لڑائی نہ ہو۔

پال! میں نے تم سے بڑی محبت کی ہے۔ تم میری محبت اور میرے دیوتا تھے۔ اتنی محبت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی اور اس کا ثبوت تمہارے پاس موجود ہے۔ عورت جب کسی مرد سے اس درجہ والہانہ انداز میں پیار کرتی ہے تو وہ اس کا معاوضہ بھی چاہتی ہے۔ یہ معاوضہ روپے پیسے اور دولت کی صورت میں نہیں چاہتی۔ وہ صرف اتنا چاہتی ہے کہ وہ جس مرد پر اپنی زندگی کی ہر مسرت قربان کر رہی ہے۔ وہ آدمی بھی اس کے لیے زندگی کی ہر دلچسپی ترک کر دے۔ اپنے نفع، اپنے نقصان اور اپنی خودداریوں کا خیال چھوڑ دے اور اپنے تئیں اس کی ہستی میں جذب کر دے لیکن یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے۔

یہاں تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ناز اٹھاؤں۔

پال! دکھی دل محبت کا بھوکا ہوتا ہے تمھیں کیا خبر کہ میرا بچپن کیسے گذرا۔ میں نے کس قدر مشکلات کا سامنا کر کے اپنے لیے ایک راہ نکالی۔ میں اس دنیا میں بالکل اکیلی تھی۔ میں نے اتنے دکھ درد جھیلے ہیں کہ تمہارا بے فکر ذہن ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے گھٹے ہوئے ماحول میں ہر اضطراب، ہر درد، ہر روحانی اذیت برداشت کی۔ اس امید پر کہ ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک صحت مند، شریف اور کامیاب زندگی بسر کر سکوں۔

لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ میں محبت کے دیس کی جلا وطن ہوں۔ بچپن ہی میں میرے ماں باپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ میں ماں باپ کی شفقت اور سگے بہن بھائیوں کی محبت

Marfat.com

سے محروم رہی ہوں۔ میں بڑی جدوجہد کے بعد تم تک پہنچی تھی مگر تم نے بھی میری کوئی قدر نہ کی۔ مجھے نہ پہچانا۔ اگرچہ تم مجھ سے بے حد محبت کرتے رہے۔

لیکن پال! تمہارا کسی وقت کا سخت رویہ میرے سنہرے خوابوں کو یوں نگل لیتا ہے جیسے کثیف کیسلے دھوئیں نے چاروں طرف اندھیرا پھیلا دیا ہے۔ تم اپنے خیالات میں انتہائی بے عمل ہو۔ لیکن عملی زندگی میں بہت حقیقت پسند ہو۔ سخت حقیقت پسند ہو اور میں بالکل جذباتی لڑکی ہوں۔ تم سوتے میں بھی خواب نہیں دیکھتے اور میں جاگتے میں بھی خواب دیکھتی ہوں۔ تمہارے نظریے کچھ اور ہیں اور میرے خیالات کچھ اور۔ تمہاری راہ اس طرف کو جاتی ہے اور میری راہ کسی اور سمت کو رواں دواں ہے۔ نہ تم اپنی راہ چھوڑنے کو تیار ہو اور نہ میں۔ تو پھر یہ ملاپ کہاں ہوگا؟ کیسے ہوگا؟

میں اپنا سب کچھ لٹا کر بھی ناکام ہوں۔ میں اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی خالی ہاتھ ہوں میرے لیے بادلوں میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں رہا۔ اور تم فاتح ہو۔ ممتاز ہو۔ محبت میں مجھے زہر کو امرت بنا کر دیا گیا۔ اور میں اسے امرت سے بھی سوا سمجھ کر پی گئی۔ کبھی کبھی سوچتی ہوں۔ میں نے اپنا سفر کہاں سے شروع کیا تھا اور کہاں نکل آئی؟

کاش مجھ سے پیار کرنے والی کوئی ماں ہوتی۔ میری پرورش کرنے والا کوئی شفیق باپ ہوتا اور میری عزت کے نگہبان میرے بھائی ہوتے۔ تو شاید ایسا کبھی نہ ہوتا۔ شاید پھر میں تمہیں بھی کبھی نہ ملتی۔ کسی سے کبھی نہ ملتی۔ پھر میرے چہرے پر بھی کنواری الھڑ، دوشیزاؤں جیسا نکھار اور گھریلو پن ہوتا۔ پھر میری پیشانی پر بھی رات کو حیا کی کہکشاں جھلملایا کرتی اور میرا آنچل بھی میرے سر پر ہوتا۔ پھر شاید کسی کو میرا علم نہ ہوتا۔ میں سمندر کی تہہ میں چٹانوں کی درزوں میں پرورش پانے والے سیپ کی طرح اپنے موتیوں کی چمک دمک کو ہمیشہ برقرار رکھتی اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوتی کہ میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا۔ پھر میں کتنی شاداں نہ ہوتی! کتنی نازاں نہ ہوتی۔

پال! تم آج بھی میرے لیے وہی ہو لیکن میں تمہارے لیے۔ وہ پہلے سے بلقیس نہیں ہوں میں نے تمہیں کبھی حقیقت کا منحوس چہرہ نہیں دکھلایا اور کبھی حقیقت

Marfat.com

کی روداد نہیں سنائی۔ اگر میں کبھی تمھیں یہ کہانی سنانے بیٹھ جاؤں تو تم حیران رہ جاؤ۔ اور پھر شاید وقت سے بہت پہلے مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ میں کبھی کبھی اپنے اوپر ہنسا کرتی ہوں کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو اور میں کیا ہوں! تم مجھے کیا بنانا چاہتے ہو اور میں کیا بن چکی ہوں!
خط لمبا ہو رہا ہے اور شام گہری ہوتی جا رہی ہے۔ میں خود ہمیشہ تم سے ملنے کو سوچتی ہوں۔ میرے دل میں اس بات کا بڑا احساس ہے کہ تم نے کبھی ملاقات کا شوق اور خواہش ظاہر نہیں کی۔ یاد ہے وہ دن جب میں نے تمھیں ایک جگہ ملاقات کا وقت دیا تھا تو تم نے کتنی بیداری سے کہا تھا۔

" اتنی دور آؤں؟"

شام ہو رہی ہے۔ ہمارا کیا انجام ہوگا پال!؟

بلقیس

Marfat.com

پال!

پچھلے دنوں میں تم سے خفا ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ تم نے مجھ پہ بہت ظلم کیے تھے۔ بیحد زیادتیاں کی تھیں اور مجھ سے خواہ مخواہ روٹھ کر چلے گئے تھے۔ میرا دل بجھ گیا تھا۔ مجھے یوں لگا تھا جیسے تم میری محبت کا مذاق اڑا رہے ہو اور مجھے محض ایک کھلونا سمجھ رہے ہو۔ اور میری اتنی قربانیوں کے باوجود مجھے آج تک کھلونا سمجھتے چلے آرہے ہو۔ میری روح کا ذرّہ ذرّہ گواہ ہے کہ میں تمھارے ساتھ انتہائی مخلص رہی ہوں اور تمھیں دل وجان سے پیار کرتی رہی ہوں۔ میں نے تمھیں زندگی کی تپتی دوپہروں سے بچا کر اپنے نرم اور شبنمی آنچل میں پناہ دی۔ اپنے باغ کے سارے پھول تم پہ نچھاور کر دیئے۔ خود آگ میں جل کر لیکن تمھیں ٹھنڈے چشموں کے کنارے بیٹھ کر چاندنی کے گیت سنائے مگر تم نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور ایک دم سب کچھ جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک لڑکی جب اپنے چاہنے والے پر یوں اپنا آپ نچھاور کر دے اور وہ اس کا حال تک نہ پوچھے تو وہی لڑکی پھر شیرنی کی طرح بپھر جاتی ہے اور اس کا انتقام سانپ بن کر اپنا پھن پھیلا لیتا ہے۔ پھر مرد کو اس کا جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اسے بہت مہنگا پڑتا ہے۔

Marfat.com

میں اپنی توہین اور ذلت کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔ میں تمہارے لیے صرف تمہارے لیے موت کا کڑوا اور زہریلا ذائقہ تک گوارا کر سکتی ہوں۔ مگر یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ تمہاری نگاہوں میں کوئی عزت باقی نہ رہے۔ میں تمہاری بے رخی کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ میں جانتی ہوں کہ میں کتنے خاردار صحرا اور خوفناک جنگل عبور کر کے تمہارے پاس آئی ہوں۔ میری یہ جدوجہد میری عزتِ نفس کی دلیل ہے۔ اگر میں ایسی لڑکی ہوتی جسے لوگ کھونا سکہ یا تاریک رات کہا کرتے ہیں تو مجھے اپنی بے عزتی کا قطعی کوئی افسوس نہ ہوتا۔ لیکن پال! میں تو تمہاری دھرتی کا دل ہوں اور تمہارے مجسموں کا حسن! پھر میں تمہارا رویہ کیسے گوارا کر لیتی؟ میں نے سوچا کہ اب تم ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لو گے۔

پھر میں نے فیصلہ کیا کہ اگر تم نے میرا کوئی خیال نہ کیا اور چپ چاپ منہ پھیر کر رخصت ہو گئے تو میں تم سے کوئی التجا نہ کروں گی۔ میں کبھی کسی کے سامنے گھٹیا اور کمتر ہو کر کھڑی نہیں ہو سکتی۔ جتنی کہ اپنے آپ کے سامنے بھی نہیں۔ ایسی حالت میں بھلا کیسے اپنا سامنا کر سکتی تھی جبکہ راتوں کی تنہائیوں میں میں یہ دبی دبی سرگوشیاں سنتی کہ وہ اسے چاہتا تھا، بے حد چاہتا تھا اور اب اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ پھر صبح کی طلوع ہوتی روشنی مجھے تمہارے طنزیہ قہقہوں کی صدا لیے بازگشت ستایا کرتی۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔

راتوں کو ایسی ایک بھی سرگوشی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس سے پہلے ہی میں اپنا گلا گھونٹ چکی ہوتی اور یا پھر تمہیں موت کے گھاٹ اتار چکی ہوتی اور تم نہیں جانتے پال! میں بڑی جرأت رکھتی ہوں۔ عورت زندگی میں صرف ایک بار محبت کر کے اپنا آپ محبوب کے حوالے کرتی ہے اور اگر وہ اس کی پرواہ نہ کرے اور اسے محض کھلونا سمجھ کر کچھ دیر کھیلے۔ اور پھر دور پھینک دے۔ تو وہی عورت سانپ بن جاتی ہے۔

تمہیں مارنے کے بعد مجھے زندہ نہیں رہنا تھا۔ لیکن کم از کم ایک بار تو میں لوگوں میں فخر سے سربلند کر کے چل سکتی اور دنیا بھر کی عورتوں کو بتا سکتی کہ جو مرد بے وفائی کرے تو چھپ چھپ کر آنسو بہانے اور رسوائی کا شکار ہونے کے بجائے اسے فوراً موت کے گھاٹ اتار دو۔ جو مرد تم سے شادی کا وعدہ کر کے تمہیں خراب کرے۔ تمہارا خون کرے اور

Marfat.com

پھر بھاگ جائے اُسے موت کی گہری نیند سُلا دو۔ تاکہ وہ بھی اس دنیا میں رہ کر من مانی نہ کر سکے۔ اور تمھیں مارنے کے بعد (اگر میں تمھیں مار سکتی) میں خود عدالت میں حاضر ہو جاتی۔ اور پھر وہاں جو بیان دیتی ایک دفعہ تو دھرتی کانپ جاتی اور یوں ہنستی کھیلتی پھانسی پر لٹک جاتی۔ گویا وہی میری ڈولی ہو اور وہی میرا پال ہو!

میرے پال! تم ہی تو میری زندگی ہو۔ میرا سبھی کچھ صرف تم اور صرف تم ہو۔ جب تم مجھ پر جھک کر مجھے اپنے حلقے میں لے کر پیار کرتے ہو۔ تو تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ میں کتنی، خوشی اور کتنا فخر محسوس کرتی ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے بھری بہار کے رنگا رنگ پھولوں کی چادر نے مجھے چاروں طرف سے اپنی گود میں لپیٹ لیا ہے۔ جس میں سے قسم قسم کی ان جانی، ان دیکھی، ان ستی خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں۔ جیسے میں آزاد پرندے کی طرح فضاؤں میں والہانہ پرواز کر رہی ہوں اور جیسے میں ایک تنہا کشتی پر بیٹھی پُر سکون نیلے سمندروں پر اپنے آپ ہی چلی جا رہی ہوں۔ خدا جانے کہاں! خدا جانے کدھر! میں اس وقت ساری دنیا کی مالک ہوتی ہوں۔ تمھارے پاس بیٹھ کر ہر آرزو کا سرا اونچا ہوتا ہے اور باقی ساری دُنیا مجھے اپنے قدموں تلے دکھائی دیتی ہے۔ تمھارا چہرہ! میں تمھیں بتا نہیں سکتی کہ اس وقت کتنا پیارا نہیں لگ رہا ہوتا اور تمھارا چوڑا سینہ اُس وقت کتنا بھرپور اور رعب گیر محسوس نہیں ہوتا! میں دعا کرتی ہوں کہ میں اس میں چھپ جاؤں، تمھاری پُر محبت نظروں، تمھارے مضبوط ہاتھ پاؤں!

پال! اس لمحے مجھے محسوس ہوا کرتا ہے کہ میں کتنی خوش قسمت لڑکی ہوں۔ اس وقت میرا جی چاہا کرتا ہے کہ میں تم سے کبھی جدا نہ ہوں اور ہمیشہ کے لیے تمھاری آغوش میں کھو جاؤں۔ مگر مجھے تم سے زبردستی الگ ہونا پڑتا ہے۔ میں تم سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتی۔ میں تمھیں رحم طلب نگاہوں سے تکتی رہوں۔ میرا دل یوں بجھ جاتا ہے جیسے جلتے ہوئے کوئلوں پر کسی نے ایک دم پانی کی بالٹی انڈیل دی ہو۔ میں چپ ہو جاتی ہوں۔ میں اداس ہو جاتی ہوں اور سوچتی ہوں، سوچنے لگتی ہوں کہ جب پال میرے بغیر رہ سکتا ہے تو پھر میں کیوں نہیں رہ سکتی! یہ کیسی محبت ہے؟ جس نے مجھے تو پاگل سی بنا رکھا ہے۔ میرے

Marfat.com

اندر شعلے برپا کر رکھے ہیں اور پال کے دل میں برف کی قاش رکھ دی ہے۔

پال! میں خود تمہارے پاس نہیں آسکتی۔ نہ آؤں گی۔ اس لیے کہ بہادر محبوب اپنی شہزادیوں کو لینے برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر خود آیا کرتے ہیں۔ میں بڑی خوابی قسم کی لڑکی ہوں اور مجھے لینے کے لیے بھی اسی خوابوں ایسے شاہانہ ٹھاٹھ سے آنا۔ میں کب تک تمہارا انتظار کروں؟ انتظار کرتے کرتے تو میری پیشانی سن ہو گئی ہے اور میرے انتظار کی آنکھیں پتھرا گئیں۔

پال! خزاں کے زرد پتے زیادہ دیر تک ہواؤں، خزاؤں کو سرد ہواؤں کے ستم برداشت نہیں کر سکتے۔ میں تمہاری جدائی میں پہلے ہی سے نڈھال ہو رہی ہوں۔ اگر تم نے مزید تاخیر سے کام لیا تو ہوائیں مجھے اڑا کر نہ جانے کہاں لے جائیں! تمہارے بغیر میں اتنی مدت کیسے گزاروں گی؟ سرما کی بارانی راتیں، بہاروں کی اولیں و لفریب صبحیں خزاں کی دوپہریں، برسات کی مرطوب شامیں، یہ سب کیونکر بیتیں گے؟ میں تمہیں کہاں ڈھونڈھوں گی؟

اکثر بیٹھے بیٹھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم بھی پاس ہو۔ میں ہاتھ بڑھا کر تمہارے چہرے کو، تمہارے بالوں اور تمہارے ہونٹوں کو چھونا چاہتی ہوں اور تم غائب سے ہو جاتے ہو اور میرے کھلے ہوئے ہاتھ خالی ہی واپس آجاتے ہیں۔ یہ کتنی عظیم محرومی ہے پال! یہ روح و جسم کا تڑپنا! یہ عظیم فراق!!

بارہا دفعہ میرا جی چاہتا ہے کہ ہم طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کا نظارہ اکٹھے ایک ہی کھڑکی میں کھڑے ہو کر کریں۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اور کیا خبر ایسا کب ہو؟ کہاں ہو؟ اور ہو بھی یا نہیں؟

پال! تم میرا سب کچھ ہو۔ میں اپنی محبت کے تمام سورج تمہیں دکھاؤں تو تمہاری آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ جائیں۔ تم اُن چھپے ہوئے گوشوں کو نہیں جانتے۔ جہاں تمہاری محبت خاموش سانس لے رہی ہے۔ تمہیں ایک قبائیلی گیت سناؤں؟

گیت

Marfat.com

"میں تم سے ملنے ضرور آؤں گا
اگر تمہارے قبیلے کے لوگ مجھے ٹکڑے ٹکڑے بھی
کر ڈالیں گے،
تو میری روح ایک پرندے کی صورت میں
تمہارے خیمے کے گرد چکر لگائے گی۔
اور تمہارا نام پکارے گی۔"

تمہاری اپنی
بلقیس

Marfat.com

اچھے پال!

عمارت چاہے کیسی ہی کیوں نہ ہو لیکن اسے کھنڈر بننے کے لیے بھی ایک روح فرسا جدوجہد، ایک اذیت ناک زوال کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں بھی جن کھنڈروں میں برسوں سے گھوم رہی ہوں۔ اس کی تخلیق میں میں نے اپنا سارا خون صرف کر دیا ہے اور ایک دن انہی کھنڈروں میں گھومتی ہوئی مر جاؤں گی۔

میں برسوں سے بڑی اداس ہوں۔ جب سے تم الگ ہوئے ہو اداس ہوں، ملول ہوں، پریشان ہوں۔ میں بڑی کمزور دل ہو گئی ہوں پال! درد سہنا اب میرے بس کی بات نہیں رہی۔ تم ذرا ذرا سی بات پر خفا ہو جاتے ہو، آزردہ ہو جاتے ہو اور بیتے جگ کے دیس میں نکل جاتے ہو اور میں تمھیں پکارتی ہی رہ جاتی ہوں۔ آج تمھارا اداس اداس چہرہ دیکھا تو جیسے میرے سامنے سے ہر روشنی غائب ہو گئی اور اتنی روشن دوپہر ایکدم تاریک شام میں تبدیل ہو گئی۔ پال! میں نے تو یوں ہی پاگلوں کی سی باتیں کہہ دی تھیں۔ میں آئندہ ایسی باتیں کبھی نہیں کہوں گی، میں تم سے وعدہ کرتی ہوں۔ تم میرے دکھوں سے واقف نہیں ہو۔ دن نکلتے ہی میری زندگی میں جو رات چھا گئی ہے تم اس سے ناآشنا ہو۔

Marfat.com

تمھارے سامنے تو میری زندگی کا صرف ایک ہی حصہ ہے۔ اگر تم باقی پہلوؤں پہ بھی نگاہ ڈال سکتے تو شاید یوں بات بات پہ مجھ سے خفا نہ ہو جایا کرتے۔

میں تو صرف تمھارے قریب، تمھارے پاس رہنا چاہتی ہوں اور تم جس حالت میں بھی رکھو گے تمھارے پاس رہوں گی اور بہت خوش رہوں گی اور اگر تم مجھے اپنے پاس نہ لا سکے اور تم اکیلے ہی یہاں سے چلے گئے تو پھر میں بھی اس بستی سے کسی طرف کو نکل جاؤں گی۔

پال! میں تم سے اگر کبھی کبھی ایسی "غیر ضروری" باتیں کہہ دیتی ہوں تو محض گھر والوں اور رشتہ داروں کی وجہ سے میں ایک رسم و رواج میں جکڑی ہوئی لڑکی ہوں لیکن میری یہ آواز، میری اپنی آواز تو نہیں ہوتی۔ تم خدا کے لیے سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ مجھے کسی دولت، کسی عمارت اور کسی محل کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف تمھارے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ میں لوگوں سے بہت ڈرتی ہوں۔ اس لیے میں ان کے درمیان رہنا نہیں چاہتی اور تم سے ہر وقت الگ رہنے کسی وادی، کسی جنگل میں جا کر رہنے کی خواہش ظاہر کرتی ہوں لیکن اب جو تمھاری مرضی وہ کرو۔ میں تمھیں کسی بات کے لیے مجبور نہیں کروں گی۔

دیکھو پال! میں زردآلوؤں کے درختوں تلے تمھارا انتظار کر رہی ہوں اور تم اپنے دل میں ہزاروں سالوں کی محبت کا راز چھپائے، خاموشی سے سر جھکائے بستیوں سے باہر جا رہے ہو۔ وہ دیکھو! کسی کا ہاتھ مجھے پکڑنے کے لیے آگے بڑھ رہا ہے، سونے سے چمکتا ہوا ہاتھ اور تم نوٹوں، سکوں اور ہیرے جواہرات کی پہاڑیوں کے پیچھے غروب ہوتے جا رہے ہو تو کیا تم مجھے چھوڑ جاؤ گے؟ نہیں پال! تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم تو بڑی محبت کرنے والے ہو۔ محبت کرنے والے یوں کسی کو چھوڑ کر نہیں چلے جایا کرتے۔ آؤ ہم برف پوش پہاڑیوں کے دامن میں، مرطوب وادیوں میں نکل جائیں۔ جہاں برف گرنے کے بعد پگھل چکی ہو اور خوبانی کے درختوں تلے معصوم پہاڑی چرواہنیں گرم دھوپ میں بھیڑیں چرا رہی ہوں اور چنار کے درختوں میں سرخ شگوفے کے قمقمے روشن ہوں۔ کیا ان شگوفوں کو میرے بالوں میں سجاتے آؤ گے؟ جنگلی خوشبودار ہواؤں کے جھونکوں سے سیب اور ناشپاتی سے لدے ہوئے

Marfat.com

درختوں تلے پھولوں کی نازک اور رنگین چادر بچھ گئی ہیں اور نازک پتیوں کے ڈھیر لگ گئے ہیں اور مجھے تمہارا وہ گیت یاد آرہا ہے جو تم نے ایک مرتبہ مجھے سنایا تھا اور کہا تھا کہ وادی کشمیر کے پرانے کشمیری گھرانوں میں یہ گیت بہت گایا جاتا تھا۔

آرول کے پھولوں میں تمہیں تلاش کروں گی۔
کیا تم آؤ گے نہیں ؟
جہلم نالے کے پانیوں میں تلاش کروں گی۔
کیا تم آؤ گے نہیں ؟

. . . .

مجھے یہ گیت پورا یاد نہیں رہا۔ تم مجھے دوبارہ لکھ بھیجنا۔ ہاں! میں بہت تھک گئی ہوں تم میرا آج کا اترا ہوا چہرہ دیکھتے تو حیران رہ جاتے۔ کلاس میں بیٹھے بیٹھے کئی بار میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ مجھے تنہا چھوڑ کر یوں اداسیوں میں پناہ نہ لیا کرو۔ میں بڑے دکھ سہہ چکی ہوں۔ دیکھو! اداس نہ رہنا تمہاری اداسی کا خیال کرکے میرا جسم اس طرح لرز اٹھتا ہے جیسے شاخ سے پھول توڑتے وقت ساری شاخ کانپ جاتی ہے۔

صرف تمہاری
بلقیس

Marfat.com

خواب کے اجنبی جزیروں میں مجھ سے ملنے والے شہزادے! میں نے پال کو اسی قسم کے ہزاروں بچوں جیسے خط لکھے۔ ان خطوں میں میری زندگی کے تمام نشیب و فراز موجود تھے۔ ان کے جواب میں پال نے بہت کم خط لکھے لیکن اس کا ہر خط زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہوتا۔ اس وقت جبکہ ہمارے سروں پر پورا چاند چمک رہا ہے میں تمھیں پال کے چند ایک خط سناتی ہوں۔ چند ایک اداس گیت سناتی ہوں۔

اداس شہزادی!

تمھیں میرے پہلے خط نے دکھ پہنچایا ہے۔ مجھے اس کا افسوس ہے لیکن میں تمھیں انہی الفاظ میں آواز دیتا ہوں کہ اے زخم خوردہ شہزادی! پال تمھارا دوست ہے اور تمھارا دوست رہے گا لیکن تمھارا جیون ساتھی نہ بن سکے گا۔ اس لیے نہیں کہ تم اُسے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔ بلکہ اس لیے کہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ تمھیں ہمیشہ کے لیے اپنے پاس بلا سکے۔ وہ تو پہاڑوں پر سے ہو کر جنگلوں اور بھیڑ ویرانوں میں گھومنے والی آوارہ ہوا ہے تمھیں اس کا دامن تھامنے سے سوائے اس کے اور کیا ملے گا کہ تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گی۔

Marfat.com

میرے من مندر کے کنول پر ایک نئے سورج کی پہلی شعاع طلوع ہو رہی ہے میں اس روشنی کا سالہا سال سے۔ جنم جنم سے انتظار کر رہا تھا۔ یہ روشنی میری خوش نصیبی کی علامت ہے اس روشنی میں، میں نے اپنی برائیوں کو صاف اور روشن دیکھ لیا ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ یہ روشنی اس لیے بھی مبارک ہے کہ اس میں میری اچھائیاں جذب ہو گئی ہیں اور برائیاں زیادہ نمایاں ہو گئی ہیں۔

میری عزیز دوست! میری اچھی سہیلی! میں یہ باتیں تمھیں پورے وثوق اور بڑی نارمل حالت میں لکھ رہا ہوں۔ میرے دل میں امن اور گیان کے سورج مکھی آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھول رہے ہیں اور میں پھیل رہا ہوں اور سمٹ رہا ہوں میں دوستوں کے زیادہ قریب آ رہا ہوں اور دوستوں سے زیادہ دور جا رہا ہوں۔ میری باتوں کو خواب کی باتیں مت سمجھنا۔ اس خط کا موڈ میری زندگی کے ایک اہم انقلاب کی خبر دے رہا ہے۔ خدا جانے جب یہ انقلاب گذر جائے گا تو میں کہاں ہوں گا! لیکن جہاں بھی ہوں گا اس دیوگ میں جدائی کی روشن رات میں تمھارے پیار کی چھاؤں بہت یاد آئے گی۔

تم نیکی اور سچائی کے جس راستے پر چلنا چاہتی ہو پال تمھیں اس راستے پر زیادہ سے زیادہ خوش حال اور کامیاب دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اس راستے پر تمھارے سامنے دیوار بن کر نہیں اٹھے گا۔ بلکہ سایہ بن کر بچھ جائے گا۔ کل کا دن ہماری ملاقات کا (شاید) آخری دن تھا۔

آؤ ہم اس دن کو اس چشمے کی طرح یاد رکھیں۔ جہاں پہنچ کر تھکے ماندے مسافر تازہ دم ہو جاتے ہیں اور سفر کی تکان اور منزلوں کی گرد اتارتے ہیں۔

آؤ ہم اس عظیم طاقت کے حضور میں سربسجود ہو کر اپنے لیے نیکی اور حسن کی بھیک مانگیں۔ ہم تو صحرا نوردہوائیں ہیں۔ مہا دیوی! جو کہیں بھی ایک پل سے زیادہ نہیں رکتیں۔ سورج غروب ہوتے ہوئے ہمیں وہاں نہیں دیکھتا۔ جہاں اس نے ہمیں طلوع ہوتے وقت دیکھا تھا۔

Marfat.com

میں تم سے ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا بلقیس! اور اگر وہ چیز جس کی مجھے تلاش ہے مل گئی تو اس پھلواری کا پہلا پھول تمہارے قدموں پہ رکھنے ضرور آؤں گا۔

پال

میری بلقیس!

اس وقت بارش ہو رہی ہے، موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ آج کے دن کو میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ یہ دن پال کو ہمیشہ یاد رہے گا۔ تم ایسی ایسی مایوس کن باتیں کیوں سوچتی ہو؟ ضرورت سے زیادہ عقلمند اور ضرورت سے زیادہ چالاک لوگ محبت میں وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے جو ہم دونوں کو حاصل ہے۔ یہ پرشور ہیجانی سمندروں میں اکیلا لائٹ ٹاور ہے۔ یہ عقل کا نہیں بلکہ دل کا مقام ہے۔ یہ لذت اور سوز میں ڈوبا ہوا اندھا مقام ہے یہ وہ مقام ہے جہاں اپنی بھلائی نہیں بلکہ محبت کی بھلائی کے متعلق سوچا جاتا ہے یہاں صحت مندلوں کے گہرے گھاؤ سرخ خون اگلتے ہیں۔ یہاں مرہم و دوا کا کیا کام؟

یہاں شور مچاتی تیز آندھیوں میں خوبصورت شہزادیوں کے ویران سیاہ بال اڑتے ہیں اور ان کے دردانگیز گیت سنائی دیتے ہیں۔ یہاں میری آنکھوں پہ تمہارے ہونٹ ہیں اور تمہارے دل پہ میرا ہاتھ ہے۔ محبت اور خوشبو میں ڈوبا ہوا گرم ہاتھ!

ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیتا، ہمیں کچھ سنائی نہیں دیتا، ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو سنتے ہیں۔ ہمیں اور کیا دیکھنا ہے؟ ہمیں اور کیا سننا ہے؟ کل تم کتنی خوبصورت

Marfat.com

نظر آرہی تھیں! اور پیرسوں بھی ـــــ تمہارے سیاہ جوڑے میں سفید پھول کتنے حسین معلوم ہو رہے تھے! تم واقعی حسین ہو اور میں بھی حسین ہو رہا ہوں۔

اس وقت نصف رات گذر چکی ہے اور باہر برسات کی جھڑی لگ رہی ہے۔ اپنے کمرے میں میز پہ تنہا ہوں اور تمہیں یاد کر رہا ہوں۔ پرسوں سے یاد کر رہا ہوں۔ جب سے تم جدا ہوئی ہو، یاد کر رہا ہوں مسلسل یاد کر رہا ہوں تمہیں اپنے بالمقابل خاص حیا آلود انداز میں انگلی دانتوں میں لیے شرماتے ہوئے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں دونوں ہاتھ پھیلا کر تمہیں چھونے کی کوشش کرتا ہوں اور تم اور دور ہو جاتی ہو اور پرے ہٹ جاتی ہو۔ ناچار آہ بھر کر رہ جاتا ہوں۔ تمہارے بغیر تنہائیاں مجھے ڈسنے کو لپکتی ہیں۔ میں رات کی ویران تنہائیوں میں تمہیں بلاتا ہوں۔ پکارتا ہوں اور تمہاری تلاش میں ستاروں کی راہگذاروں پہ دور دور تک جاتا ہوں مگر تم کہیں بھی دکھائی نہیں دیتیں۔ میں تمہاری آواز سنتا ہوں تمہیں ہنستے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تمہارے ریشمی ملبوس کی سرسراہٹ سنتا ہوں۔ تمہارے جسم کی گرم مہک محسوس کرتا ہوں لیکن تم کہیں دکھائی نہیں دیتیں۔

تم کتنی دلکش ہو!

بعض اوقات میں تمہارے چہرے کی اس انوکھی دلکشی سے مسحور سا ہو کر رہ جاتا ہوں۔ تمہارے چہرے پہ ایک خاص قسم کی سادگی، حسن اور معصومیت ہے جو تمہارے کردار کی بلندی اور سادہ دلی کی آئینہ دار ہے۔

تم کہاں ہو؟ ذرا قریب آؤ کہ میں تمہاری آنکھوں پہ اپنی انگلیاں رکھ سکوں اور تمہاری پیشانی کو چھو سکوں اور تمہارے ہونٹوں پہ اپنے جلتے ہوئے ہونٹ ثبت کر سکوں میرے اندر محبت کا ایک جوالا مکھی سا پھٹ پڑا ہے اور میں اس کے آتشیں سیلاب میں بہا جا رہا ہوں۔ جتنی دیر تم ساتھ رہتی ہو وقت ہنستے کھیلتے گذرتا چلا جاتا ہے۔ اگرچہ اس بات کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ تھوڑی ہی دیر بعد تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گی اور میں سڑکوں پہ اکیلا رہ جاؤں گا اور تمہاری باتوں، قہقہوں اور سرگوشیوں کی پراسرار بازگشت بھی کہیں گم ہو جائے گی۔ پھر بھی تمہارے پہلو میں قدم قدم چلتے ہوئے دل و دماغ پہ ایک خیال انگیز نشہ سا

Marfat.com

طاری رہتا ہے۔ تمھاری سنگت میں اکثر باتیں کرتے ہوئے بھی خاموش ہوتا ہوں اور ایک گہری مسرت کے سوز میں سگریٹ کی طرح چپ چاپ سلگتا رہتا ہوں۔ ایسے لمحے بھی آتے ہیں کہ باتیں کر رہا ہوتا ہوں مگر خاموش ہوتا ہوں۔

بلقیس! یہ ایکا ایکی میرے دل کا کونسا دریچہ کھل گیا ہے کہ محبت کا ایک سیلاب نور اندر آن داخل ہوا ہے؟ یہ سورج پہلے کہاں تھا؟ یہ دریچہ پہلے کیوں بند تھا؟ مجھے ہر شے سنہری دکھائی دے رہی ہے۔ مجھے ہر آدمی ہر پھول، ہر پتی میں تمھاری صورت نظر آ رہی ہے۔ میں ہر رات خواب میں تمھیں دیکھتا ہوں اور سارے دن تمھاری یادوں کی چھاؤں میرے ذہن پر چھائی رہتی ہے۔

تمھارا
پال

Marfat.com

میری بلقیس!

یہ خط میں اس صدی کے ایک بڑے پیارے آدمی کے ایک جملے سے شروع کر رہا ہوں۔ وہ آنا میں جب کسی اخبار کے نامہ نگار نے ستر سال کے اس جہاں دیدہ فلسفی مؤرخ اور سادہ دل بوڑھے سے پوچھا کہ وہ زندگی سے کیا چاہتا ہے تو اس نے اپنے سفید بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "مجھے بیوی، بچے اور محنت سے حاصل کی ہوئی روزی چاہیے۔"

علم و حکمت آید از نانِ حلال
عشق و مستی آید از نانِ حلال (رومی)

ہربرٹ اسپنسر کا نام تمہیں یاد ہوگا کہتے ہیں مرنے سے کچھ دیر پہلے اس نے اپنی تمام کتابیں سینے پر رکھ لیں اور انھیں ہاتھ سے پیار کرتے ہوئے بولا۔
"کاش ان کتابوں کی جگہ ایک بچہ کھیل رہا ہوتا۔"

Marfat.com

اسپنسر نے شادی نہیں کی تھی اور زندگی کے آخری لمحات میں اس پر زندگی کا بھید کھلا۔ بلقیس! زندگی کتنی سادہ اور آسان ہے۔ لیکن ہم نے اپنے غلط نظریات اور غلط تفکرات سے اسے کس قدر دشوار بنا دیا ہے۔ میں زندگی سے کچھ نہیں مانگتا۔ شہرت، فلسفہ دولت، یہ سب باتیں میرے لیے مہمل اور دوراز کار ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرا اپنا ایک چھوٹا سا گھر ہو اور جب میں دن بھر کی محنت سے تھکا ماندہ گھر واپس آؤں تو دروازے پر میری بلقیس، بالوں میں موتیے کے پھول سجائے میرے انتظار میں کھڑی ہو۔ اسے دیکھ کر میری ساری تھکن دور ہو جائے۔ پھر ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مکان کے اندر آجائیں اور ایک معصوم بچہ بھاگ کر ہماری ٹانگوں سے لپٹ جائے اور جب میں اسے گود میں اٹھا کر پیار کروں تو سارے گھر میں ایک عجیب قسم کی آسمانی روشنی پھیل جائے۔

بلقیس! ایک دن آئے گا جب میں کام سے تھکا ماندہ گھر واپس آؤں گا اور تم دروازے میں کھڑی مسکراتے ہوئے میرا استقبال کرو گی۔ میری ان نارمل خواہشات پر غیر طبعی خیالات کے تاریک سائے ہیں۔ بلقیس میں ان سایوں سے بچ کر نکلتا ہوں اور پھر انہی میں آن گرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تم سے کبھی نہیں کہا کہ میں تم سے شادی کروں گا۔ میں چاہتا بھی ہوں لیکن ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں ساری عمر آوارہ گردی کرتا رہوں گا۔ اور خود غیر طبعی رہ کر طبیعات کی تبلیغ کرتا رہوں گا۔ خدا جانے ایسی حالت میں میری زبان میں میرے الفاظ میں کچھ اثر بھی ہو گا یا نہیں ــــ مجھے ایسے قول سے نفرت ہے۔ بلقیس جو فعل سے خالی ہو۔ میں تم سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتا جس پر میں خود عمل نہ کر سکوں۔ اس کے باوجود تمھیں ہزاروں ایسی باتیں کہہ جاتا ہوں جس پر خود کبھی عمل نہیں کرتا اور شاید یہی وجہ ہے کہ تم پر بھی ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

پھر بھی مجھے یقین ہے کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا۔ جب میرے قول اور فعل کی یہ خلیج پٹ جائے گی اور میرا قول اپنے فعل سے بغل گیر ہو گا۔ وہ میری زندگی کا روشن ترین دن ہو گا بلکہ وہ میری زندگی کا پہلا دن ہو گا۔ میرا جنم اسی دن ہو گا اور میں اسی

Marfat.com

دن سے زندگی بسر کرنا شروع کروں گا۔ میرا علم محدود ہے بلقیس، میرا ظرف چھوٹا ہے۔ میں بڑے بڑے خیالات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ میں کائنات کی اتنی بڑی زنجیر کی ایک بہت ہی معمولی سی کڑی ہوں۔ مگر میں ایک معمولی کڑی کی حیثیت سے ہی اپنا کام بڑی خوش اسلوبی اور خوبصورتی سے انجام دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ جب میرا وجود بڑی زنجیر میں گم ہونے لگے تو مجھے اپنے کیے پر شرم نہ آئے۔

میں تمھیں بھی اسی معمولی لیکن اہم ذمہ داری کی تلقین کروں گا۔ تم ایک تاریک دور میں سے نکلنے کے بعد پہلی بار نیلے آسمان کو دیکھ رہی ہو۔ اس خوفناک سیلاب میں تم نے بہت کچھ کھویا اور بہت کچھ پایا ہے۔ اپنے انہی تجربوں کو روشنی کا مینار بنا کر تم اپنے لیے نیکی اور عزت کا راستہ تلاش کر سکتی ہو۔ اگر تم نے اس روشنی کو گل کر دیا، بجھا دیا اور اگر تم اسکے بھی بھٹک گئیں تو میری بات دل پہ لکھ رکھو کہ پھر تم اس بھیانک گڑھے میں گر پڑو گی۔ جہاں سے ایک میں کیا ساری دنیا کے پال بھی چاہیں گے تو تمھیں باہر نہ نکال سکیں گے۔ پھر تمھاری سہیلیاں دوسروں کے سامنے تمھیں اپنی سہیلی کہتے ہوئے شرمائیں گی اور یوں تمھارا خاندان صدیوں سے حاصل کیے ہوئے ناموس سے محروم ہو جائے گا۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسی خطرناک غلطی تم سے کبھی سرزد نہیں ہو گی۔ مجھے تمھاری عزت نفس اور شرافت پہ پورا پورا بھروسہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں ابھی وہ شے زندہ ہے جس کے مر جانے سے ایک عورت مر جاتی ہے اور اس کی لاش زندہ رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ہمیشہ تم سے پیار کیا ہے اور تمھارا چہرہ سورج کی طرح رکھا ہے۔ میری نظروں میں تمھارا جو مقام ہے وہ دنیا کی اور کسی لڑکی کا نہیں۔ خواہ اس لڑکی کے پاس قارون کا خزانہ اور وینس کا جسم اور سائیکی کا حسن ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بدلے میں تم سے کچھ طلب کرنا محبت کی توہین ہو گی اور شاید اس سے زیادہ توہین تاریخ میں آج تک کسی کی نہ ہوئی ہو۔ لیکن میں تم سے صرف ایک چیز ضرور طلب کروں گا اور وہ یہ کہ تم ایک سادہ اور مسرور زندگی بسر کرنے کے خیال کو محترم مانو۔ سادگی اور خوشی، نیکی اور قناعت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور قناعت اپنی حدود کو سمجھتے ہوئے ان سے محبت کرنے سے ملتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی

Marfat.com

عزت کرو تاکہ لوگ تمہاری عزت کر سکیں۔ زندگی کو اپنے تجربات کی بھٹی میں ڈال کر کچھ اس ڈھنگ سے ڈھالو کہ لوگ آج انگلیاں تم پر اٹھاتے ہیں کل وہی انگلیاں دانتوں تلے داب لیں۔ یاد رکھو بلقیس، اگر تم اس دنیا کی کمزور ترین کڑی ہو تو اس زنجیر کی مضبوط ترین کڑی بھی ہو۔

دنیا میں وہی شخص کچھ تعمیر کر سکتا ہے، کچھ بنا سکتا ہے جس نے پہلے کچھ مٹایا ہو، کچھ بگاڑا ہو اور تم نے بہت کچھ مٹایا اور بگاڑا ہے اب اس ملبے کے ڈھیروں کو ہٹا کر ایک ایسی عمارت تعمیر کرو جو پاکیزگی میں تاج محل کو شرما دے اور اپنے حسن وجمال میں الحمرا کا مقابلہ کرے۔ وہ لوگ جنھیں اپنی برائیوں اور کمزوریوں کا احساس نہیں ہوتا مردہ ہوتے ہیں خواہ انھیں بستر سنجاب وسمور ہی کیوں نہ میسر ہوں اور وہ لوگ جو ہر قدم پر اپنے گناہوں اور اپنی کمزوریوں کا احتساب کرتے ہیں اور ان سے بچتے ہیں۔ زندہ اور روشن ضمیر ہوتے ہیں تمھیں ایسے لوگ بھی ملیں گے جو گناہ بھی کرتے ہیں اور پچھتاتے بھی ہیں۔ جو پہلے پہر گناہ کرتے ہیں اور دوسرے پہر سربسجود ہوتے ہیں جو ہر قدم پر اپنی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یاد رکھو یہ لوگ نہ اچھی طرح گناہ کرنے کے اہل ہیں اور نہ پوری طرح نیکی کرنا جانتے ہیں۔ یہ معمولی درجے کے لوگ ہیں۔ یاد رکھو برائی کرنے کے لیے بھی ایک شان اور ایک عظمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کی برائیوں میں بھی نیکیوں کی سی شان اور خوبصورتی اور سلیقہ ہوتا ہے بڑے اعلیٰ وارفع ہیں۔ یہی لوگ ایک دن اپنے آپ کو برائیوں سے نکال کر سورج کی پہلی کرنوں سے غسل کرتے ہیں اور انہی سے شرافت کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ تمھیں ہر گھڑی اس بات کا خیال رہے کہ تم ایک شریف لڑکی ہو اور تمھیں ایک نہ ایک دن اپنے چچا چچی سے جدا ہو کر اپنا ایک الگ گھر بسانا ہے اور نیک سیرت بچوں کو جنم دے کر اپنے خاندان کا نام ہی زندہ نہیں رکھنا بلکہ ایک اور خاندان کا سنگ بنیاد بھی رکھنا ہے۔

تمھیں وہ بہن بننا چاہیے جس پر تمہارے بھائی فخر کر سکیں۔ ایسی بیٹی بنو کہ تمہارے بزرگ تمہارے تقدس کی قسم کھا سکیں اور ایسی بیوی بننے کی کوشش کرو کہ تمہارا خاوند

Marfat.com

سر بلند کر کے چل سکے اور تمہارے بچوں کو اپنے دوستوں سے متعارف کرواتے ہوئے بڑی شان سے کہہ سکے۔

"یہ میرے بچے ہیں۔"

میں ان باتوں پر اس لیے زور نہیں دے رہا کہ تمھیں ان باتوں کا احساس نہیں ہے یا یہ کہ تم ان سے محروم ہو بلکہ محض اس لیے لکھ رہا ہوں کہ ان پر تم آج ہی سے عمل کرنا شروع کر دو۔ اپنے مردہ ماضی کے مزار پر سے مستقبل کا روشن سورج طلوع ہو رہا ہے۔ خدا نے تمھیں پھر سے طاقت دی ہے۔ تمہارے پاؤں میں رفتار اور بازوؤں میں نئے خون کی حدت عطا کی ہے۔ انھیں کام میں لاؤ اور نئی زندگی کو نئے جوش اور نئے عزم سے گذارنا شروع کر دو اور ایک بات ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ تم ایک باعزت پرانے خاندان کا چراغ ہو اور تمھیں ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھنی ہے۔ پچھلی تمام باتوں کو بھول جاؤ۔ جو گذر چکا ہے واپس نہیں آ سکتا۔ جو گذر رہا ہے پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ آج سے تمہارا ہر فعل ایسا ہونا چاہیئے جو تمھیں تمہاری منزل کی طرف ایک قدم اور آگے لے جائے۔ آج سے تمہارا ہر قدم آگے کی سمت اٹھنا چاہیئے۔ تمہارا ہر کام پہلے کی نسبت زیادہ ذمہ دارانہ اور خوبصورت ہونا چاہیئے۔

وہ کام کرو جو کتابوں میں لکھا جا سکے۔ وہ کچھ لکھو جس پر عمل کیا جا سکے اور وہ عمل کرو جس کی مثال قائم ہو سکے۔ برائی بڑی بدصورت ہوتی ہے۔ نیک لڑکی کے معصوم حسن کا مقابلہ کائنات کی حسین سے حسین شئے بھی نہیں کر سکتی اور میرے لیے تم بے حد حسین ہو۔ میں تمھیں خط لکھ رہا ہوں اور تمہاری خوبصورت تصویر اس وقت میرے سامنے پڑی ہے۔ وہ مجھے محبت کی پر اسرار خاموش نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ تم سچ مچ بڑی پیاری ہو۔ میں تمہارے بغیر بالکل اکیلا ہوں۔ اگر تمھیں میری زندگی سے نکال دیا جائے تو میری زندگی میں سوائے بے معنی خلاؤں کے اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ تم میری جھیل ہو اور میں تمہاری مچھلی! پھر بھلا میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہ سکتا ہوں۔ میں تمھیں دیوانہ وار چاہتا ہوں اور تمہارے لیے مشکل سے مشکل کام بھی کر سکتا ہوں۔ اگر تم میرے پاس آ گئیں تو میں تمہاری خوشی اور تمہاری آسائش

Marfat.com

کے لیے سنگلاخ چٹانوں کے جگر کاٹوں گا۔ دریاؤں کے رُخ بدل دوں گا اور غضب ناک بھوکے شیروں کے دھانوں میں پنجہ ڈال دوں گا۔ لیکن تمھیں کسی طرح بھی آزردہ نہ ہونے دوں گا۔ لیکن اگر تم نے میرے مشوروں اور میری باتوں پر عمل نہ کیا اور اپنی زندگی سے سوتیلی ماؤں جیسا سلوک کیا تو خاوند تمھیں ہزاروں مل جائیں گے لیکن پال نہ مل سکے گا۔

میری باتوں پر ٹھنڈے دل سے سوچنا۔

میری بلقیس! جب کسی ساز پہ کوئی راگ بجایا جاتا ہے تو پہلے اُسے سُر میں کر لیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ساز کے تمام پردوں اور طربوں کو اس راگ کی شکل سے ملا لیا جائے جو بجایا جا رہا ہے۔ اگر ساز سُر میں نہ ہو تو جو بھی راگ بجے گا۔ بے سُرا بے ہنگم ہو گا تم اپنی زندگی کے ساز پہ جو راگ الاپنے والی ہو۔ پہلے تمام پردوں اور طربوں کو اس راگ سے ہم آہنگ کر لو اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم ان تمام باتوں سے بچو جو تمھیں بُرائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ دھوپ، گرد اور گرمی سے دور رہ کر اپنی اجڑی ہوئی صحت کو بحال کرو۔ تھکے ہارے ذہن کو سکون پہنچاؤ۔ وقت پہ کھاؤ اور سو جاؤ۔

اس وقت رات کافی گذر گئی ہے اور سونے کے خیال کے ساتھ ہی مجھے بھی نیند آنے لگی ہے۔ اب میں سونے جا رہا ہوں۔

پال

Marfat.com

میری بلقیس!

آج عید کا دن ہے اور تین حصّہ گذر چکا ہے۔ سارا دن دوستوں کے جمگھٹے میں رہا۔ اور ان کے ساتھ ہنستا کھیلتا، کھاتا پیتا، گھومتا پھرتا رہا۔ ان کے ساتھ قہقہے لگاتا رہا۔ ہر قہقہے کے ساتھ تمہارا خیال آتا اور یہ سوچ کر کہ تم ایبٹ آباد جا رہی ہو اور مجھ سے ملے بغیر جا رہی ہو۔ تو دل افسردہ ہو جاتا۔ سارے دن اپنی اس افسردگی خاطر کو ہنسنے ہنسانے والے بے تکلف دوستوں سے چھپائے چھپائے پھرتا رہا اور وقت گذرتا گیا۔ شام کو یونہی تمہاری گلی میں سے گذرا۔ ذہن نے پوچھا "کیا کرنے جا رہے ہو؟" دل نے کہا "چلو چلو شاید بلقیس کسی کھڑکی میں نظر آ جائے"۔ لیکن تم کسی کھڑکی میں نہیں تھیں اور کھڑکیوں کی تمام چلمنیں دم سادھے کھڑی تھیں میں نے سوچا کسی کو تمہارے گھر بھیجوں کہ معلوم کروں کہ بلقیس عید کی خوشبوؤں کے درمیان بیٹھی کیا کر رہی ہے؟ مگر کسی کو تمہارے گھر نہ بھیج سکا پھر گھر آ گیا ابھی تمہیں خط لکھنے بیٹھا ہی تھا کہ تمہارا خط اور تصویریں مل گئیں۔

اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ تمہارا خط کئی بار پڑھ چکا ہوں اور تصویریں ابھی تک میری میز پہ میرے سامنے بکھری پڑی ہیں۔ تم نہیں جانتیں کہ مجھے تمہاری ہر شے سے

Marfat.com

پیار ہے۔ محبت ہے اور جب کوئی تم میں کوئی عیب نکالتا ہے تو وہ عیب مجھے اچھائی بن کر دکھائی دیتا ہے۔ کوئی اگر مجھ سے کہتا ہے کہ بلقیس دُبلی ہے تو میں کہتا ہوں کہ دُبلا ہونا ہی حُسن کا معیار ہے۔ تمھاری اچھائیاں، تمھاری خامیاں میری ہیں اور صرف مجھے ہی ان پر نکتہ چینی کرنے کا حق ہے۔

کل تم جا رہی ہو۔ تم مجھے بہت یاد آؤ گی۔ میں بھی تمھیں بہت یاد آؤں گا۔ اب ہم دونوں پر یہ بھید کھلے گا کہ ہم ایک دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ مجھے امید ہے کہ تم مجھ سے کبھی کوئی بات چھپایا نہیں کرو گی اور ہر بات اپنے دل کی طرح کھول کر میرے سامنے رکھ دیا کرو گی۔ باتیں کبھی چھپی نہیں رہا کرتیں اور بعد میں بدگمانیاں پیدا کرتی ہیں اور بدگمانی محبت کو ناگن بن کر ڈستی اور اسے موت کی نیند سلا دیتی ہے۔ میں تم سے بدگمان نہیں ہوں صرف گلہ مند ہوں۔ میں بدگمان کبھی نہیں ہو سکتا۔ صرف گلہ کر سکتا ہوں۔ اور جب بھی میرے نزدیک تم سے کوئی غلطی سرزد ہو گی تم سے اس کی شکایت ضرور کروں گا۔

میں تم سے بچھڑنے سے پہلے ایک بار ملنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس حال میں کہ تمھارا گھر سے باہر نکلنا مشکل ہے۔ میں تمھیں مجبور نہیں کروں گا۔ تم نہیں ہو گی تو وہ تمام باتیں یاد آئیں گی جو ہم دونوں کیا کرتے تھے۔ میں تمھارا قبائلی گیت پھر دوہراتا ہوں۔

"میں تم سے ملنے ضرور آؤں گا\
اگر لوگ میرے ٹکڑے بھی کر دیں گے\
تو میری روح ایک پرندے کی صورت میں\
تمھارے خیمے کے اردگرد منڈلاتی رہے گی\
میں تم سے ملنے ضرور آؤں گا"

وہ تمام راستے مجھے تمھاری یاد دلائیں گے جہاں سے ہم اکٹھے گزرا کرتے تھے اور ہم ہر راستے سے اکٹھے گزرے ہیں۔ ہر راستہ، ہر گلی، ہر درخت، ہر پھول مجھے تمھاری یاد دلائے گا اور تمھیں یاد کرتے ہوئے میں ہمیشہ اداس ہوں گا۔ افسردہ اور غمگین ہوں گا۔

پہاڑوں کی سمت اڑتے والی! ہم چلچلاتی دھوپ میں گھومنے والے پردیسیوں کو بھی

Marfat.com

یاد کیا کرنا اور جب سرِشام بادلوں میں سے چاندی جیسی شفاف بارش ہونے لگے تو ہمارے چہروں پر سے بہتا ہوا پسینہ اور بادلوں میں جمی ہوئی گرد کو بھول مت جانا۔ ہم دھول اڑاتے، جھلستے میدانوں میں کھڑے تیرے ہرے بھرے جنگلوں اور ٹھنڈے پہاڑوں کو دور سے دیکھا کریں گے۔

تجھے چشموں کا پانی مبارک ہو!

تجھے چناروں کے سائے مبارک ہوں!

تم انہی کی ہو۔ یہ سب تمہارے ہم وطن ہیں۔ ہم تو اکیلے آوارہ گرد ہیں۔ ہمارے پاؤں پر تو سدا گرم ریت اڑتی اور سروں پر تیز دھوپ چمکتی ہے۔ اپنے پہاڑی پھولوں کو ہم پردیسیوں کا بھی سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ ایک زرد پھول جو ہڑ کے کنارے بیٹھا انہیں بہت یاد کرتا رہتا ہے۔

تمہارا

پال

Marfat.com

میری بلقیس!

جب تک زندہ رہو، پوری سرگرمی سے زندہ رہو۔ اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔ طاقتور بناؤ، خوبصورت بناؤ۔ یہ ہماری کہانی کا اختتام نہیں ہے بلکہ ہماری کہانی یہاں سے شروع ہو رہی ہے۔ اب ہمارا سفر ایک ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ بُرے منحوس اور مایوس کر دینے والے خیالات کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دو۔ ہمیشہ اعلیٰ، بلند، مضبوط، تنومند اور حسین باتوں کے متعلق سوچو۔ بیماری، موت اور ناامیدی ہمارے لیے نہیں ہے۔ ہم جوان اور صحت مند ہیں اور ہمیشہ جوان اور صحت مند رہیں گے۔ وقت ہمارے جسموں کو چھو سکتا ہے لیکن ہماری محبت کو اس کی روح کو نہیں چھو سکتا۔ ہماری محبت وقت کی حدود سے باہر ہے۔ جہاں یہ حد ختم ہوتی ہے وہاں سے ہماری سلطنت کی سرحد شروع ہوتی ہے ہم نے ہمیشہ وقت کی پیٹھ پر سوار ہو کر عراقی آندھیوں کے رُخ موڑے ہیں۔ وقت ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ ہم دونوں کو محوِ خرام دیکھ کر خوفزدہ بلی کی طرح جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے۔ یاد رکھو: "روشنی کبھی بوڑھی نہیں ہوتی۔" اور سورج کے چہرے پہ کبھی جھریاں نمودار نہیں ہو سکتیں۔

Marfat.com

میں تم سے محبت کرتا ہوں اور ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔ تم جہاں بھی ہوتی ہو، میرا پیار خوشبودار سائے کی طرح تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ تم سو رہی ہوتی ہو، تو وہ معصوم شیر خوار کی طرح تمہارے سینے پہ لیٹا تمہیں مسکراتی آنکھوں سے تکتا ہوتا ہے۔ میرا پیار تم سے کبھی جدا نہیں ہوگا۔ میرا پیار تمہاری کلائیوں کا گجرا بن کر مہکتا ہے اور جب تم گلیوں میں سے گزر رہی ہوتی ہو تو گرد بن کر تمہارے پاؤں سے لپٹ جاتا ہے۔

تمہیں کیا خبر کہ بابل تمہارے بغیر اپنے دن کیسے کاٹ رہا ہے۔ بالکل ایسے جیسے کوئی باپ بچے کی انگلی پکڑے کیچڑ سے بھری ہوئی سڑک پر سے گزرتا ہے۔

میری بلقیس! پُر امید اور روشن ضمیر رہو۔ سادہ ذہن اور پُر سوز رہو۔ کبھی کسی بات پہ پریشان نہ ہو۔ پریشانی لعنت ہے۔ اُداسی نعمت ہے۔ اُداسی میں انسان اپنے دل میں سمٹ آتا ہے اور ہر یاد سے گرم جوشی سے مصافحہ کرتا ہے لیکن پریشانی اور اضطراب میں وہ بلندی پر سے گرے ہوئے پتھر کی طرح ہر ٹھوکر کے ساتھ بکھرتا اور جھڑتا ہے۔ اُداسی بیمار اُداسی نہیں بلکہ صحت مند اُداسی آدھی رات کو جنگلوں کی پُراسرار خاموشی ہے اور پریشانی جنگلی جانوروں کو ہنکانے والے شکاریوں کے خالی ڈبوں کا شور ہے۔ اور قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے انسان کا اضطراب ہے۔

پریشانی کبھی کبھی مجھ پہ بھی حملہ آور ہوتی ہے مگر میں اس کا ہر وار اداسی کی ڈھال پر روکتا ہوں۔ جب تم پر نا امیدیوں کے سائے جھک آئیں تو طلوع ہونے والے سورج کا خیال کرو اور جب تیز دھوپ میں تمہارے پاؤں جلنے لگیں تو برسات کی پہلی مرطوب جھڑی کا تصور کرو۔ بہار کے پھولوں بھرے سائے میں بیٹھ کر خزاں کے زرد پتوں پر رکھے ہوئے انگور کھاؤ اور خزاں کی زرد چاندنی میں پتوں پہ لیٹ کر بہار میں پھوٹنے والے شگوفوں کے گیت گاؤ۔

بلقیس! زندگی کا سمندر کھاری نہیں ہے۔ ہاں اس میں کہیں کہیں کھاری پانی کے ٹاپو ضرور ہیں۔ زندگی سر تا سر بُری اور بدصورت نہیں۔ اس میں اچھے لمحات ضرور آتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تمہاری کشتی کھاری پانیوں میں پہنچے تو تم اپنے بادبانوں کو کھول کر

Marfat.com

مستولوں کو اور اونچا کر دو تاکہ تمہاری کشتی ان "پانیوں" کو تیزی سے عبور کر جائے اور جب بدصورت، بری گھڑیاں آئیں تو انہیں پیار سے، محبت سے اپنے پاس آنے دو اور ان سے ہاتھ ملا کر انھیں رخصت کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تمہارا دریا چٹانوں اور بنجر بھوری پہاڑیوں والے میدانوں سے گذرے تو وہ جھاگ اڑاتے خوفناک سیلاب کی صورت اختیار کرے۔ وہ پانی کی مہیب چادر بن کر اٹھے اور فولاد کی دیوار بن کر چٹانوں سے ٹکرائے لیکن جب بھی دریا کسی خوبصورت وادی میں پہنچے تو نرم و نازک خوش خرام ندی کی صورت میں ہر درخت، ہر ٹہنی، ہر پھول کو چومتا ہوا گذرے۔

اگر تمہارا دریا معصوم نازک اندام وادیوں میں سے سیلاب بن کر گذر گیا تو تمہارے پھولوں کے سارے درخت جڑ سے اکھڑ جائیں گے اور تمہاری وادی خوشبوؤں سے محروم ہو جائے گی اور اگر سنگلاخ چٹانوں سے اٹے ہوئے صحراؤں میں تم نے ندی بن کر بہنا شروع کر دیا تو تمہاری ہر لہر کو بے زبان مچھلی کی طرح جال میں جکڑ لیا جائے گا اور تمہارا دریا دوسرے ہی میل پر ریت میں جذب ہو کر رہ جائے گا۔ اگر زمانہ نازک ہے تو تمہارے اندر طاقت بھی ہے۔ اگر لوگوں نے تمہارے اردگرد جال سا پھیلا رکھا ہے تو تمہارے اندر اتنی قوت بھی ہے کہ تم اور اوپر پرواز کرنا شروع کر دو۔

تم اس زہریلی فضا کے لیے بڑی معصوم ہو۔ تم ان فضاؤں میں رینگنے والے سانپوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ لیکن میں انھیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ان سانپوں کا سپیرا ہوں میں تمھیں بوڑھوں کی طرح نصیحتیں نہیں کرنا چاہتا ایک سچے دوست کی طرح مشورہ دینا چاہتا ہوں نصیحتوں سے مجھے نفرت ہے میں نہ کسی کی نصیحت سنتا ہوں اور نہ کسی کو نصیحت کرتا ہوں۔ تم میری اپنی ہو۔ تمھیں ان باتوں سے باخبر کرنا جنھیں میں جانتا ہوں میرا مقدس فرض ہے اور ان پر عمل کرنا تمہارا مقدس فریضہ۔

میں مغرور اور خود پسند نہیں ہوں۔ مغرور اور خود پسند وہ ہوتا ہے جس نے اپنی حیثیت کا غلط اندازہ کیا ہو۔ لیکن مجھے اچھی طرح علم ہے کہ پانی کہاں سے شروع ہو کر کہاں کہاں سے گذرتا ہوا کہاں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ میرے اندر ابھی ان گنت جوالا مکھی ایسے ہیں جن کے منہ میں نے ابھی تک نہیں کھولے۔ کئی پھول ایسے ہیں جنھوں نے اپنی مہک کا پہلا جھونکا

Marfat.com

بھی مجھے عطا نہیں کیا۔

میری ہر بات پر اس طرح ایمان لاؤ جس طرح ایک آنکھوں والا سورج کو طلوع ہوتے دیکھ کر اس کی روشنی پر ایمان لاتا ہے۔ یہ باتیں جو میں تمہیں لکھ رہا ہوں میں نے کتابوں میں نہیں پڑھیں تجربوں سے حاصل کی ہیں۔ ہاں کتابوں نے کبھی کبھی ان کی تصدیق ضرور کی ہے۔ یہاں ہر شخص تمہاری طرف خلوص کا ہاتھ بڑھائے گا اور تمہیں گندے بدررو میں پھینک کر خوفناک پر رومال رکھے باہر نکل جائے گا۔ یہ لوگ اپنے گھر کے گرد چار دیواری کھڑی کر کے دوسرے کے مکان کو نقب لگاتے ہیں اور اپنی عزتوں پر لحاف ڈال کر دوسرے کے گریباں پھاڑتے ہیں۔

کبھی میں ان سے پیار کرتا تھا۔ ان دنوں میں انجان تھا، اندھا تھا آج مجھے آنکھیں مل گئی ہیں اور میں انھیں کپڑوں میں ملبوس ہونے کے باوجود دھوپ میں عریاں دیکھ رہا ہوں۔ یہ لاکھ پھولوں کے تاج پہن کر آئیں۔ میری آنکھوں سے اپنے ماتھے پر اُگے ہوئے نوکدار سینگ نہیں چھپا سکتے۔ کل میں ان سے دور رہ کر ان کی ہر بات کا احترام کیا کرتا تھا۔ آج میں ان کے درمیان بیٹھ کر ان کی ہر بات کا مذاق اڑاتا ہوں آج جب یہ مجھ سے پھولوں کی بات کرتے ہیں تو مجھے ان کے ہونٹوں سے بہتا ہوا گندا خون صاف نظر آتا ہے۔ جب یہ مجھ سے دوسروں کے عیبوں کا ذکر چھیڑتے ہیں تو میں ان کے گریبانوں کے بٹن کھول دیتا ہوں اور جب یہ اپنی پاکیزگی نفس کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو میں ان کے دامنوں پر پڑے ہوئے سیاہ دھبے گننے لگتا ہوں۔ یہ لوگ اب مجھ سے ڈرتے ہیں، نفرت کرتے ہیں، مجھ سے دُور دُور رہتے ہیں اور یہ مجھ کو دھوکا دینا چاہتے تھے اور میں نے بھرے بازار میں کھڑے ہو کر اپنے دھوکا دینے والے کو آواز دی اور ابھی تک کوئی ایسا شخص آگے نہیں بڑھا جو مجھے دھوکا دینا چاہتا ہو۔

یہ لوگ تو اتنی گہری دلدلوں میں رینگتے ہیں کہ تمہاری بلندیوں کو نیچے اترتے ہوئے شرم محسوس ہونی چاہیئے ہیں تم سے بلند کردار کی توقع رکھتا ہوں میں تمہیں بید

Marfat.com

چاہتا ہوں اور تم سے کبھی برائی نہیں کر سکتا اس لیے کہ میں ہر فعل کی نوعیت سے واقف ہوں
میں جانتا ہوں کہ ایک فعل ایک وقت میں ایک کے لیے بُرا اور دوسرے کے لیے اچھا
ہو سکتا ہے۔ وہی ہوا جو صبح کے وقت کلیوں کو پھول بناتی ہے۔ چراغوں کو گل بھی کرتی
ہے۔ ایک طرف وہ زندگی کا پیام دیتی ہے اور دوسری طرف موت کے سائے پھیلاتی ہے
آگ اگر چولھے میں جلے گی تو کھانا پکائے گی۔ اور اگر ڈرائینگ روم کے قالین پر بھڑکے گی
تو سارے گھر کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔ قصور آگ کا نہیں بلکہ اس شخص کا ہے جس نے
چولھے اور قالین میں تمیز نہ کی اور یاد رکھو دنیا میں کسی ایسی آگ کا وجود نہیں جو چولھے
میں جلے تو روٹی پکائے اور قالین پر گرے تو گھر کو راکھ نہ کر دے۔ دنیا میں کوئی فعل
فی ذاتہ بُرا ہے نہ اچھا۔ صرف دانائی یا بے وقوفی ہی اسے اچھائی اور بُرائی کے خطابات
عطا کرتی ہے۔

ہمارا ہر فعل زمین پر پھینکا ہوا ایک بیج ہے۔ اگر ہم کڑوے بیج بکھیریں گے تو ان
سے کڑوے پھل پیدا ہوں گے اور ہمیں وہی کھانے پڑیں گے اور اگر ہم میٹھے بیج بکھیریں
گے تو ان سے میٹھے پھل پیدا ہوں گے اور ہم ان سے لطف اٹھا سکیں گے۔ ایسا کبھی نہیں
ہو سکتا کہ ہم جہاں خار دار جھاڑیوں کے بیج بکھیریں گے وہاں چنبیلی کے پیڑ اُگ آئیں
ببول سے ببول اور آم سے آم ہی پیدا ہو گا۔ بُرائی سے بُرائی اور نیکی سے نیکی جنم لیتی
ہے۔ عطر بنانے والے کی دکان سے باہر نکلنے والے کے کپڑوں سے خوشبو آئے گی
اور کوئلے کی کان سے برآمد ہونے والے کے ہاتھ پاؤں سیاہ ہوں گے۔

میں چاہتا ہوں کہ جب یہ لوگ تمھیں اپنی وادیوں کے پھول دکھلائیں۔ تو تم ان
پھولوں کے سایوں میں چھپے ہوئے گندگی کے ڈھیروں کو بھی دیکھ سکو اور جب
تم سے وہ سورج کی روشنی کی تعریف کریں تو تمھیں ان کے چہروں پر پھیلی ہوئی
سیاہی صاف نظر آ جائے۔ یقین کرو یہ لوگ تمھارے لائق نہیں ہیں۔ ان کی
بے سُری آوازیں تمہارے کانوں کے لئے نہیں ہیں۔ اور تمہارے خوبصورت کان ان
بے سُری آوازوں کے لئے نہیں بنے۔ تم ایک آرٹسٹ ہو۔ جس کا
زندگی بسر کرنے کا اپنا انداز، اپنا اسٹائیل ہے۔ یہ لوگ لکیر کے فقیر ہیں اور تم اپنے

Marfat.com

راستے خود بناتی ہو۔ تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ تم نے ان سے مل کر دیکھ لیا ہے۔ تم ان کے سارے گیت سن چکی ہو۔ یہ گھٹیا بُرے اور گھٹیا اچھے لوگ ہیں۔ ان کی نیکی کمینگی میں لپٹی ہوتی ہے اور بُرائی ڈر کے مارے سہمی جاتی ہے۔ یہ بھرے بازار میں نیکیوں کا مظاہرہ کرنے والے اور گھٹی ہوئی چار دیواری میں بُرائی کرنے والے ہیں۔ ان کی باتیں چھوڑو۔

آؤ پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف کی روشنی میں کھڑے ہو کر بُرائی کا اعلان کریں اور گھاٹیوں میں چھپ چھپ کر نیکیوں کے بیج بکھیریں۔ میری صحت مند برائیاں میرے ذہن کے افق پر سورج کے مانند طلوع ہوتی ہیں۔ گرم، سرخ دہکتی ہوئی پاک اور صاف برائیاں، اور میری اچھائیاں گھنے جنگلوں میں ہرنیوں کی طرح لوگوں سے دور دور رہ کر کلیلیں بھرتی پھرتی ہیں۔ بلقیس! چپ چاپ میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ یہ بڑی نازک گھڑی ہے۔ مجھ پر ہر گم شدہ اسرار کا دریچہ کھلنے والا ہے۔ ہر پوشیدہ راز برہنہ ہو کر میرے سامنے سر جھکائے کھڑا ہے۔

میں زرد چہروں والے کمزور انسانوں کے ایک ہجوم کو موت کے دروازے میں سے اندر داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے زندگی کے میدانوں میں شاداں و فرحاں نکلتے دیکھ رہا ہوں مجھے اپنے اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، ان گنت ستارے گردش کرتے، گھومتے، مڑتے، ٹوٹتے بنتے، بگڑتے دکھائی دے رہے ہیں۔ آؤ چپکے سے میرے قریب بیٹھ جاؤ اور اپنا گرم گرم نازک ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

یہ قول اور فعل کے ملاپ کا لمحہ ہے۔ یہ محبت اور نفرت کے وصال کی گھڑی ہے اپنی لمبی بانہیں میرے گلے میں ڈال دو اور اپنے رس بھرے پیاسے ہونٹ میرے پیاسے ہونٹوں پر رکھ دو۔ تم شہر کی وادی ہو، میں صحراؤں کی ریتلی چٹان ہوں اور میں شہر کی وادی میں آوارہ ناسمجھ انسان ہوں اور تم چشموں کی دیوی اور چناروں کی مہک۔ میرے پہاڑوں پر صندل اگتا ہے اور میرے میدانوں میں راکھ اڑتی ہے۔ مجھے اپنے بازوؤں میں لے لو اور اپنے قدموں میں پیار کا سنہری پھول رکھ لینے دو۔

صرف تمہارا
پال

Marfat.com

اور پھر میں نے پال کو ایک اور خط لکھا۔ میں نے لکھا پال! تمھیں بہت بہت پیار —

یہ خط میں تمھیں اپنی خالہ زاد بہن خاور کے کمرہ میں بیٹھی لکھ رہی ہوں۔ وہ میرے سامنے پلنگ پر گہری نیند میں کھو چکی ہے۔ پیڈ کے یہ صفحے میں نے بڑی صفائی کے ساتھ اپنے خالہ زاد بھائی کے دراز میں سے نکالے ہیں۔ اوپر ان کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس لیے وہ حصّہ میں نے کاٹ دیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ تمھیں گھر جا کر خط لکھوں گی مگر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں اس وقت بڑی غمگین ہوں۔ میں اپنی اس اداسی کی وجہ خود بھی نہیں جانتی۔ خدا جانے یہ بعض اوقات کیسے انوکھے غم کے اجنبی لمحے میری زندگی پر بادل کی طرح چھا جاتے ہیں۔ یہ اُداسی بقول تمھارے غیر صحت مند نہیں ہوتی بلکہ بڑی رومانوی ہوتی ہے۔ ایسے لمحوں میں میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو کسی بڑے ہی اکیلے اور چپ چاپ سے خوبصورت کمرہ میں جہاں چاروں طرف ہلکا ہلکا اندھیرا چھا رہا ہو بند کر لوں اور اپنا سر تمھاری گود میں رکھ کر۔ دونوں بازو اپنی آنکھوں پر رکھ لوں اور کسی ایسے ملک میں نکل جاؤں۔ جہاں پہنچ کر اس دنیا کا ہلکا سا احساس بھی باقی نہ رہے۔ نہ کسی کی آواز آئے نہ کسی کا خیال اور نہ کوئی مجھے اس خواب سے جگانے کے لیے میرے پاس آئے۔ میں گھنٹوں، مہینوں، سالوں، صدیوں یونہی

Marfat.com

چپ چاپ پڑی رہوں اور مجھے کوئی آواز، کوئی صدا، کوئی غم پریشان نہ کرے اور جب اس دنیا میں واپس آؤں تو وہ مہربان چہرہ جس کی گود میں میرا سر ہو۔ جھک کر میری پیشانی پہ بوسہ دے ۔۔۔ جیسے کوئی اپنے اکلوتے بچّے کو پیار کرتا ہے اور میں خلوص کی اس چاندنی کو سمیٹنے کے لیے ہنستی ہوئی اٹھوں اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگوں۔ یاسمین اور گل صد رنگ کی بیلیں، کھڑکی میں سے مجھے جھانک رہی ہوں۔ شام کا پیارا پیارا اندھیرا پھیلا رہا ہو۔ سورج غروب ہونے کے قریب ہو اور آسمان پہ رنگ برنگ بادلوں کے تاج محل جگمگا رہے ہوں۔

گلابی، اودے، کاسنی، قوسِ قزح کے بادل شفق میں ڈوب کر دور دور تک پھیل رہے ہوں اور مختلف روپ دھار رہے ہوں۔ ہوا کے ساتھ اجنبی ملکوں کے پھولوں کی خوشبوئیں اندر آ رہی ہوں اور جب میں کھڑکی سے ذرا باہر جھکوں تو خوشبو کی کوئی نہ کوئی لہر جھک کر میرا منہ چوم لے۔ پہاڑ شروع رات کی ہلکی نیلی دھند میں ڈوبتے جا رہے ہوں۔ قریب ہی کہیں سے پہاڑی جھرنوں کے جھر جھر بہنے کی میٹھی آوازیں آ رہی ہوں۔ یہ سماں دیکھ کر میری ساری اُداسی کہیں گم ہو جائے اور میں ایک دم خوش ہو جاؤں اور باہر نکل کر قدرت کے انہی حسین مناظر میں کھو جاؤں معطر پھول اپنی شاخوں سے ٹوٹ کر مجھ پہ گرنا شروع ہو جائیں اور میں اسکول کی معصوم بچّی کی طرح ناچتی، شور مچاتی، اچھلتی، بھاگتی پھولوں سے اٹی ہوئی پگڈنڈیوں پہ دوڑنا شروع کر دوں۔ بڑی بڑی خوش رنگ تتلیاں میرے ساتھ ساتھ بھاگیں۔ درختوں کے جھنڈ اپنے پیچھے چھوڑ کر جب میں آبشار کے پاس پہنچوں تو ان کا ترنم پہلے سے بھی زیادہ وجد آفریں اور رسیلا ہو جائے۔

خوابیدہ جنگلی پھولوں کی خوشبوئیں جاگ پڑیں اور ایک حسین قوسِ قزح پوری وادی کو اپنی ہفت رنگ آغوش میں لے لے۔ پھر میں آبشار کے کنارے کسی پتھر کا سہارا لے کر بیٹھ جاؤں اور پانی کی گرتی چادر کی اڑتی گھلتی پھواروں میں نہانا شروع کر دوں۔ پھول توڑ توڑ کر انھیں پانی میں بہاتی چلی جاؤں اور آنکھیں بند کر کے اس عظیم طاقت کے آگے سربسجود ہو جاؤں جس نے مجھے اتنی حسین دنیا میں رہنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کا

Marfat.com

موقع دیا اور جب رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو جائے اور جگنو اپنی ننھی مشعلیں لے کر راستوں کو جگمگانے کے لیے نکل آئیں تو چاند حسین شہزادی کی طرح افق کی کھڑکی میں سے جھانکنے لگے اور چاندنی کے موتیوں کی لڑی ٹوٹ جائے۔

پھر میں بھاگتی ہوئی اپنے گھر آجاؤں اور مجھ سے کوئی یہ پوچھنے والا نہ ہو کہ میں کہاں تھی کیا کر رہی تھی؟ اور اتنی دیر کہاں رہی؟ ریڈیو پہ انتہائی حسین نغمے جاری ہوں اور میں اپنے مہربان چہروں کے درمیان مسرور شہزادیوں کی طرح بیٹھ کر شام کی چائے پیئوں۔ اور اس کے بعد جب رات گہری ہو جائے تو کھانے سے فارغ ہو کر پھولوں اور کلیوں میں گھر کر اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو معصوم پریوں کی کہانیاں سناؤں اور جب انھیں نیند آجائے اور وہ سو جائیں تو میں بھی ستاروں کی چھاؤں میں لیٹ کر پھولوں کے بستر پہ خواب دیکھتی ہوئی حسین وادیوں میں چلی جاؤں۔

پھر جب صبح ہو تو میں منہ اندھیرے ہی اٹھ بیٹھوں اور سیر کے لیے پہاڑوں کی طرف نکل جاؤں۔ بلند پہاڑیوں پہ پہنچ کر میں تازہ ہواؤں کے جام پیوں۔ اور گلاب کے پھولوں کو اپنی آنکھوں سے لگاؤں اور بہت سے حسین پھولوں کو توڑ کر ایک گلدستہ بناؤں اور جب سورج طلوع ہو تو اس کی اولین پیاری کرنوں کو اپنی آنکھوں میں بسالوں جس سے میری نگاہوں میں ایک خاص قسم کی چمک آجائے۔ پھر ہوا کے ساتھ ساتھ اڑتی، ان کے خانہ بدوشوں جیسے گیت گاتی واپس آجاؤں۔ ناشتے سے فارغ ہو کر سرو کے درختوں کے درمیان آرام کرسی پہ نیم دراز ہو کر کالج کا کام کروں۔ پال کو خط لکھوں کہ اگر تم کبھی یہاں آجاؤ تو کتنا مزہ آئے۔

اور بس ساری زندگی یونہی گذار دوں۔ کاش میں زندگی کے چند برس ہی اپنی مرضی کے مطابق گذار سکوں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں صبح سویرے بستر سے اٹھ کر سیر کو نکل جاؤں اور تاروں کی چھاؤں میں پگڈنڈیوں، باغوں اور کھیتوں میں سے ہوتی ہوئی دور دور کی سیر کروں مگر یہ گھر والے! یہ کہیں نہیں جانے دیتے مجھے ان پہ بڑا غصہ آتا ہے بھلا صبح کا اتنا خوبصورت سماں سونے کے لیے ہوتا ہے؟ یہ باسی لوگ جو دس دس بجے تک بستر

Marfat.com

پر پڑے رہتے ہیں۔ مجھے ان سے نفرت ہے۔

پھر جی چاہتا ہے کہ اس نظام ہی کو بدل دوں اور ان سب لوگوں کو صحت مند اصولوں پر زندگی بسر کرنے کا سبق دو۔ کیونکہ زندگی صرف ایک ہی بار ملی ہے اور ہمیں اس دنیا میں بار بار لوٹ کر نہیں آنا۔ مجھے اس زندگی سے کس قدر محبت ہے! کاش کوئی جان سکے۔ مجھے پھولوں اور پہاڑوں سے بے پناہ محبت ہے مگر افسوس کہ ان سے دور ہوں۔ بہت دور ہوں۔ میں ان جگہوں کو چھوڑ دوں گی۔ میری زندگی کے انتہائی قیمتی لمحات یونہی ضائع ہو رہے ہیں۔ ان گندے لوگوں کے درمیان جو رات رات بھر اپنی بیویوں سے لڑتے جھگڑتے اور گالیاں بکتے رہتے ہیں۔ جو ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کا خون کر دیتے ہیں۔ جن کی زندگیوں کا کوئی اصول اور کوئی مقصد نہیں جو محض جانوروں کی طرح جی رہے ہیں۔

میں آج کل اپنی خالہ کے ہاں آئی ہوئی ہوں۔

کل اتوار کی دوپہر کو خاور، اختر اور ننھی کو ثمر اور میں نے مل کر خوب آنکھ مچولی کھیلی ان کا مکان بہت بڑا ہے اور کھیلتے ہوئے بڑا لطف آیا۔ ایک دفعہ کوثمر، میرا خالہ زاد بھائی اور میں اس جگہ چھپ گئے جہاں سردیوں میں لحاف وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔ اب کسی کا خیال بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ خاور اور اختر ہم تینوں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے مگر ہمیں نہ پا سکے۔ کتنی دیر بعد انھیں پتہ چلا تو وہ شور مچا کہ لطف آ گیا لیکن وہاں چھپے چھپے میں نے تمھیں کتنا یاد نہیں کیا! کاش میرے چھوٹے خالہ زاد بھائی کی جگہ تم ہوتے۔ پھر میں نے تصور میں تمھیں اپنے بالکل پاس دیکھا۔ مگر تم حقیقت میں وہاں نہیں تھے۔ پھر میں نے تمھیں بہت یاد کیا۔

ان لمحوں میں یاد کیا جبکہ چاندنی رات میں گھاٹیوں میں خوبصورت رنگوں والے پھول کھل رہے ہوں اور آسمان کے مشرقی کناروں پر بادلوں کے نورانی ٹکڑے چمک رہے ہوں یا سورج شہنشاہ کی طرح کرنوں کے تخت پر بیٹھا طلوع ہو رہا ہو۔ اس لیے کہ ہماری ملاقات بہار کے انہی خوبصورت دنوں اور چاندنی کے پھیلے ہوئے نور میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

ہم نے انہی حسین مناظر میں ڈوب کر ایک دوسرے کو پیار کیا ہے اور ہم نے انہی پھولوں کی طرح اپنے دلوں کو معصوم رکھا ہے۔ پھر میں تمھیں ایسے موقعوں پر کیسے بھول سکتی ہوں؟ تم مجھ سے دور بھی ہو جاؤ گے تو میں تمھیں کبھی نہ بھول سکوں گی۔ ہمیشہ یاد رکھوں گی سب کچھ فنا ہو سکتا ہے مگر میرے پال! یادیں کبھی فنا نہیں ہوا کرتیں۔ یہ وقت کے ساتھ زیادہ اجاگر ہوتی چلی گئی ہے۔ یادیں زندگی بنتی ہیں۔ ایسے دل آویز لمحے فانی ہوتے ہیں، مگر ان کی یاد غیر فانی ہوتی ہے اور محبت انسان اس وقت کرتا ہے جب اس پر خدا کی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

محبت انسان کو اس کی سطح سے بلند کر دیتی ہے۔ ہم دونوں آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ ہماری محبت کا پودا بڑھ کر شجر کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ خدا جانے مستقبل میں کیا ہو؟ کیا نہ ہو؟ اور سنو! وہ خواب جو تم نے سنایا تھا۔ وہ بڑا ہی پیارا خواب تھا۔ کاش ہم کسی دن یونہی تیرتے ہوئے دریا کے دوسرے کناروں تک جائیں۔ ہمارے اوپر طرح طرح کے حسین پھولوں کی بیلیں جھول رہی ہوں اور جہاں جہاں سے ہم گزریں۔ ہمارے سر جب ان بیلوں سے ٹکرائیں تو ہمارے اوپر پھولوں کی بارش ہو۔ اور ہمارے دیکھتے دیکھتے پانی پر پھولوں کی نرم اور رنگین چادر بچھ جائے اور ہم بھی انہی پھولوں کی طرح بہتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا لگیں۔

لیکن افسوس کہ مجھے تیرنا نہیں آتا۔ ایک دفعہ کالج کی طرف سے ہمیں تیرنا سکھلانے کے لیے لے جانے کا پروگرام تھا مگر پھر وہ پورا نہ ہو سکا۔ مجھے کتنی حسرت ہے کہ میں بھی مچھلیوں کی طرح بڑے مزے سے پانی میں تیروں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں پانی میں مچھلی بن کر بہت خوش رہوں گی۔ اگر خدا مجھے مچھلی بنا کر پیدا کرتا تو اس کی کتنی مہربانی ہوتی۔ تم مجھے تیرنا سکھلا دو گے پال! پھر ہم دونوں روزانہ چٹانوں پر سے کود کر سمندر میں چھلانگیں لگایا کریں گے اور تیرا کریں گے۔ کتنا مزہ آئے گا۔ زندگی بڑی سہانی اور خوش گوار گزر سکتی ہے۔ لیکن ان لوگوں کو نہ جانے کیا ہو جاتا ہے۔ ہماری ذرا سی خوشی بھی انھیں نہیں بھاتی۔ جب ہمیں ذرا خوش دیکھتے ہیں فوراً اپنے منحوس چہرے لے کر وہاں پہنچ جاتے ہیں۔

Marfat.com

دراصل یہ لوگ اپنے گندے ماحول سے ذرا بھی بلند ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ ہمارے گھر والے بھی۔ یہ کہتے ہیں کہ جو رسمیں اور روائتیں پہلے سے بن چکی ہیں۔ ان سے ذرا بھی انحراف نہ کیا جائے۔ بس پرانی لکیر کو پیٹا جائے میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جس چیز سے دل نفرت کر رہا ہے محض روایات کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے اسی کو گلے لگایا جا رہا ہے اور پھر ساری زندگی رو رو کر گذاری جا رہی ہے۔ اگر مجھے کہیں ایسی زندگی گذارنی پڑے تو میں فوراً بغاوت کا پرچم ہوا میں لہرا دوں اور ایسی زندگی سے لڑتے ہوئے مرجانا زیادہ بہتر سمجھوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میری پچھلی ساری زندگی آنسوؤں کے درمیان گذری ہے لیکن یہ ساری جدوجہد اس ماحول سے بلند ہونے کے لیے تھی۔ اب میں اپنی ساری زندگی بڑے خوبصورت اور دل پسند طریقے سے بسر کرنا چاہتی ہوں۔ زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں۔ یہ گھر والے، یہ ہر لڑکی کے گھر والے! یہ لوگ آخر رسم و رواج کے اتنے پابند کیوں ہوتے ہیں؟ انھیں کون سمجھائے کہ زمانہ کہاں سے کہاں جا پہنچا ہے — میں تے ابھی یہ جملہ پورا ہی کیا تھا کہ برابر والے مکان سے ایک دم نالہ و شیون کی صدا بلند ہوتی۔ پتہ چلا کہ ایک عورت مرگئی ہے۔ میں اپنی خالہ کے یہاں سے آج ہی واپس چلی جاؤں گی یہ بھیانک موت بڑی بُری ہے۔ یہ زندگی کا مذاق اڑا رہی ہے۔ اُف! میرے خدا! تُو نے اتنی حسین زندگی بنا کر موت کو کیوں پیدا کر دیا؟ مجھے موت سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ میں ابھی نہیں مرنا چاہتی میں کبھی نہیں مرنا چاہتی۔ اگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم مجھے کبھی نہیں مرنے دو گے۔ تو میں سب کچھ چھوڑ کر تمھارے پاس آجاؤں گی اور تمھارے ساتھ ملک ملک کی آوارہ گردی کرتی پھروں گی تم مجھے اپنے مضبوط بازوؤں کی گرفت میں لے لینا تاکہ جب موت آئے تو ہمیں ایک دوسرے میں محو دیکھ کر واپس چلی جائے۔

اب میں تمھیں ایک ایسے کمرے میں آکر خط لکھ رہی ہوں جہاں ان عورتوں کے رونے پیٹنے کی آوازیں بالکل نہیں آ رہیں۔ کاش تم یہاں آجاتے۔ اگر تم بھی اس کمرے میں آجاؤ تو میں خط کو پھینک کر بھاگ کر تمھارے پاس آجاؤں اور تمھارے سینہ سے لگ کر آنکھیں

Marfat.com

نیند کر لوں مجھے موت سے بڑا ڈر لگتا ہے۔

تم چپکے سے آ جاؤ

اور جب تم آ جاؤ گے تو پھر نیند کھڑکی سے باہر بادل زور سے گرجے گا اور ایک دم بارش شروع ہو جائے گی اور میں تمھارے لیے سبز چائے تیار کروں گی۔ زندگی کی یہ رات کتنی حسین نہ ہو جائے جیسے آخری رات ہو۔

تم نے اس دن کہا تھا کہ ہم قبرستان میں چل کر ملیں گے۔ توبہ! یہ نام پھر کبھی نہ لینا میں آج تک قبرستان نہیں گئی اور مر بھی گئی تو قبرستان میں دفن نہیں ہوں گی۔ اوّل تو مجھے مرنا ہی نہیں اور اگر مرنا بھی ہوا تو دریا میں کود کر مروں گی۔ میری کوئی کتنی ہی پیاری سہیلی کیوں نہ مر جائے میں اُسے کبھی دیکھنے نہیں جاتی۔ میری ایک بڑی پیاری سی سہیلی ہے اور وہ مجھے بہت چاہتی ہے۔ اس کا نام ثریا ہے۔ ایک دن کہنے لگی کہ اگر میں مر بھی گئی تو تمھارے پاس خواب میں ضرور آیا کروں گی۔ میں نے فوراً اس سے کہہ دیا۔ خدا کے لیے خواب میں کبھی نہ آنا۔ تم مرنا چاہو تو شوق سے مر جاؤ۔ مگر میرے پاس خواب میں کبھی نہ آنا۔ پھر میں نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ مرنے کے بعد مجھ سے ملنے خواب میں نہیں آئے گی۔

ان دنوں رُت بدل رہی ہے۔ جی چاہتا ہے پھیکی پھیکی زرد دھوپ میں کسی درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے سبزے کو دیکھتی رہوں۔ مرد بھی کس قدر خود مختار ہوتے ہیں۔ آپ تو رات کے بارہ بارہ بجے تک باغوں اور پارکوں کی سیر کر سکتے ہیں لیکن ہم لڑکیاں گھر سے باہر قدم تک نہیں رکھ سکتیں۔

دیکھو! آج آسمان کی چھت پہ کتنے خوبصورت بادل منڈلا رہے ہیں۔ ہائے یہ بہار کے بادل! آج اتنی مدت بعد نہ جانے کدھر نکل آئے شاید راستہ بھول گئے ہیں۔ ہوا کتنی خوشگوار ہے اور ہلکی ہلکی سردی ہے آج کا دن سیر کے لیے کتنا اچھا ہے۔ جی چاہتا ہے تمھیں ساتھ لے کر جنگلوں میں بھاگ چلوں خوشبوؤں سے بھرے ہوئے جنگلوں میں جہاں بڑے بڑے اونچے شاندار، گنجان درخت قطار اندر قطار کھڑے ہوں اور بہار کی ہواؤں میں جھوم رہے ہوں۔ سورج مشرقی افق سے طلوع ہو رہا ہے۔ اس

Marfat.com

کی روشنی کتنی پیاری لگ رہی ہے اور اس پیارے موسم میں، میں تمھیں یاد کر رہی ہوں۔

تمھارا خیال میری زندگی کا جزو بن گیا ہے۔

تمھارے متعلق سوچتی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے کنول کا پھول اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہو جیسے بلند پہاڑوں پہ بارش کا رقص دیکھ رہی ہوں۔ جیسے خوشبوؤں اور روشنیوں میں ڈوبا ہوا کوئی سنہری خواب دیکھ رہی ہوں۔ یہ نیلا نیلا آسمان، یہ اُجلے اُجلے سفید چمکدار بادل، یہ ٹھنڈی ہوا، یہ صبح کا پیارا پیارا سماں، کتنا جی نہیں چاہ رہا کہ تمھارے ساتھ سیر کو جاؤں۔ ابھی ابھی میں اُداس تھی۔ لیکن اب بہت مسرور ہوں۔ موسموں کے ردّوبدل کا مجھ پہ گہرا اثر ہوتا ہے۔

آؤ آج بادلوں کے ان قدیم مرمریں گنبدوں میں چلیں۔ شاید پھر ایسے بادل کبھی نہ آئیں۔ میری خالہ مجھے خط لکھتا دیکھ کر کہہ رہی تھیں۔

"تو صبح سے بیٹھی کالج کا کام رہی ہے اب بس کر دے۔"

اور میں نے کہا

"خالہ جان! اگر کام نہیں کروں گی تو پاس کیسے ہوں گی؟"

تمھاری

بلقیس

Marfat.com

میرے پال!

یوں لگتا ہے جیسے تم سے ملے، تمھیں دیکھے، تمھیں خط لکھے اور تمھاری باتیں سنے ایک طویل مدت گذر گئی ہے۔ میں نے اس عرصہ میں تمھیں کئی ایک خط لکھے سیاہی سے بھی اور آنسوؤں سے بھی۔ آنسوؤں سے اس لیے نہیں کہ میں تمھاری جدائی میں بہت بیقرار تھی بلکہ اس لیے کہ گھریلو حالات نے کچھ اس طرح پلٹا کھایا تھا کہ میں تم سے جدا ہوتی ہوتی رہ گئی تھی۔ اگرچہ یہ حالات اب بھی درست نہیں ہوئے پھر بھی میں نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا ہے۔ یہ سارے پریشان خط میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ پرسوں رات یہ سب کچھ پیش آیا۔ میں تمھیں سب کچھ بھیج دیتی مگر قائدِ ملت کی اچانک موت نے ہر چیز پہ گہرا غم طاری کر دیا۔ بہت بڑا غم آئے تو چھوٹا غم اس کے نیچے دب کر رہ جاتا ہے۔ گھر میں بات اٹھتی اٹھتی دب کر رہ گئی۔ پھر بھی میں تمھارے لیے بہت پریشان رہی اور تمھارے متعلق بہت کچھ سوچتی رہی۔ میرا خیال تھا کہ وہ خطوط تمھیں نہیں بھیجوں گی بلکہ ان سب کو اس خط میں مفصل طور پر لکھ دوں گی۔ اور میں فرصت پا کر بڑے اطمینان سے لکھنے بیٹھی ہی تھی کہ ہمارے گھر میں ایک بوڑھی عورت آ گئی۔ گھر میں اور کوئی نہیں تھا۔ اب جو اس

Marfat.com

نے مجھ سے باتیں شروع کیں تو میں بور ہو کر رہ گئی۔ ابھی ابھی بڑی مشکل سے اسے رخصت کیا۔ لیکن اب اتنا وقت نہیں رہا کہ تمھیں ہر بات مفصّل طور پہ لکھ سکوں۔ اس کے علاوہ دماغ بھی بے حد تھک چکا ہے اور سارے خیالات منتشر ہو گئے ہیں۔

پرسوں رات کے واقعے کے متعلق پھر کسی نے گھر میں کوئی بات نہیں کی بس قائد ملّت کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ سارے ماحول پہ گہری افسردگی طاری رہی۔ ریڈیو بجتا رہا اور سارا گھر "قائدِ ملّت کو قبر میں اتارے جانے کی افسردہ کارروائی سنتا رہا۔ کل سارے دن میں خود پریشان رہی۔

میں نے کھانا تک نہ کھایا۔ لیکن اب میں نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا ہے۔ اگر میں نے ابھی سے ہتھیار ڈال دیئے تو پھر میری فتح کیونکر ہو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ جب روپیہ بولتا ہے تو صداقت کو چپ لگ جاتی ہے لیکن میں کبھی چپ نہیں رہوں گی۔ یہ سب محض پتھر ہیں اور پتھروں سے محض آگ ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ مہر و محبت کی روشنی کبھی نہیں پیدا ہو گی۔ آج میں نے اپنے ذہن کو بالکل اس طرح صاف کر لیا ہے۔ جس طرح اسفنج سے سلیٹ کو صاف کیا جاتا ہے۔ میں زندگی کی بے رحم حقیقتوں اور ناہمواریوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کروں گی اور مزاج میں اس دھرتی کی طرح بن جاؤں گی۔ جو برابر روندے جانے پہ بھی سانس لیتی ہے۔ کہیں گلزاروں کی صورت میں متبسّم ہے اور کہیں چٹیل میدانوں کی صورت میں مغموم۔ اصل میں میں اپنے چچا جان اور چچا زاد بھائی کی باتوں کو ہمیشہ معاف کر دیا کرتی ہوں۔ اور ہمیشہ ان کی عزت کرتی ہوں۔ لیکن کل انھوں نے مجھے بڑے سخت الفاظ کہے۔ بھیّا کے لہجے میں تو اس قدر طنز بھرا ہوا تھا جیسے میں ان کی کوئی دشمن ہوں۔ ان کو شاید معلوم نہیں کہ عورت بڑے بڑے گہرے زخم بھول جاتی ہے لیکن بعض اوقات چھوٹی سے چھوٹی بات بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جب میں کسی کو اچھا سمجھتی ہوں تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس کے خیال سے باز نہیں رکھ سکتی۔

میری محبت وہ ستون ہے جسے ہلا دینا طوفان اور زمانے کے سیلابی رَو کی طاقت سے باہر ہے۔ میں بڑی جلدی جلدی میں یہ خط لکھ رہی ہوں۔ پال! جب بھی کوئی لڑکی

Marfat.com

شکل سامنے آجاتی ہے اور میرے ارد گرد فتنے بیدار ہوتے ہیں تو مجھے تمہارے وہ الفاظ یاد آجاتے ہیں جو تم نے ایک دن مجھ سے کہے تھے کہ ”بلقیس! چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اپنے دل کا سکون خراب نہ کرنا۔“

ہاں! میں نے تمہارے ان الفاظ کو اسی وقت ذہن میں مرقسم کر لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنی جگہ پر مکمل طور پہ مطمئن ہوں۔

تمہاری
بلقیس

Marfat.com

کل شام تمہارا ایک دلچسپ خط ملا۔

میرا خیال ہے تم نے آج تک ایسا دلچسپ خط کبھی نہیں لکھا۔ خط میں تمہارے جو مزاحیہ شعر تھے ان کا تو کہیں جواب ہی نہیں ہے۔ ہمارے ایک رشتہ کے بھائی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو شاعر سمجھتے ہیں۔ بہت بڑا شاعر سمجھتے لیکن ہیں کچھ بھی نہیں۔ جب وہ ہمارے گھر آتے ہیں تو ہم ہنسی کو بمشکل ضبط کر کے ان سے کہتے ہیں کہ اپنا تازہ کلام سنائیے، پہلے آپ انکار کرتے ہیں۔ جب دو ایک بار اصرار ہوتا ہے تو بڑے مزے سے کمال بے نیازی کے ساتھ سر کو ایک طرف جھٹک کر بالوں کی ایک لٹ اپنے ماتھے پہ گرا لیتے ہیں۔ اس سے ہمیں فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ "آمد" کی حالت طاری ہو رہی ہے۔ پھر بڑا مزا آتا ہے۔ ہنس ہنس کر ہمارے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں عجیب اوٹ پٹانگ شعر سناتے ہیں۔ چند روز ہوئے وہ ہمارے گھر آئے تھے میں گھر پہ نہیں تھی۔ مجھے سارے کمروں میں تلاش کرتے پھرے۔ کچھ نئے شعر لکھ کر لائے تھے۔ جب میں کہیں نہ ملی تو جاتی دفعہ میری کاپی پہ یہ شعر لکھ گئے ؎

یا الٰہی! دنیائے عشق میں پاؤں کیوں پھسل جاتا ہے
کیا یہاں بارش ہی بارش ہوتی رہتی ہے

Marfat.com

جب یہ حضرت شعر سنا رہے ہوں تو ان کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے۔ میں تو اُن کے پاس اکیلے بیٹھے ہوئے بہت گھبراتی ہوں۔ نیم وا آنکھوں سے میری طرف دیکھیں گے نتھنے پھول رہے ہوں گے ٹکٹکی بندھ رہی ہوگی۔ ایسے موقعوں پر میں بچاؤ کے لیے ہمیشہ دروازے کی طرف دیکھ لیا کرتی ہوں کہ بند ہے یا کھلا۔ پھر جناب بڑی مشکل سے لب کشائی کرتے ہیں اور مطلع عرض کرتے ہیں۔ کیا شعر کہتے وقت ایسی ہی حالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بات ہر شاعر کے ساتھ ہوتی ہے تو تم شعر مت کہا کرو۔

ان دنوں ہمارے گھر میں ایک عجیب چہل پہل سی لگ رہی ہے۔ چھٹیوں کے دن بھی کم بخت بڑے ہنگامہ پرور ہوتے ہیں۔ سکون اور تنہائی کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں آتا۔ کوئی آرہا ہے، کوئی جا رہا ہے۔ بڑی مشکل سے وقت نکال کر اور کمرہ اندر سے بند کر کے تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔ اس خط میں میں تم سے صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ آج کل چاندنی راتیں ہیں اور بڑی حسین چاندنی راتیں ہیں۔ یہ راتیں مجھے پاگل بنا دیا کرتی ہیں۔ راتیں ہر چیز کو بدل دیا کرتی ہیں۔ چاہے وہ برفباری کی راتیں ہوں یا برسات کی اور یا چاندنی۔ رات کے وقت ہر شے ایک نیا روپ بھر لیتی ہے۔ میں ایسی چاندنی راتوں میں بہت کم سویا کرتی ہوں۔ ان راتوں میں، مجھ پر ایک ایسا سحر طاری ہو جاتا ہے کہ میں بے سدھ سی ہو کر بستر پر لیٹی رہتی ہوں۔ نیند مجھ سے کوسوں دور ہوتی ہے۔ پچھلی دونوں راتیں میں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ باغ کی خوب سیریں کیں تمھیں کیا بتاؤں کہ میں نے وہاں کیا کچھ محسوس نہیں کیا۔

گنجان درختوں تلے سبز اور نیلی چاندنی اندھیرے پر باہیں پھیلائے سو رہی تھی جیسے پریوں کی کوئی خوابگاہ ہو۔ بس یہی جی چاہتا تھا کہ ساری زندگی اسی روشنی اور اسی ساتے میں گذار دوں۔ ایسی ہی چاندنی رات میرے دل و دماغ پر بھی چھائی ہوئی ہے اور میں اسی طرح روشنی اور اندھیرے کے جال پر لیٹی چپ چاپ تاروں کی چھاؤں میں حسین و جمیل خواب دیکھتی رہتی ہوں۔

پرسوں رات، اس چاندنی کے سیلاب نور میں میں نے تمھیں بہت یاد کیا۔ اگر تم بھی ہمارے

Marfat.com

ساتھ ہوتے تو ماحول کس قدر زیادہ دلکش نہ ہوتا۔ آسمان سے تارے جھانک رہے تھے پتّوں اور شاخوں میں اُلجھے ہوئے چمکیلے ستارے کس قدر حسین دکھائی دے رہے تھے اگر کبھی ہم ان حسین چاندنی راتوں میں اکٹھے ہوئے تو میں تم سے ایسی محبت بھری باتیں کروں گی کہ تم حیران رہ جاؤ گے۔ ابھی تک تم نے میری محبت کی آواز نہیں سُنی۔ میری محبت کا چہرہ ابھی تم سے بہت دُور ہے میں نے ابھی تک اس خوبصورت بُت کی نقاب کشائی نہیں کی۔ بس ایسی ہی جگہوں پہ میری محبت سانس لے کر بیدار ہوتی اور اپنی آنکھیں پوری طرح کھول دیتی ہے۔ پھر وہ دیکھتی ہے۔ بولتی ہے سنتی ہے اور محسوس کرتی ہے چاند کی کرنوں میں تحلیل ہو کر میری روح بالکل اپنے اصلی اور حقیقی انداز میں نمایاں ہوتی ہے۔

چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ میں دنیا کی ہر حسین جگہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں گی۔ اپنے ہاتھوں سے چھوؤں گی۔ میں دنیا کی ہر چیز چھوڑ کر دنیا کی سیاحت کے لیے نکلنا چاہتی ہوں۔ تمہارے ساتھ — !

مجھے زیورات، گوٹہ لگے کپڑوں، مکانوں اور چھتی ہوئی سرد ڈیوڑھیوں سے نفرت ہے بس تمہارے ساتھ خانہ بدوشوں کی طرح ملک ملک گھومتی پھروں گی۔ تمہارے ساتھ۔ جس کی آنکھوں میں محبت کے پھول ہیں، ہوس کے کانٹے نہیں ہیں۔ جس دن آسمان پہ بادلوں کے کارواں آن رکیں گے اور موسلادھار بارش ہوگی۔

ہم اس دن ضرور ملیں گے

تمہاری
بلقیس

Marfat.com

پیارے دوست!

گھر والے سبھی دریا پر سیر کو جا رہے ہیں اور مجھے بھی ساتھ لے جانے پر اصرار کر رہے ہیں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا ہے۔ میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ میں یہ خط بڑے غمگین موڈ میں لکھ رہی ہوں۔ اس وقت میری آنکھوں میں آنسو تیر رہے ہیں۔ یہ وہ آنسو ہیں جو دل کے لاکھوں زخموں کو چھو کر باہر آتے ہیں۔ میں بہت جلد اداس ہو جاتی ہوں اور بہت جلد خوش بھی ہو جایا کرتی ہوں۔ تم نے ٹھیک لکھا ہے کہ میرا ماضی بنجر زمین کی طرح کھلا پڑا ہے اور مجھے اس سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ میں نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ پہلے میں ان غلطیوں کو یاد کر کے خون کے آنسو رویا کرتی تھی۔ لیکن اب میں نے ان غلطیوں کو تجربات کا نام دے کر ان سے عبرت حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں اب آنسو بہا بہا کر اپنی زندگی کے سوگ کو ایک روگ میں تبدیل کرنا نہیں چاہتی۔ میرے تجربوں نے مجھ میں مشاہدے کی گہرائی، حالات کی نباضی اور تاریخ کا فہم پیدا کر دیا ہے۔ میں ایسے ویسے دھوکے کبھی نہیں کھا سکتی۔ اب میں برف پارے کو کبھی انگارہ تسلیم نہ کروں گی اور کاغذی پھولوں سے کبھی خوشبو کی طالب نہ ہوں گی۔

Marfat.com

حقیقت یں، یں اپنے ماحول کی ماری ہوئی لڑکی تھی اور میرے ماحول نے مجھے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے سب سے پہلے میرے خیالات پہ غم کا گہرا وار کیا اور انھیں ہمیشہ کے لیے کچل کر رکھ دیا۔ لیکن اب مجھ پہ ہر بات کا بھید کھل چکا ہے اور کسی فریب یں نہیں آسکتی۔ کل میرے ذہن کی کچھ اور حالت تھی اور آج کچھ اور ہے۔ آزردہ تو آج بھی ہوں لیکن کل بہت زیادہ غمگین تھی۔ کل میں نعیمہ کے پاس کالج میں بیٹھ کر ایک گھنٹہ تک تمھاری باتیں کیں۔ ان باتوں کے دوران میں، یں کسی اور ہی دنیا میں نکل گئی۔ اس دنیا میں جہاں ہر شخص مجھے اجنبی دکھائی دے رہا تھا۔ پھر یں نے ہر چوک، ہر گلی، ہر بازار یں تمھیں آواز دی مگر تم کہیں نظر نہ آئے۔

بہر حال اب ہمیں ان غموں کا بہت کم ذکر کرنا چاہیئے۔ یں اپنی زندگی یں سے ان تمام تلخیوں کو نکال کر باہر پھینک دوں گی جو میری خوشیوں یں زہر ملا رہی ہیں۔ زندگی کا مقصد محض رونا ہی نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ زندگی کی بڑی توہین ہو گی۔ ابھی ابھی یں نے چائے کی دو پیالیاں پی ہیں۔ بڑی گرمی لگ رہی تھی۔ پہلی پیالی پینے کے بعد اس خیال سے کہ چائے گرمیوں یں ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ دوسری پیالی بھی پی گئی۔ باہر دھوپ ناچ رہی ہے اور یں اس کے گرم رقص کو نظر انداز کر کے کمرے یں بیٹھی تھیں خط لکھ رہی ہوں۔ کیا تم نے رات کو چاند دیکھا تھا؟ وہ چاند نہیں تھا۔ یں تھی ــــ!

رات پھر میری نیند اچاٹ ہو گئی اور چاند عین میری چارپائی کے اوپر میرے چہرے کے اوپر مجھ پر جھکا اپنی چمکیلی نگاہوں سے مجھے تکتا رہا۔ اس کی چمک کے سامنے یں اپنی آنکھیں چار نہ کر سکی۔

چاند بڑا ہی چمکیلا ہو رہا تھا۔

آنکھیں چندھیائی جا رہی تھیں۔ یں نے سوچا کہ ایسے چاند کو اگر دیکھو تو آنکھوں یں ایسی ہی چمک آجاتی ہے۔ ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اور پھر یں اسے دیکھتی رہی اور مجھے کل کا دن یاد آگیا۔ جب یں نعیمہ کے پاس بیٹھی تمھاری باتیں کرتی رہی تھی۔ معلوم ہوتا ہے تم چاند کو ــــ پورے چاند کو کبھی پیار سے نہیں دیکھتے۔ یں تو چاند کی دیوانی ہوں۔

Marfat.com

میں تو اسے دیکھ کر اتنی بلندیوں پہ پرواز کرنے لگتی ہوں کہ ساری دنیا ایک دھبہ سا نظر آنے لگتی ہے ۔۔۔ محض ایک دھبہ ۔۔۔ جسے کسی وقت بھی چھوڑا جا سکتا ہے اور فراموش کیا جا سکتا ہے ۔ پھر میں تمھیں اور صرف تمھیں یاد کرتی ہوں ۔

خدا کرے کہ تمھاری زندگی اس شاداب نخلستان کی طرح گذرے جس پہ ہمیشہ بہار کے بادلوں کا سایہ رہتا ہے ۔ کامیاب اور مسرور ۔ !

تم میری بیماری پہ پریشان نہ ہوا کرو ۔ یہ تو بس ایسے ہی ہوتی ہے ۔ اب میں بالکل تندرست ہوں ۔ خط کا یہ باقی حصّہ صبح اٹھ کر لکھ رہی ہوں ۔ سارے آسمان کو نہایت ہی دلفریب سرمئی بادلوں نے ڈھانپ رکھا ہے ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی انتہائی خوشگوار اور مرطوب ہوا چل رہی ہے ۔ صبح کا نہایت سہانا اور پاکیزہ سماں ہے ۔ اس مقدّس صبح کے نرم و معطر اجالے مدھر راگنیوں کی طرح چاروں طرف پھیل گئے ہیں ۔ جھاڑیوں اور کنجوں میں اندھیرے کا تاریک ریشم سمٹ رہا ہے ۔ میں اپنے آنگن والے درخت کے نیچے بیٹھی تمھیں خط لکھ رہی ہوں ۔ اس شہر سے باہر باغوں میں حدِّ نگاہ تک پھیلا ہوا ہرا بھرا سبزہ شبنم میں نہا دھو کر مسکرا رہا ہوگا ۔ کتنی ہی کلیاں چٹک چٹک کر پھول بن چکی ہوں گی اور اب پتّوں کے گھونگھٹ میں شرما رہی ہوں گی ۔ گنجان درخت چپ چاپ کھڑے ہوں گے اور ان کی شاخوں میں خوش الحان پرندے میٹھے راگ الاپ رہے ہوں گے

پچھلے دو دلوں سے بہت زیادہ گرمی ہو گئی تھی ۔ زندگی کی یہ چلچلاتی دوپہریں ۔ میں ہمیشہ آنکھیں بند کر کے ، ایک ایک لمحہ گن گن کر گذارا کرتی ہوں ۔ لیکن کل شام ہی سے بادلوں کے جھمگٹ نیلے آسمان پہ جمع ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی گہرے نیلے سمندر میں کھیلنے کودنے چلے گئے تھے اور اب خوب جی بھر کر کھیل کود کر پانی پی کر ، گلپوش مرغزاروں کی سیر کرنے پھر ادھر نکل آئے ہیں ۔ یہ بادل آسمان پہ ایک جگہ رکنے کا نام نہیں لیتے ۔ بس کھلنڈرے بچّوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ رہے ہیں ۔ ان کی کہانی سننے کو جی چاہتا ہے کچھ دن سے کہنے اور کچھ دن سے سننے کو جی چاہتا ہے ۔

رات کتنی تیز بارش ہوتی رہی تھی ۔

Marfat.com

بس ایسی ہی تیز بارش مجھے بے حد پسند ہے۔ قطرہ قطرہ گرنے والی بارش سے دم گھٹنے لگتا ہے اور حبس سا ہو جاتا ہے۔ ہم لوگ اندر کمروں میں سوئے ہوئے تھے۔ رات کوئی ایک بجے کے قریب میری آنکھ کھل گئی۔ میرے پاؤں کے ساتھ کوئی گرم گرم چیز لگی بیٹھی تھی۔ دیکھا تو بلی صاحبہ سو رہی تھیں۔ میں نے اس کو تو کچھ نہ کہا اور خود کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔ باہر بڑے زور کی بارش ہو رہی تھی۔ میری نیند غائب ہو گئی اور میں کھڑکی سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ گرتی بارش کی ہلکی ہلکی پھوار میرے چہرے پہ بھی گرنے لگی۔ گلی سنسان تھی اور بارش میں پرنالے شور مچا رہے تھے۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور ان جنگلوں، پہاڑوں اور میدانوں کا تصور کیا جہاں اس وقت بارش ہو رہی ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی مجھے تمہارا خیال آ گیا۔

کیا یہ بارانی رات اپنے محبوب کو یاد کرنے کے لیے ہی ہوتی ہے؟ یہی راتیں تو ہوتی ہیں جب دلوں میں سوئے ہوئے گیت بیدار ہوتے ہیں اور ہر جذبہ دل کی کھڑکی میں سے چھپ چھپ کر دیکھنے لگتا ہے۔ میرے پال!

میں رات بہت دیر تک کھڑکی سے لگی بارش میں تمہارا انتظار کرتی رہی لیکن تم نہ آئے۔ میرا خیال تھا تم ابھی جنگلوں اور میدانوں میں سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے آؤ گے اور میرے پاس آ کر اپنا لباس جھاڑ کر کہو گے۔

"بارش نے میرا راستہ روک لیا تھا شہزادی ورنہ میں بہت جلد پہنچ جاتا۔ پھر بھی میں آ گیا ہوں۔"

اور میں کہتی

"لیکن اب دیر ہو گئی ہے۔"

"دیر؟ محبت میں دیر کبھی نہیں ہوتی شہزادی! آؤ یہاں سے چلے چلیں!"

پھر بارش ایک دم رک جاتی اور بادلوں میں سے چاند نمودار ہوتا۔ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جھیل کے کنارے آ کر بیٹھ جاتے۔ چاند بھی وہاں تک ہمارے ساتھ آتا اور پھر ایک مخلص پاسبان کی طرح ہماری نگہداری کرنے لگتا۔ ہم دونوں جی بھر کر باتیں کرتے تمہارے

Marfat.com

ہاتھ میں نرگس کے پھول ہوتے جنھیں تم بڑی خوبصورتی سے میرے بالوں میں سجا دیتے اور میرا سر خود بخود تمھارے سینے سے لگ جاتا۔

اس کے بعد ہم زبان سے ایک لفظ نہ کہتے۔ بس ایک دوسرے کے قرب کو محسوس کرتے اور مخمور سے ہو کر آنکھیں بند کیے بیٹھے رہتے۔ ہم اپنے پیار کو اپنے قریب دیکھ کر اپنی نظروں سے پھول، رس اور نغمے چنتے رہے۔ ہماری آنکھوں میں نئے ستارے، نئے نغمے نئے رقص اور نئے گیت جاگ اُٹھتے جو کلیوں سے زیادہ پاکیزہ اور شبنم سے زیادہ معصوم ہوتے اور پھر صبح کی پہلی کرن مشرقی افق پر اپنا سنہری ہاتھ بلند کرتی اور ہمیں لپیٹے اردگرد گرتی شبنم کی دھیمی دھیمی سرگوشیاں سنائی دیتیں اور ستارے پلکیں جھپکا جھپکا کر ہم سے رخصت طلب کرتے۔ چاند آہستہ سے ہمیں چلنے کو کہتا اور تم مجھے پیار سے چومتے اور میں تم سے پوچھتی کہ آخر تم کب تک دور دراز سمندروں کا سفر طے کر کے مجھ سے راتوں کو ملنے آتے رہو گے؟ یہ راتوں کا پرخطر سفر کب ختم ہو گا؟ اس کا تم کوئی جواب نہ دیتے۔ بس مسکرا دیتے پھر تم میری آنکھوں پر رخصتی کے پھول گراتے اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیتے اور میں تمھیں ہوا کی لہروں پر اڑتے ہوئے دور تک دیکھتی رہتی۔ مگر ایسا نہ ہوا تم نہ آئے۔

اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آرزوؤں کے دیپ سلگنے لگے میں بڑی دیر تک کھڑکی میں کھڑی یہ سب کچھ دیکھتی، سوچتی، محسوس کرتی رہی۔ یہاں تک کہ بارش ختم گئی اور میں بستر پر آ کر لیٹ گئی۔

میں اب سوچتی ہوں کہ اگر تم کسی روز آ جاؤ تو کیا ہو؟ شاید بہت برا ہو۔

اگر ہم کسی اور ملک میں ہوتے تو شاید ایسا ممکن ہوتا مگر یہاں؟ صدیوں تک ابھی ایسا ممکن نہیں۔ محبت اپنا معاوضہ خود ہے۔ محبت محض محبت کے لیے کی جاتی ہے۔ اس میں انسان پستیوں کی طرف نہیں لڑھکتا، بلندیوں کی طرف پرواز کرتا۔ ایسی محبت انسان کو زندگی، حرارت اور زندگی کی گرم جوشیوں سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس کے ارادوں میں استقلال اور شخصیت میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یوں یہی جذبہ اُسے کامیابیوں کی بلند چوٹیوں پر پہنچا دیتا ہے۔ یہی وہ محبت ہے جو انسان کو انسانیت کا سبق دیتی ہے۔

Marfat.com

جب دو دل سچی محبت میں منسلک ہوتے ہیں تو وہ جنت کے پاکیزہ گوشوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ محبت محبت کو چھونے کے لیے بیتاب رہتی ہے محبّت کا ملاپ دو روشنیوں کا اتصال ہوتا ہے لیکن اس معطر اور اعلیٰ کھیل میں یہ بھیانک شور مچانے والے! مجھے ان سے انتہائی نفرت ہے۔

خط لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ بہت چاہتی ہوں کہ تمھیں مختصر خط لکھا کروں۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ بس بات میں سے بات نکلتی آتی ہے اور میں لکھتی چلی جاتی ہوں۔ علاوہ ازیں تمھیں خط لکھتے ہوئے میرے ہاتھ کبھی نہیں تھکتے۔ اگر ہاتھ تھکن محسوس کرنے لگیں تو پھر بھی میں خط لکھنا بند کر دوں۔ مگر یہاں تو جتنا لکھتی ہوں دل میں اتنی ہی شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ پچھلے دو تین دن میں نے بڑے مزے سے گذارے۔ یوم استقلال پر ہم سارے دن چچا جان اور چچی جان کے ساتھ کار میں سیر کرتے رہے چچا جان کے ایک دوست اپنی بہت لمبی چوڑی کار لے کر آ گئے اور ہم نے خوب سیریں کیں۔

"جون آف آرک" فلم دیکھ کر میں بہت زیادہ مضطرب رہی ہوں۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں دنیا میں کچھ نہ کچھ ایسا کام کر جاؤں جو مجھے قیامت تک زندہ رکھے۔ لیکن میرے گھر والوں نے مجھے صحیح طور پہ کبھی نہیں سمجھا اور ان کی غلط تربیت نے مجھے کئی مقامات پر اصلی راستے سے بھٹکا دیا۔ لیکن میں کبھی نہ کبھی ضرور کچھ نہ کچھ کروں گی۔ میں اپنا نام اپنے بعد دنیا میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاؤں گی۔

اسی لیے میں ابھی مرنا نہیں چاہتی اور مجھے موت سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ میں ابھی کسی طرح نہیں مر سکتی۔ تم مجھے اپنے دل کے اندر چھپا لو۔ اتنے زور سے بھینچ لو کہ دنیا کی کوئی طاقت مجھے تم سے الگ نہ کر سکے اور موت بھی۔ محبت کے اس دیوتا کی گود میں دیکھ کر ناکام واپس ہو جائے۔ ننا ڈ پال! کیا تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھے اپنے دل میں چھپا لو گے؟ یقین کر و پال! کئی بار میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے پیار کو اپنی آنکھوں سے جی بھر کر دیکھوں۔ اتنا دیکھوں کہ پھر دیکھنے کی حسرت باقی نہ رہے۔ میں چاہتی کہ تمھیں اس قدر پیار کروں کہ تم بہار کی حسین صبح کی طرح مسکرا اٹھو۔ تم ایک شعر، ایک نغمہ بن جاؤ

Marfat.com

اور پھر ہم پر وہ سحر طاری ہو جائے جو کلی کو چٹکنے پر مجبور کرتا ہے اور پھر ہم نرگس کے کھیتوں میں ننگے پاؤں دوڑتے چلے جائیں اور کسی جگہ ستاروں کی روشنی میں لیٹ کر ایک خواب دیکھیں — خواب! جو زندگی سے زیادہ پُر حقیقت ہو۔

خط بہت لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ میں تو برابر لکھتی چلی جاؤں گی۔ تم بھی پڑھتے پڑھتے اکتا جاؤ گے۔ اس لیے خدا حافظ! گو جدا ہونے کو جی نہیں چاہ رہا۔

تمھاری
بلقیس

Marfat.com

پال کے نام !

ابھی ابھی تمہارا خط پڑھ کر اپنے کمرے میں آئی ہوں۔ اپنے کمرے میں خط اس لیئے نہ پڑھ سکی تھی کہ یہاں روشنی میں بھائی جان بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے گیلری کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں تمہارا خط پڑھا ہے۔ اس خط کا موڈ بھی ایسا ہی تھا۔ مجھے تو اس پورے خط میں روشنی کی ایک کرن بھی دکھائی نہ دی۔ جانے یہ میری کیسی عادت ہے کہ ایک لمحہ مسرور و شادمان ہو جاتی ہوں اور دوسرے ہی لمحے آزردہ و ملول بھی۔ خوشی کی ذرا سی بات مجھے بہت زیادہ مسرور بنا دیتی ہے۔ اسی طرح غم کا ایک ہلکا سا جھونکا ہی مجھے عمیق گھاٹیوں میں اتارے جاتا ہے۔ ابھی تک تمہاری بدگمانیوں کی تلخ باتیں میرے دماغ میں گونج رہی ہیں اور میں یوں اداس و مغموم ہو گئی ہوں جیسے خوشی سے کبھی سابقہ نہ رہا ہو۔ ہر چیز اداس دکھائی دے رہی ہے۔ پھول پتے اداس ہیں۔ ماحول کی ہر شئے نے غم کا ماتمی لباس پہن لیا ہے۔ میری آنکھوں میں آنسوؤں کے دیئے جھلملا رہے ہیں۔ دھوپ میں افسردگی رچ گئی ہے۔ اور اس کے ناتواں سائے درختوں کے درمیان سے ہو کر سامنے دیوار پر پڑ رہے ہیں۔ دُور دُور تک ویرانی اور خاموشی مسلّط ہے۔

Marfat.com

اب مجھے کوئی لاکھ ہلائے جلائے لیکن میں حرکت نہیں کر سکتی۔ مجھے کوئی ہزار آوازیں دے، کوئی جواب نہیں ملے گا۔ میں زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہ سکوں گی جیسے کسی نے قوتِ گویائی سلب کر لی ہو۔ یوں بے سُدھ سی ہو کر کرسی پر پڑی ہوں جیسے کوئی پٹا ہوا مہرہ بساط سے دُور جا پڑا ہو۔ مجھے اپنی اس افسوسناک حالت کا پورا پورا احساس ہے یہ میری شکست کی علامتیں ہیں۔ لیکن میں یہ شکست قبول نہیں کروں گی۔ آج میں تمہیں بڑا طویل خط لکھوں گی۔ میں ساری رات لکھتی رہوں گی۔ اس لیے کہ آج رات مجھے نیند نہیں آئے گی۔ مجھے لکھنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں ابھی ساری افسردگی کو گردِ راہ کی طرح اڑا دوں گی۔ سنگترے کے چھلکے کی طرح اتار کر کھڑکی سے باہر پھینک دوں گی۔ میری ہمت کبھی نہیں تھک سکتی۔ میرا عزم کبھی سرد نہیں پڑ سکتا۔ میرے حوصلوں کو وقت شکست نہیں دے سکتا۔ میرا دلِ حالات کے تیور دیکھ کر کبھی سپر انداز نہیں ہو سکتا۔ میں ان لوگوں کے متعلق اپنے ذہن کو پریشان نہیں کروں گی جو تمھارے کانوں میں بدگمانیوں کے سحر پھونکتے رہتے ہیں۔

میں اپنے ذہن کو ابھی تاریکیوں سے صاف کیے لیتی ہوں۔ میں سورج کے چہرے پر داغ نہیں دیکھ سکتی۔ میری پرواز میں کبھی شکست کے آثار پیدا نہیں ہوں گے چنانچہ میں اپنے آپ کو ان خیالات کی دلدلوں سے باہر کھینچ رہی ہوں۔ لیکن میری یہ اُداسی کیوں دُور نہیں ہوتی؟ مجھے خیال آرہا ہے۔ کئی خیال آرہے ہیں۔ میں بھی کتنی نادان تھی جس نے دوسروں کی باتوں پر یقین کر کے اپنے نام کے ساتھ ہزاروں تلخیاں وابستہ کر لیں۔

تم نے جس قسم کا خط لکھا ہے۔ میں تمھیں ویسا جواب کبھی نہیں دُوں گی۔ میں کبھی اندھیرے غاروں کے دہانوں تک نہیں جاؤں گی۔ پال! تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ بلقیس تم سے پیار کر رہی ہے کوئی کاروبار نہیں کر رہی کیا تم واقعی مجھے ایسی پست ذہنیت کی لڑکی سمجھتے ہو؟ تم سے محبت کرنے میں میں نے تو کبھی اپنا نفع نہیں سوچا۔ میں نے تو ہمیشہ نقصان ہی اٹھائے ہیں۔ پال! میری زندگی میں کبھی کسی کو وہ مقام حاصل نہیں

Marfat.com

ہوا جو تمھیں ہُوا ہے۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ تمھیں اس سلسلے میں کیا لکھوں اور کیسے لکھوں؟ آج میں نہ جانے کیوں اپنی قلم کو مجبور اور الفاظ کو معذور پا رہی ہوں۔ عورت جب ایک مرد سے صحیح معنوں میں محبت کرتی ہے تو وہ اُسی کی ہو کر رہ جاتی ہے۔ عورت زندگی میں صرف ایک بار محبت کرتی ہے اور جس سے کرتی ہے صرف اُسی کی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں مرد ہر عورت کو اپنی محبت کا یقین دلاتا ہے اور ہر عورت کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتا ہے۔ وہ جب کسی عورت کو اپنے دام میں پھنسانا چاہتا ہے تو اُسے بڑے بڑے سبز باغ دکھاتا ہے۔ ٹھنڈی آہوں پہ گیت سناتا ہے جدائی کی گھڑیوں کو داستانوں کی شکل دیتا ہے۔ محبت کے صدموں پہ مرثئے کہتا ہے۔ یوں گڑگڑاتا اور شور مچاتا ہے۔ گویا ابھی مر جائے گا۔ وہ عورت کو یقین دلا دیتا ہے کہ وہ صرف اُسی کا ہے اور زندگی بھر اسی کا ہو کر رہے گا۔ وہ اس سے کہتا ہے کہ تو ایک ایسی امانت ہے جو خدا نے مجھے سونپی ہے اور جب بھولی بھالی عورت اس کے پھندے میں آجاتی ہے اور مرد کے خشک اور پیاسے لب اس کے رسیلے ہونٹوں کا سارا شہد چوس لیتے ہیں تو وہ اسے باسی پھول کی طرح زمین پر پھینک دیتا ہے۔ کمزور عورت جب اپنا سبھی کچھ ہار چکتی ہے تو مرد کی تصویر دل کے رنگ اترنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں عورت حیران و پریشان کھڑی اس کا منہ ہی تکتی رہ جاتی ہے۔

تم یہ پڑھ کر ضرور سوچ رہے ہو گے کہ یہ جملے میں نے کسی گھٹیا ناول سے مستعار لیے ہیں یا شاید میں نے بیسویں صدی ٹائپ کا کوئی رسالہ پڑھا ہے۔ لیکن یار! یہ بات نہیں۔ ہو سکتا ہے تم نے ایسا ہوتے نہ دیکھا ہو۔ لیکن میں نے یونہی ہوتے دیکھا ہے۔ یقین جانو! یہاں ایسا ہی ہوتا ہے محبت یہاں کوئی نہیں کرتا سب کھیل کھیلتے ہیں۔

اس کے باوجود محبت کا وجود دنیا میں باقی ہے۔ اگر یہ طاقت اٹھ جائے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ یاد رکھو۔ عورت جسے سچے دل سے چاہے اسے کبھی دھوکا نہیں دے سکتی۔ وہ اس کی ہر بات پر دھوکا کھا سکتی ہے اور جان بوجھ کر دھوکا

Marfat.com

کھا سکتی ہے۔ لیکن اسے فریب نہیں دے سکتی۔ وہ محبّت کا احترام کرتی ہے اور وہ اپنی محبت کی توہین برداشت نہیں کر سکتی۔ عورت اگر صحیح معنوں میں عورت ہے تو وہ بہادر، فیاض، شریف اور نیک سیرت مرد پر جان بھی قربان کر دے گی۔ اس کی نظر غریب، امیر، جاہل عالم اور خوبصورت و بدصورت پر نہیں ہوتی۔ مرد تو سب سے پہلے عورت کی خوبصورتی یعنی ظاہری صفات سے متاثر ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ صرف ایک ہی ظاہری وصف پر باقی تمام اوصاف کو قربان کر دیتا ہے۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ مرد کی خوبصورتی عورت کے لیئے شرطِ محبّت ہرگز نہیں۔ عورت تو ہمیشہ مرد کی سیرت سے محبت کرتی ہے۔ وہ اس کی طاقت، بہادری، شرافت اور نیک دلی سے محبّت کرتی ہے۔ خواہ وہ کوئی رہزن اور لٹیرا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ کتنا ہی غریب ہو۔ کتنا ہی بدصورت ہو میرے پال! یہ ہمارے معاشرے کی غیر مساوی تقسیم زر اس کی سب سے بڑی خرابی ہے۔ . . . بلکہ سچ پوچھو تو ساری برائیوں کی جڑ ہے۔ میں انقلاب پسند یا ترقی پسند نہیں ہوں۔ میں اپنے ماحول میں مگن رہنے والی رومانٹک سی لڑکی ہوں لیکن میں بھی چاہتی ہوں کہ ایک ایسا انقلاب آئے کہ یہ غیر قدرتی اونچ نیچ یکبارگی ختم ہو جائے۔ میں نے شروع ہی سے سادہ زندگی بسر کی ہے اور آئندہ بھی سادہ زندگی ہی بسر کروں گی۔ اگر ہم زندگی میں ایک جگہ اکٹھے رہ سکے۔ اگر ہم دونوں کو ایک ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع مل گیا تو تم دیکھو گے کہ میں تمہارے ساتھ فاقے بھی کر سکتی ہوں۔ میں پھٹے پرانے کپڑوں میں بھی گزارہ کر سکتی ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے تنگ و تاریک گھروں سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ لیکن جس اندھیرے گھر میں تم میرے ساتھ ہو گے وہاں مجھے کبھی ڈر نہیں لگے گا۔ وہاں ڈر کیسا؟ وہاں تو روشنی ہو گی۔ محبت کی سنہری روشنی!

ہم پر وہاں ستاروں کی چھاؤں اور چاند کا سایہ ہو گا۔ میں تمہارے لیئے ہر کام کر سکتی ہوں۔ چھوٹے سے چھوٹا اور حقیر سے حقیر کام۔ برتن مانجھ سکتی ہوں۔ گھر کی صفائی کر سکتی ہوں۔ سارے کپڑے دھو سکتی ہوں۔ سالن پکا سکتی ہوں اور کئی کئی من کپڑے

Marfat.com

کے گٹھڑ دھو سکتی ہوں۔ چولھے کے پاس بیں کبھی نہیں بیٹھتی مگر تمہارے لیئے میں خود روٹیاں پکاؤں گی۔ دھوئیں سے میری آنکھیں باہر کو اُبل رہی ہوں مگر میری مسکراہٹ میں کمی نہ آئے گی۔ بشرطیکہ تم صرف مجھ سے اور صرف مجھ سے پیار کرو۔

جی چاہتا ہے سرکش گھوڑوں پر سواری کروں جو دیکھتے ہی دیکھتے ہَوا سے باتیں کرنے لگیں۔ خوفناک راستوں کو عبور کرنے کے بعد میں ان کو پوری طاقت سے اپنے قابو میں کر لوں۔ دِل چاہتا ہے سیدھی شاہراہوں کو چھوڑ کر پیچ در پیچ وادیوں میں گھوموں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھائی کروں۔ برفوں پر چلوں۔ پتھروں پر بھاگوں۔ مشکل سے مشکل کام کروں جو مجھے لوہا بنا دیں اور پھر میں اتنی طاقتور بن جاؤں کہ زندگی کی کوئی مصیبت بھی میرا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ مجھے یہ سہمی سہمی لڑکیاں، دھاگے کی طرح کچی اور نازک، چھوٹی موٹی لڑکیاں بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ جن کا دم ایک ہی چھت پر چڑھنے سے پھول جاتا ہے۔ مَیں تو پہاڑوں کی طرح مضبوط بننا چاہتی ہوں لیکن اس کے باوجود لڑکی ہی رہنا چاہتی ہوں۔

میرے پال! تم دیکھ لینا ہم دونوں بڑی اعلیٰ زندگی بسر کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم غریبوں کی طرح بالکل نہیں رہیں گے۔ ہم بڑے خوبصورت لباس پہنا کریں گے مجھے خوبصورت رنگین لباس بے حد پسند ہیں۔ اور میں چاہتی ہوں کہ ہر روز ایک نیا لباس پہنوں۔ بڑے ہی پیارے رنگوں کا، قوسِ قزح اور چاندنی اور شفق کے رنگوں کا۔ پھولوں سے زیادہ نازک اور تتلیوں سے زیادہ شوخ لباس، اور پھر ایسے لباس پہن کر شہر کی چار دیواری میں نہ رہوں بلکہ شہر سے دُور، ہزاروں میل دُور، جنگلی پہاڑوں کے دامن میں پھولوں، آبشاروں اور چشموں کے ہجوم میں گھر کر رہوں۔ چاندنی کی روشوں پر سیریں کروں۔ پھولوں کی بیلوں پر جھولا جھولیں اور انگور، یاسمین اور چنبیلی کے پھولوں سے ڈھکی ہوئی چھپی ہوئی کھڑکیوں میں بیٹھ کر محبت کے غیر فانی گیت سنوں۔ ہم دونوں الگ الگ مکانوں میں بالکل پاس پاس رہیں۔ اور دوستوں کی طرح رہیں۔

Marfat.com

ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ نہ رہیں۔
ہر وقت کی رفاقت اچھی نہیں ہوتی۔

قربت محبت کو سرد کرتی ہے اور انسان کا جی بیزار ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس عورت کا جی اور زیادہ مچلتا ہے، بے قرار اور مضطرب ہوتا ہے۔ رات تمہارے اس عجیب سے خط کے متعلق سوچتی سوچتی سو گئی۔ بڑا ڈراؤنا خواب دیکھا۔ چار بجے کے قریب میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے بڑا ڈر محسوس ہو رہا تھا۔ چادر اوڑھ کر سونے کی بہتیری کوشش کی مگر نیند بالکل ہی غائب تھی۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان مٹیالا اور ویران ویران سا نظر آ رہا تھا۔ چاند غائب تھا۔ صرف مدہم سے ستارے یہاں وہاں بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ میں نے قریب ہی چارپائی پہ سوتی ہوئی خالہ زاد بہن ثریا کو آواز دی وہ گہری نیند میں تھی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں چپکی ہو رہی اور پلنگ پہ پڑی جاگتی رہی۔ ستارے گنتی رہی اور تمہیں بہت یاد کرتی رہی اسی وقت میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اب نہیں سوؤں گی اور طلوعِ آفتاب کا منظر شروع سے آخر تک دیکھوں گی۔

آج دیکھوں گی کہ صبح کیونکر ہوتی ہے؟

اندھیرا کیسے دُور ہوتا ہے اور روشنی کی صدائیں کیسے خلاؤں میں گونجتی ہیں۔ پھر میں بستر پہ لیٹے ہی لیٹے صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ میں نے پاس ہی ایک گملے میں سے گلاب کا خوبصورت پھول توڑا اور اسے اپنے پاس لے آئی اور پھر یہ سمجھ کر کہ پھول تم ہو۔ اس کو کئی بار دیکھا، پیار کیا ہونٹوں سے لگایا آنکھوں سے لگایا اور پھر مسکراتی رہی اور سا اندھیرا ڈھلتا گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی اور جب آنکھ کھلی تو بڑی دھوپ نکل آئی تھی اور تمہارا پھول پاس ہی تکیہ کے قریب پڑا تھا۔

اب پھر مجھے ان لوگوں کی باتوں کا خیال آ رہا ہے جو تمہیں میری طرف سے کسی نہ کسی طرح بدگمان کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ مجھے ان پہ انتہائی غصّہ آ رہا ہے۔ دل چاہتا ہے قہر و غضب کا ایک بھیانک آتشکدہ

Marfat.com

نثار کروں اور ان سب کو اپنے آتشیں دیوتاؤں پہ قربان کر دوں، بھینٹ چڑھا دوں۔ لیکن نہیں یار! تم مجھے اپنے عفو و کرم کی پناہ میں لے لو۔ تمھاری بصارت کے ہوتے ہوئے زمانے کی کوئی مصیبت مجھے پامال نہیں کر سکتی۔ میرا دل ایمان کی روشنی سے جگمگا رہا ہے۔ مجھے کوئی طاقت اپنے ارادے سے متزلزل نہیں کر سکتی۔ ڈگمگا نہیں کر سکتی۔ مجھے ان شیشی میں رینگنے والے کیڑوں مکوڑوں پر صرف ہنسنا چاہیے ان کے قول و فعل کا تضاد سورج اور اندھیرے کا تضاد ہے۔

میں جانتی ہوں کہ پھل دار درخت پر ہی پتھر پھینکے جاتے ہیں۔

لیکن یہ پتھر میرے پھلوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ میری ثمر دار ٹہنیوں کی طرف اچھالے ہوئے پتھروں سے سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ میرے زرد پتے ٹہنیوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔ زرد پتوں کو تو ایک نہ ایک دن گرنا ہی ہے۔ میں اپنی جگہ پہ سچی اور مخلص ہوں۔ میں سچائی اور نیکی کی راہ پہ گامزن ہوں اور زمانے کا ہر چیلنج ایک لطیف مسکراہٹ کے ساتھ قبول کروں گی۔ میں کبھی غصے کی آگ میں نہیں جلوں گی۔ اس آگ میں جلا کر راکھ دینے کی تاثیر ہے۔ یہ جلا کر کندن نہیں بناتی۔

محبت کی آگ میں انسان کندن بنتا ہے۔

یہ لوگ محض سطح کی نیلاہٹ سے جی بہلانے والے ہیں۔ ان کو کیا خبر کہ موتی تو سمندر کی گہری تہوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ میں ان انمول موتیوں کی حفاظت رات رات بھر جاگ کر کروں گی اور بے بسی کے ہلکے سے احساس کو بھی اپنے پاس نہ آنے دوں گی۔ بے بسی کا احساس انسان کے اندر سے جدوجہد کے جذبات ختم کر دیتا ہے اور میری زندگی تو مسلسل جدوجہد ہے۔ میں نے اپنی امیدوں کے چراغوں میں نیا تیل ڈال لیا ہے اور اب شمع ہر رنگ میں سحر ہونے تک جلے گی۔

میرے احساسات کی تلخی بتدریج دور ہو رہی ہے۔

اب میری حالت نارمل ہو رہی ہے۔ اب مجھے اپنے غصے پر ہنسی آ رہی ہے

Marfat.com

اب کہیں سے سورج کی کرن تاریکی کا سینہ چیر کر ہیرے کی انی کی طرح اچھل کر سامنے آگئی ہے اور پھول پتے ہنسنے لگے ہیں ۔ چمکنے لگے ہیں ۔ روشنی ہماری کتنی ہمدرد اور غم خوار ہوتی ہے ۔ وہ جب بھی آتی ہے ۔ ہمارے لیئے صحت اور دوستی کا پیام لے کر آتی ہے ۔ تم آسمان کا رنگ دیکھ رہے ہو ؟ ذرا دیکھو کتنا خوبصورت گہرا نیلا رنگ ہے اور یہ سفید سفید بادلوں کے راج ہنس ! یہ سورج کی شعاعوں میں چمکتے ہوئے بادبان ! خدا جانے یہ کس دلیس سے آئے ہیں اور کس دلیس کو جائیں گے ۔ خوبصورت کنواری دوشیزاؤں کی طرح بادلوں کی بارہ دریوں میں اپنے شاہی لباس سمیٹے محوِ خرام ہیں ۔

آؤ پال ! ان بادلوں کے ملک میں بھاگ چلیں ۔ آؤ ہم پھولوں ، بادلوں اور آبشاروں کے گیت بنیں اور ستاروں کے دربار میں باریابی حاصل کریں ۔ اور چاند کی وادی میں آبشار بن کر اُتریں اور اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو آؤ اس دنیا کی آخری سرحد پہ جا کر کھڑے ہو جائیں اور جو پہلا رتھ بادلوں کے دلیس کو جا رہا ہو اس میں سوار ہو کر اس ویران صحرا سے ہمیشہ کے لیئے رخصت ہو جائیں ۔

پال ! میں نے تم سے اپنے دِل کی باتیں کبھی نہیں چھپائیں ۔ میں جو کچھ سوچتی ، جو کچھ محسوس کرتی ہوں تمھیں جُوں کا توں لکھ بھیجتی ہوں ۔ میں نے کبھی اپنی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی ۔ میرا دِل آئینے کی طرح بالکل صاف ہے ۔ تم اگر چاہو تو اس میں سے اپنا عکس دیکھ سکتے ہو ۔ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں بڑی اچھی ہوں ۔ میں یہ سب کچھ سن کر خاموش ہو جاتی ہوں ۔ میں ان کا منہ کیسے بند کروں ؟ میں انھیں خاندانوں کی عزّتوں سے کھیلنے سے کیسے منع کروں ؟ پال ! ان لوگوں کی زبانیں لمبی ، بہت لمبی ہوتی ہیں ! آخر میں اس دلدل کی طرف گئی ہی کیوں ؟ وقت گونگا ہے ۔ ورنہ وہ تمھیں سب کچھ خود ہی بتا دیتا ۔

تم کس قدر فراخ دِل ہو کہ تم نے ان سب باتوں کے باوجود مجھ پہ بھروسہ کیا اعتماد کیا ۔ دیکھو اپنا یہ اعتماد کھو نہ دینا ۔ اپنا بھروسہ ضائع نہ کر دینا ۔ میں تم سے

Marfat.com

کبھی جھوٹ نہیں بولوں گی۔ تمہیں کبھی اندھیرے میں نہیں رکھوں گی بلکہ تمہیں اُجالے میں لاکر خود اندھیرے کی لہروں میں کہیں گم ہو جاؤں گی۔ اس دن تم جس وقت کہہ رہے تھے کہ تم نے ان لوگوں کی باتوں پہ بالکل اعتبار نہیں کیا تو مجھے یوں لگا جیسے تم بلندیوں پہ بہت اونچے پہنچ گئے ہو۔ اتنے اُونچے کہ میں سر اٹھا کر تمہیں حیرت سے دیکھ رہی ہوں اور مجھے اپنی کمتری پہ افسوس آرہا ہے۔ پال! مجھے بھی اپنے پاس ان پہاڑوں پہ بُلا لو۔ گلیوں کی تاریکیوں اور اندھیروں نے میری رُوح کو سنولا دیا ہے اور میری روشنیوں کو داغدار کر دیا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

ابھی میں نے چائے پی ہے اور تمہیں پھر سے خط لکھنے بیٹھی ہوں۔

میں نے ابھی اتنا ہی خط لکھا تھا کہ میرا بھائی میرے پاس آکر میز پر سے کچھ تلاش کرنے لگا۔ میں ایک دم سُن ہو کر رہ گئی۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو پریشان نہ ہونے دیا۔ میں نے خط کو بالکل نہ چھپایا اور اس سے باتیں شروع کر دیں۔ یوں اسے وہم بھی نہ ہوا کہ میں تمہیں خط لکھ رہی ہوں۔ خط بھی کھُلا پڑا رہا اور وہ بھی چلا گیا۔ انسان ذرا احتیاط سے کام لے تو ہر مصیبت سے بچ سکتا ہے۔

کاش میں اس قسم کی باتیں پہلے بھی سوچ سکتی!

میں نہیں چاہتی کہ ہماری محبت پہ لوگ بھرے بازار میں آوازے کسیں میں تمہاری محبت کو ہر طرح چھپاتی رہی ہوں اور ہر طرح چھپاؤں گی۔ تم بھی اسے ہوا نہ لگنے دینا۔ ورنہ کیمرے میں بند نیگیٹو کی طرح اگر اسے ذرا بھی ہوا لگ گئی تو ساری تصویروں کا ستیاناس ہو جائے گا اور تم انہیں بالکل نہ پہچان سکو گے۔

میرے پال! میں جب بھی تمہارے متعلق سوچتی ہوں تو مجھے اپنے اردگرد کی ہر چیز رنگین اور مرطوب دکھائی دیتی ہے۔ جیسے ابھی ابھی بارش ہو چکی ہو اور سبزہ نکھر کر دھوپ میں چمک رہا ہو۔ حسین چیزوں کی رفاقت ہر چیز کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ تم تو قوسِ قزح کا وہ سنہری خواب ہو جو رنگین روشنیوں اور دلکش خوشبوؤں

Marfat.com

میں آسودہ ہے۔ تم میری محبت اور میری زندگی ہو۔ تم میں بہار کی ساری تازگی اور چاند کا سارا نور سمٹا ہوا ہے۔ تم میرے چاند ہو اور تم میرے پھول ہو۔ تم ایک شیریں چشمہ ہو جس کا میٹھا پانی میرے بنجر صحراؤں کو لہلاتی وادی میں تبدیل کر دے گا۔

میں نے پھر سر اٹھا کر باہر دیکھا ہے۔

آسمان پر انتہائی خوبصورت بچوں جیسے بادل جمع ہو رہے ہیں۔ شفق ان کے چہروں پر اپنے رنگین پھول پھینک رہا ہے۔ میں بادلوں کو ہمیشہ ٹھنڈا چشمہ لگا کر دیکھتی ہوں۔ پھر ایکا ایکی سارا منظر تبدیل ہو جاتا ہے۔ غروب ہونے والا سورج بادلوں کی شہزادیوں کے کارواں کو رخصت ہوتے دیکھ کر اداس ہو رہا ہے شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلا رہا ہے۔ اندھیرا چالاک جانور کی طرح اپنے سمٹے ہوئے پنجے کھول رہا ہے۔ مجھے اندھیرے سے بڑا ڈر محسوس ہوتا ہے اگرچہ اندھیرا ہی روشنی کا پیغامبر اور روشنی کا نقیب ہوتا ہے لیکن میں پھر بھی اس سے ڈرتی ہوں۔ جب کبھی گھر میں بجلی فیل ہو جائے تو میں کمرے میں اکیلی نہیں بیٹھ سکتی بلکہ بھاگ کر سب کے درمیان آجاتی ہوں۔ مجھے بچپن ہی سے یہ وہم ہو گیا ہے کہ اندھیرے میں بری روحیں آکر منڈلایا کرتی ہیں اور موقع پاتے ہی انسانی خیالات پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔

اور پھر اندھیرے میں کھائی ہوئی ٹھوکر کا علم روشنی میں بڑی دیر بعد جا کر ہوتا ہے۔

اب رات گہری ہو جائے گی اور چاند نکلے گا۔ سرخ، گول اور پُراسرار چاند... روشن اور چمکیلا چاند۔ میں سوچتی ہوں۔ اس وقت تم کہاں ہو گے؟ دوستوں میں بیٹھے ہو گے یا گھر کی چاردیواری میں بند ہو گے یا اکیلے کسی سڑک پر چلے جا رہے ہو گے۔ ہاں! خدا نے ہمیں کتنی پیاری اور روشن نعمتیں عطا کر رکھی ہیں لیکن ہم نے اپنے ارد گرد کچھ اس قسم کے جال بُن رکھے ہیں۔ کچھ ایسی حدبندیاں

Marfat.com

قائم کر رکھی ہیں کہ ان نعمتوں سے بالکل لطف اندوز نہیں ہوتے۔ جب چاند طلوع ہوتا ہے تو ہمیں شہر کی روشنیوں میں اس کا چہرہ اداس اور پھیکا دکھائی دیتا ہے اور ستاروں پر راکھ میں سے نکلے ہوئے دبے دبے سلگنے والے انگاروں کا گمان ہوتا ہے۔ صبح کی پہلی ہوا ہمارے بند دروازوں پر آکر دستکیں دے دے کر واپس چلی جاتی ہے اور ہم پڑے سوتے رہتے ہیں۔ ہمیں خواب میں بھی کبھی خیال نہیں آتا کہ رات کو گوش بر آواز ہو کر چاندنی کی سرگوشیاں سننے کی کوشش کریں۔

اگر ہم دنیا کے دوسرے لوازمات کے ساتھ ساتھ کبھی ان باتوں کا بھی خیال رکھیں تو ہمارے دل برائیوں سے یکسر پاک ہو جائیں، ہماری رُوح پاکیزہ اور ہمارے دل شفاف ہو جائیں۔ خط کا یہ حصہ اپنے بستر پر بیٹھ کر لکھ رہی ہوں چاندنی کا نُور چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ گملوں میں گلاب اور موتیئے کے پھول مسکرا رہے ہیں۔ مجھے ان کی دھیمی دھیمی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں چاندنی میں پھول بھی خواب دیکھتے ہیں۔ چاندنی میرے دل کے ہر سوئے ہوئے گیت کو جگا دیتی ہے اور میں نغموں کے خواب دیکھتی ہوں۔ زندگی کی تلخ حقیقتیں چاندنی کی نورانی چادر میں چھپ جاتی ہیں اور چاروں طرف محبت کی شمعیں فروزاں ہو جاتی ہیں۔ اب میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی ہیں۔ میں چاندنی میں بھیگ رہی ہوں۔ باقی صبح لکھوں گی۔ چاندنی مبارک ہو پال!

ایک خوبصورت صبح!

رات بھر خواب میں میں پھولوں سے ڈھکی ہوئی نیلی جھیلوں اور شاداب مرغزاروں میں گھومتی رہی۔ چاند کے سنہری رتھ پر سوار ہو کر میں نے صندل کے جنگلوں اور زیتون کی وادیوں کی سیر کی اور میں نے دیکھا کہ ایک پُرانا قلعہ ہے جس کی دیواروں اور دروازوں پر گلاب کی بیلیں اور لالہ کے سنہری بازوبند جھلملا رہے ہیں۔ اس قلعے کے پاس ہی چاندنی کے نور میں دھنک کے رنگوں میں گھری نیند میں سویا ہوا ایک چھوٹا سا خوبصورت مکان ہے۔ اس مکان کو چنار اور

Marfat.com

صندل کے خوشبودار درختوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ وہ چھوٹا سا راستہ جو مکان کے دروازے تک چلا گیا ہے۔ جنگلی سورج مکھی کے پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس مکان کے روشندانوں پر رعنا کلی کی سرخ بیلوں کے سائے جھکے ہوئے ہیں اور اس کی کھڑکیوں پر چنبیلی کی ٹہنیاں ہوا میں جھوم رہی ہیں جیسے بابل کی جلاوطن شہزادیاں فرات کے ریگ زاروں میں اپنے محبوبوں کا انتظار کر رہی ہوں اور اپنے وطن کے گلی کوچوں کو یاد کر کے رو رہی ہوں۔

ہم دونوں اس مکان میں رہتے ہیں اور ستاروں کی چھاؤں میں مخملیں گھاس پہ لیٹ کر محبت کا خواب دیکھتے ہیں۔ جس کی تعبیر حقیقت سے زیادہ پُرحقیقت ہوتی ہے۔ میں بھی نہیں جانے کیا کیا لکھ جاتی ہوں اور جب خط تمہیں بھجوا دیتی ہوں تو سوچتی ہوں کہ نہ لکھتی تو زیادہ اچھا تھا۔ مجھے خوبصورت خط لکھنا نہیں آتا۔ تم گھوم پھر کر حسین مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہو اور پھر انھیں بڑی خوش اسلوبی سے کاغذ پر اتار لیتے ہو۔ میں بھی جب تک خوبصورت مناظر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں انھیں بیان نہیں کر سکتی۔ لیکن ہم بیچاری لڑکیاں ہم لڑکیاں بڑی مظلوم ہوتی ہیں۔ آخر ہمیں کب تک یونہی گھروں کے اندر بند رکھا جائے گا؟ کیا ہمارا جی نہیں چاہتا کہ ہم گھوم پھر کر فطرت کے نظاروں کو دیکھیں؟ بچپن میں میں نے ایک شہزادی کی کہانی سنی تھی جو کنوئیں میں قید ہے اور کنوئیں کا منہ بڑے سے پتھر سے بند ہے۔ پھر ایک چاندنی رات کو کہیں سے شہزادہ نمودار ہوتا ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے وہ پتھر پرے لڑھکا دیتا ہے اور شہزادی کو قید سے رہائی دلاتا ہے۔ ہم بے بس لڑکیاں بھی بند کمروں میں دروازوں کے پاس بیٹھی اُس شہزادے کا انتظار کر رہی ہیں جو کسی چاندنی رات کو آئے گا اور ہمارے ارد گرد اٹھی ہوئی سنگین دیواروں کو گرا کر ہمیں رہائی دلائے گا۔

دیواروں میں بند رہ کر میرا دم گھٹنے لگا ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری زندگی کے قیمتی سال یونہی ضائع ہو رہے ہیں۔ جب کبھی میں اخبار میں پڑھتی ہوں

Marfat.com

کہ ایک سیاح سائیکل پر دنیا کا سفر کرنے جا رہا ہے۔ تو بے بس ہرنی کی طرح اپنے در و دیوار کو دیکھتی رہتی ہوں۔ وہ دن کب آئے گا جب میں بھی ان دیواروں کو توڑ کر دنیا کی سیاحت کو نکل سکوں گی؟ مجھے اپنے گھر والوں پر غصہ آ رہا ہے۔ جنھوں نے ہمیشہ مجھے غلط سمجھا۔ جنھوں نے میری تربیت پر کوئی دھیان نہ دیا۔ جنھوں نے کبھی یہ محسوس ہی نہیں کیا کہ اس گھر میں پڑے پڑے میں باسی پھول کی طرح کھملا گئی ہوں۔

میرے پال! میں تمھیں کبھی یہ بات نہ لکھتی مگر میں اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ تمھیں ہر بات سے آگاہ کرتی رہوں۔ میں جس چیز کا تم سے وعدہ کروں گی۔ اسے ہر قیمت پر پورا کروں گی۔ میں ساری دنیا سے بھی بغاوت کر کے، جنگ کر کے تمھارا ساتھ دوں گی۔ میں، ان وقتی ہنگاموں سے ڈرنے والی لڑکی نہیں ہوں۔ مجھے اس چیز کا بھرپور احساس ہے کہ میں نے تمھیں محبت کی وراثت سونپی ہے۔ میں دولت کے ہاتھوں کبھی نہیں بکوں گی۔ سونے کا ہاتھ مجھے کبھی نہ خرید سکے گا۔ میں دولت کے سرد ایوانوں میں ٹھٹھرتے ہوئے سنہری انباروں کے مقابلے میں محبت کے سادہ مگر گرم دل کو زیادہ قیمتی سمجھتی ہوں۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ میں سچائی کی چٹانوں پر کھڑی ہوں اور میرے پاؤں فولاد کی چادروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میں ماں باپ کی عزت کو بہت اہم سمجھتی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اپنی زندگی بھی بہت پیاری ہے۔

دیکھو پال! مجھ سے وعدہ کرو کہ میرے پیار کے چہرے پر سے کبھی نقاب نہ اُلٹو گے اور ہماری محبت کا یہ پھول گہری گھاٹیوں میں چپکے چپکے اُگتا رہے گا، پروان چڑھتا رہے گا۔ ہماری محبت کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ مجھے تمھاری محبت بےحد عزیز ہے۔ میں اسے بالکل اسی طرح چھپا کر رکھنا چاہتی ہوں جس طرح شہزادیاں اپنے ہیرے جواہرات زمردیں ڈبوں میں بند کر کے رکھا کرتی تھیں۔ آؤ ہم ایک ایسی سطح پر آ جائیں جہاں ہمیں کوئی رنج نہ پہنچا سکے۔ ہم پر کسی بات کا اثر نہ ہو سکے۔ اور اگر زمانہ ہمیں وقتی طور پر جدا بھی کر دے تو ہم آنسوؤں کے ہار نہ پروئیں بلکہ جدائی میں بیٹھ کر پھولوں کی ہی مالا تیار کریں کہ جب ہم ملیں تو ایک دوسرے

Marfat.com

کے گلے میں پہنا دیں۔

پال! ہم بڑی تھوڑی مدت میں بڑی تیزی سے آگے نکل آئے ہیں۔ ہم بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آؤ اس پڑاؤ پر زیادہ سے زیادہ قیام کریں۔ یہاں ٹھہر کر اب ہمیں چند لمحوں تک دل سے باتیں کرنے کی بجائے دماغ سے گفتگو کرنی چاہیے تاکہ جو غلطیاں ہم سے ماضی میں سرزد ہوئی ہیں۔ ان کی روشنی میں آئندہ راہوں کو سنوار سکیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ محبت جوانی میں ہی مر جائے۔

پال! کیا ہمیشہ مجھ سے اسی طرح پیار کرتے رہو گے؟ میری بے لوث رفاقت سے تھک تو نہیں جاؤ گے؟ بور تو نہیں ہو جاؤ گے؟ اگر کبھی ایسا ہو تو مجھے صاف صاف بتا دینا تاکہ میں تمہیں ہنسی خوشی ان تمام وعدوں سے آزاد کر دوں جو تم نے مجھ سے کر رکھے تھے اور جنھیں تم نبھا نہ سکے۔ میری زندگی تو ایک مسلسل جدوجہد کی زندگی ہے۔ میں تو زندگی کے زخم پھول سمجھ کر اٹھاتی ہوں اس کے باوجود میں جانتی ہوں کہ میری یہ ساری جدوجہد تب ہی کامیاب ہو سکے گی۔ جب مجھے ایک ایسا پیار کرنے والا دل میسر آجائے جو میری خوشی میں اپنی مسرتوں کا عکس دیکھے جو مجھے میرے اصلی روپ میں پہچان سکے۔ میرے پال! میں بھی تمہاری طرح زندگی کو حسین سے حسین انداز میں زیادہ سے زیادہ خوبصورت اور کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کل تک کا زمانہ میں نے انتہائی مشکل اور کشمکش میں سختیاں سہہ کر کاٹا ہے۔ لیکن میں اپنی آئندہ زندگی ان غیر قدرتی سیلابوں سے بچ کر بلند چوٹیوں کی سنہری آغوش میں بسر کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے ابھی نہیں مرنا۔ میں اس وقت مروں گی جب میں اپنے سارے خواب پورے کر چکوں گی۔ جب میرے سانسوں میں پھولوں کی مہک بس گئی ہوگی۔ اور میری نگاہوں میں شفق کی رنگینی سما گئی ہوگی اور جب ہر پھولدار شاخ میرے جسم پر پیار سے جھکی ہوگی اور میری موت پر شبنم رات بھر میری یاد میں آنسو بہایا کرے گی۔

Marfat.com

میں نے ایک بار پڑھا تھا کہ اگر دنیا میں کوئی محبت کرنے والا دل باقی نہ رہے تو آفتاب اپنی حرارت کھو دے، چاند اپنی چمک سے محروم ہو جائے اور ستارے آسمان کی وسعتوں میں کھو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے پڑھا تھا کہ محبت کرنے والے کبھی نہیں ملا کرتے۔ وہ ہمیشہ جدا رہتے ہیں۔

صرف تمھاری
بلقیس

Marfat.com

میرے خانہ بدوش!

رات جب میری آنکھ کھلی تو میں بے چین سی ہو کر اُٹھ بیٹھی۔ مجھے باہر دالان میں سردی محسوس ہو رہی تھی۔ اندر سے کمبل اٹھا کر لے آئی مگر نیند نہ جانے کس دیس کو نکل گئی تھی۔ میں چپ چاپ لیٹ گئی اور تمھارے متعلق سوچنے لگی۔ رات کی اس پُراسرار تنہائی میں کہیں قریب ہی بلبل ہارسنگھار کی ٹہنی پر بیٹھی نوحہ خواں تھی۔ ٹھنڈی اور سرد ہوا چل رہی تھی۔ اس ہوا میں سرد آہیں اور آوارہ سرگوشیاں، سبھی کچھ تھا۔ جیسے آغاز سرما کی دیویاں اپنے برف آلود پیالے لیے ندی کنارے آتشدانوں کے راگ الاپ رہی ہوں۔ آسمان پر ایک طرف چاند — پتلا دبلا سا نوخیز چاند چپ چاپ ٹھہر سا گیا تھا۔ جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ درخت گہری نیند میں تھے اور ہوا ان کی جھکی ہوئی، سوئی ہوئی ٹہنیوں سے کھیل رہی تھی۔ ہواؤں کے یہ آوارہ جھونکے، خانہ بدوش شہزادے جانے رات کے کس لمحے کس دیس سے دبے پاؤں آ کر گلاب کے گملوں کے پاس، اپنی نوخیز کلیوں سے پیار و محبت کی باتیں کر رہے تھے اور کلیوں کا رنگ سرخ ہو رہا تھا اور وہ پھول بن رہی تھیں اور ہواؤں میں ان کی نکہتیں آوارہ ہو رہی تھیں۔ صبح ہونے کے ساتھ یہ خانہ بدوش

Marfat.com

شہزادے آگے کی طرف چل دیتے ہیں۔

مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے کہیں دور خاموشی کی تاریک آبشار گر رہی ہو اور بادلوں کے جھرمٹ آسمان پر سرک رہے ہوں۔ رات کے یہ خاموش اور پُراسرار لمحے اُلجھن کیا بتاؤں کہ میرے دل میں کتنے خواب بیدار نہیں ہوتے اور یہ کتنی بے چین نہیں ہو جاتی۔ پھر دل چاہتا ہے کہ صبح کبھی نہ ہو۔ روشنی کبھی نہ پھوٹے اور ہنگامے کبھی بیدار نہ ہوں۔ مجھے یہ دن بالکل اچھے نہیں لگتے۔ یہ باسی دن۔ یہ ایک ہی جیسے دن۔ سورج روز کی طرح بے جان سرد مہری سے طلوع ہوتا ہے اور لوگ حسبِ معمول گھروں سے نکل کر سڑکوں پہ آ جاتے ہیں اور شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ زندگی نئے انداز سے کیوں نہیں شروع کی جاتی؟ ہم لوگ فطرت سے سبق حاصل کیوں نہیں کرتے؟ ہمیں ان پھولوں کو دیکھنا چاہیئے جو صرف موسم بہاریں آتے ہیں اور اپنی خوشبو پھیلا کر چلے جاتے ہیں۔ صبح دم یہ اپنی پنکھڑیاں کھول کر سورج کی تمازت سے نمو حاصل کرتے ہیں۔ بہار کی ہواؤں میں اپنے بال سنوارتے ہیں شبنم سے اپنے معصوم چہرے دھوتے ہیں۔ سہانی شاموں کو غروب ہوتے ہوئے سورج کی سُرخی میں جی بھر کر نہاتے ہیں اور رات کو جگنوؤں سے آنکھ مچولی کھیلتے ہیں۔ کوئی پھول کسی دوسرے پھول پہ آوازے نہیں کستا۔ کوئی پھول کسی دوسرے پھول پر جھوٹی تہمتیں نہیں لگاتا۔

طعنہ زن نہیں ہوتا۔ نام نہیں دھرتا۔ ان کی برادری کتنی اچھی ہے اور ان کے اصول کتنے بلند۔

کیا ہم لوگ ان سے بھی حسنِ امن اور روشنی کا پیام نہیں حاصل کر سکتے؟ ایسی باتیں سوچ کر میں بڑی اداس ہو جاتی ہوں اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس گندے ماحول کو چھوڑ کر پھولوں، ستاروں، درختوں اور گھاس پتوں کی دنیا میں چلی جاؤں۔ اور جب ایسا نہیں کر سکتی تو افسردگی سے میرا چہرہ دسمبر کے کنول کی طرح سفید اور کیلے کے نوخیز پتے کی طرح زرد اور بے رونق ہو جاتا ہے کس قدر دل نہیں چاہتا کہ ان شہروں کی چار دیواروں اور قید خانوں کو توڑ کر کھلی فضاؤں میں پہنچ جاؤں۔ اونچے اونچے پہاڑوں کی پُر سکون وادیوں

Marfat.com

میں درختوں کے گنجان سایوں میں بیٹھ کر پہروں تم سے بانسری پر جدائی اور ملاپ کے ہمیشہ زندہ رہنے والے گیت سنوں۔ چاندنی راتوں میں تمہارے زانوؤں پر سر رکھ کر، کشتی میں کہیں دور نکل جاؤں اور ہر قریب آنے والی جھولتی ہوئی شاخ سے کہوں کہ چاندنی رات کے وہ گیت سناؤ جنھیں کنواریاں وادیوں میں چھپ چھپ کر گایا کرتی ہیں اور جب کشتی جھیل کے اس پار پہنچ جائے تو سبز پتوں کے نیچے گھنی بیلوں کے سایوں میں ہم کیلے کے سبز پتوں کے بستر پہ بیٹھ جائیں۔ پھولوں کے پاس بیٹھ جائیں اور بہت سی باتیں کریں خاموشی کی زبان میں، پہاڑی گیتوں کی زبان میں اور زندگی یونہی، اسی طرح، اسی رنگ میں ایک خواب کی طرح گذر جائے۔ زندگی قوس قزح کی طرح ہمارے سروں پہ پھیل جائے۔ اگر تم اور میں خوبصورت لباس پہن کر، خوبصورت جنگلوں میں گھومتے پھریں۔

تمھیں کیا معلوم میرے خانہ بدوش کہ میں یہاں کتنی اداس ہوں۔ میں اپنے بچپن ہی سے اداس ہوں اور تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ تم، جس نے میرے خوابوں کے جزیرے میں پہنچایا ہے۔ جس کا ذہن عام کاروباری لوگوں سے زیادہ بلند اور زیادہ عظیم ہوگا۔ میں تمہاری تلاش میں چل پڑی اور راستے میں کچھ لوگوں نے مجھے بددل کرنا چاہا۔ مگر میں برابر آگے بڑھتی چلی گئی۔ یہ لوگ راستوں کے سنگ میل اور رموڑ تھے۔ یہ میری منزل نہ تھی۔ منزل تو وہ ہوتی ہے جو نگاہوں میں آ کر پھر کبھی اوجھل نہیں ہوتی۔ اگرچہ منزل تک پہنچنے کا راستہ بڑا کٹھن تھا۔ مگر میں کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی گئی۔

میرے پال! تم مجھے اتنے اچھے لگتے ہو کہ میں بیان نہیں کر سکتی اور شاید کبھی بیان نہ کر سکوں گی۔ میں تمھیں ہر وقت، ہر گھڑی، ہر پل یاد کرتی رہتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ہم ایک دوسرے کو زندگی میں ہمیشہ اسی شدت، اسی پیار اور اسی گرم جوشی سے یاد کرتے رہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھتے ہوں۔ جانتے ہوں اور اس طریقے سے زندگی بسر کریں کہ ایک دوسرے سے اکتا نہ جائیں۔ میں تو ابھی ہزار سال تک زندہ رہوں گی اور تم بھی اتنے ہی سال زندہ رہنا۔ اسی لیے تو میں ہمیشہ تم سے کہتی ہوں کہ صبح کی سیر ضرور کیا کرو۔

Marfat.com

کل شام میں بڑی افسردہ تھی۔ آج کل بادل بھی نہیں نمودار ہوتے۔ پتہ نہیں کن دور دراز سمندروں کی طرف گئے ہوئے ہیں کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جب میں اداس ہو جاؤں تو نیچے والان میں پھولوں کے درمیان جا بیٹھتی ہوں۔ میں گلاب کے گملوں کے پاس آرام کرسی پہ بیٹھ گئی۔ پھولوں اور پتیوں کو اٹھا اٹھا کر مسلتی جاتی تھی اور ساتھ ساتھ گہری سوچ میں ڈوبتی چلی جا رہی تھی۔ اداسی کے وقت اپنے غم کو جلانے کے لیے مجھے ایک شعلے، ایک آگ کی ضرورت ہوتی ہے جو میری اداسی کو ایک ہی لپک میں بھسم کر کے رکھ دے۔

میں پھر انگور کی بیلوں کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور ڈوبتے سورج کو دیکھنے لگی۔ انگور کے قرمزی، سرخ گچھوں کے عقب میں گہرا سرخ سورج غروب ہو رہا تھا۔ یہ سورج کتنا غمزدہ اور ملول سورج رات کہاں بسر کرتا ہوگا؟ کسی اجنبی وادی میں جا کر شب باشی کرتا ہوگا؟ کیا اسے جدائی کی ویران گھڑیوں میں نیند آجاتی ہو گی؟ وہ وادی کیسی ہو گی؟ وہاں کے لوگ کیسے ہوں گے؟ کیا ایک رات صرف ایک رات کے لیے ہم اس کے ساتھ نہیں جا سکتے؟ میں بھی ان ان دیکھی ان سنی وادیوں میں پہنچنا چاہتی ہوں اور سورج کو زرد پتوں کی سیج پہ آرام کرتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ پال! کیا تم نے وہ زرد پتے دیکھے ہیں جن پہ سورج کی زرد کرنوں کے نشان ہوتے ہیں۔؟

میں بوڑھی ہونے سے پہلے ان تمام وادیوں کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ میں بوڑھی ہو کر ان جزیروں میں نہیں جانا چاہتی۔ بوڑھے لوگ کیا جانیں کہ سیاحت کیا ہوتی ہے؟ میری نانی اماں ہر وقت ناک سکیڑے، ماتھے پہ بل ڈالے مجھے گھورتی رہتی ہے۔ لیکن بھلا مجھے اس کی کب پرواہ ہے۔ اپنی ہی آنکھیں پتھرائیں گی۔ پھر مجھے بات بات پہ ٹوکیں گی۔ مجھے دیکھتے ہی نصیحوں کی کڑوی بوتلوں کا ڈھکنا کھل جائے گا۔ لیکن میں کبھی نہیں گھبراتی۔ آج صبح ہی نانی اماں نے مجھے آواز دی کہ ذرا ادھر تو آنا ۔۔۔ میں نے یونہی منہ میں مسواک ڈال رکھی تھی۔ اسے چباتے ہوئے جب میں نانی اماں کے پاس پہنچی تو آپ نے پہلے تو مجھے غور سے دیکھا اور پھر فرمایا۔

Marfat.com

"لڑکی تیری عقل تو نہیں ماری گئی۔ یہ منہ میں کیا ڈال رکھا ہے؟"

میں نے کہا

"جادو کی چھڑی۔"

کہنے لگیں

"یہ تو مرد کیا کرتے ہیں۔"

میں نے کہا

"نانی اماں یہ کہاں لکھا ہے کہ مسواک صرف مردوں کو کرنی چاہیئے۔؟"

بس پھر کیا تھا۔ نانی اماں شروع ہو گئیں اور میں نے لاکھ کہا کہ خدا کے لیے معاف کر دیجئے۔ میں آئندہ سے کبھی مسواک منہ میں نہ ڈالوں گی۔ مگر توبہ کرو وہ بولتی ہی گئیں۔ وہ تو شکر ہے چچا جان نے ان کی آواز نہیں سنی۔ ورنہ میری شامت ہی آجاتی۔

کبھی کبھی تو ان گھر والوں کی جھڑکیوں اور بات بات پر ٹوکتے رہنے کی عادت سے میرا جی بہت اکتا جاتا ہے۔ بس ذراسی غلطی ہوئی اور کئی کئی دن تک باتیں سنائی جا رہی ہیں۔ غلطیاں تو انسان سے ہوتی ہی ہیں۔ لیکن خدا نہ کرے کہ کسی لڑکی سے کوئی غلطی ہو جائے۔ آخر دل تو ہمارا بھی لڑکوں جیسا ہی ہوتا ہے (بلکہ ان سے زیادہ لطیف ہوتا ہے) تو پھر ایسا کیوں ہے کہ لڑکیوں کو تو گھروں میں دبا کر رکھا جاتا ہے اور لڑکوں کو آزاد ہواؤں کی طرح بے لگام چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مجھے ان الٹے اور یکطرفہ رسم و رواج سے ازلی اور ابدی نفرت ہے۔ میں کبھی ان کی پابند نہیں رہ سکتی۔ آخر ہمیں بھی تو حق ہے کہ صحتمند اور خوشگوار زندگی بسر کریں۔ تمہیں معلوم ہے ہمارے ملک میں مجموعی طور پر عورتوں کی صحت کس قدر خطرناک حد تک خراب ہے؟ یہ بیچاری ذرا سا صدمہ بھی نہیں سہہ سکتیں۔ یہاں ان کی پرورش اور نشوونما کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا جاتا۔ انھیں جانوروں کی طرح پالا جاتا ہے اور شادی کے دن جانوروں کی طرح ہنکا دیا جاتا ہے۔ جس سے لڑکوں میں ایک طرح کا احساس برتری پیدا ہو جاتا ہے اور لڑکیاں مہلک قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ قصور صرف غلط ماحول، ناسمجھ والدین اور غلط تربیت کا ہوتا ہے

Marfat.com

پھیکی پھیکی آخری زرد اور نارنجی دھوپ در و دیوار پہ سمٹ رہی ہے اور میرا دل اس کے ساتھ ہی سمٹ رہا ہے، سکڑ رہا ہے۔ خدا جانے ان دنوں مجھ پہ کبھی کبھی یہ کیسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ خود اپنا تجزیہ نہیں کر سکتی کسی وقت اتنی خوش ہو جاتی ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی کسی وقت اتنی خوش ہو جاتی ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی۔ مسرتوں کے بادل ایک دم برسنا شروع ہو جاتے ہیں اور ہر چیز نکھر کر نیا روپ دھار لیتی ہے۔ چاروں طرف زندگی ہی زندگی، نغمہ، حرارت، بہار اور روشنی کا بھرپور احساس رچ جاتا ہے۔ کوئی کچھ کہے۔ میں ذرا پرواہ نہیں کرتی، کسی کی آواز نہیں سنتی، کسی کی بات پہ دھیان نہیں دیتی، خوب جی بھر کر ہنستی ہوں، قہقہے لگاتی ہوں اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے اندر نئی قوتوں کے پہاڑ نمودار ہو رہے ہیں۔

لیکن جب اداس ہوتی ہوں تو سورج ایک دم تاریک بادلوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتا ہے۔ بس یونہی بیٹھے بیٹھے بغیر کسی وجہ کے اداس ہو جاتی ہوں۔ مجھے اپنے گرد و پیش کا بالکل احساس نہیں رہتا۔ آج صبح میرا موڈ بہت ہی اچھا تھا۔ میں سوچ رہی تھی کہ تمہیں ایک بہت ہی خوبصورت اور محبت سے بھرپور خط لکھوں گی اور میں تمہیں خط لکھنے کے لیے کوئی موزوں جگہ تلاش کر رہی تھی۔ سبز آسمان کے نیچے، درختوں کے سایوں میں ایسی جگہ پہنچ کر جہاں کے بادل پریوں سے زیادہ نازک اور پھولوں کی پنکھڑیوں سے زیادہ رنگین اور لطیف ہوتے ہیں اور جب وہ آسمان پہ چھا جاتے ہیں تو چاروں طرف رنگوں کی دھنک سی پھیل جاتی ہے۔ میں نے تمہیں ہمیشہ ایسی ہی جگہوں پہ پہنچ کر یاد کیا ہے تمہاری یاد کے راستے ہی میں ان جزیروں میں چلی جاتی ہوں۔

آج صبح جب گہرے نیلے آسمان سے روشنی کا نور پھوٹ رہا تھا اور یاسمین کی نازک نازک خنک ہوائیں جھوم رہی تھیں اور تتلیاں رقص کر رہی تھیں اور درختوں میں رنگین نوا پرندوں نے اپنے صبح کے گیت شروع کر رکھے تھے کہ ایک ذرا سی بات پہ آزردہ ہو گئی۔ میں یوں بیٹھے بٹھائے آزردہ ہونا نہیں چاہتی تھی۔ میرا موڈ بہت اچھا تھا اور میں اسی موڈ میں تمہیں خط لکھنا چاہتی تھی۔ مگر میں غم کی گہرائیوں میں اترتی ہی چلی گئی اور میرے سرسبز و شاداب

Marfat.com

خیالات یوں غائب ہو گئے جیسے شفق دھندلکوں میں کھو جاتی ہے۔ رصابن کے رنگ برنگ بلبلوں کی طرح میرے تمام روشن اور نازک خیالات دیکھتے دیکھتے پھٹ کر ہواؤں میں تحلیل ہو گئے اور میں افسردہ خاطر ہو گئی اور جب میں اداس ہو جاؤں تو ہمیشہ تنہا کنجوں کی جستجو میں رہتی ہوں۔ پھر میرے دل کے ہارے درد، سارے گیت جاگ اٹھتے ہیں اور میں انہیں تنہائی میں سننا چاہتی ہوں۔ خوشی کی ہر قندیل بجھ جاتی ہے اور بادلوں میں لپٹ کر کھو جاتی ہے۔

ہاں! میں اس قدر اداس کیوں ہو جاتی ہوں؟ کیا ایسا اس لیے ہے کہ میں ایک حساس دل رکھتی ہوں؟ لیکن یہ وجہ نہیں تو پھر بتاؤ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ورنہ اگر میں کسی دن بہت اداس ہو گئی تو نہ جانے کتنی اداس نہ ہو جاؤں اور پھر زندہ بھی رہوں گی یا نہیں!

کسی وقت بیٹھے بیٹھے مجھے ایک لڑکی یاد آجاتی ہے۔

تم اس لڑکی کو نہیں جانتے۔ وہ بڑی اچھی اور معصوم لڑکی تھی۔ میں اسے شروع سے لیکر آخر تک جانتی ہوں۔ وہ بڑی بھولی بھالی اور معصوم لڑکی تھی لیکن اسے نوعمری میں ہی ہلاک کر دیا گیا اور پھر اس کی موت پر ایک نئی لڑکی نے جنم لیا اور اس نئی لڑکی نے اپنی بہن کا انتقام لینا چاہا۔ اس نے بڑی کوشش کی مگر وہ ناکام رہی۔ عورت ہر بلا کا مقابلہ کر سکتی ہے لیکن وہ اس وار کے سامنے بے بس ہو جاتی ہے جو محبت کی آڑ میں کیا جائے۔ اس لڑکی کو یاد کر کے آج بھی میری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

مگر میں یہ بھلا کیا قصہ لے بیٹھی۔ کبھی کبھی یوں بھی ہو جاتا ہے کہ میرے خیالات کی کشتی بہتے بہتے گذرے ایام کے ساحلوں پر جا پہنچتی ہے اور پھر میں سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہوں۔ میری آج کی زندگی بالکل ایسی ہے جیسے کوئی تتلی کسی بچے کی مٹھی میں بند ہو۔ اور وہ اس زنداں سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہو۔ مگر فرار کی کوئی راہ نظر نہ آئے اور وہ اندر ہی اندر پڑے پڑے سوچ رہی ہو کہ کبھی تو یہ مٹھی کھلے گی۔ پھر میں بلوں پرواز کروں گی کہ کائنات کے آخری سروں تک جا پہنچوں گی۔ اس کے ساتھ ہی مجھے

Marfat.com

یہ بھی ڈر ہو کہ کہیں مٹھی کی گرفت اس کے پھڑپھڑانے کی وجہ سے زیادہ مضبوط نہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو اس کے پَر ٹوٹ جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لیے اڑتے سے محروم ہو جائے گی۔ اگر کسی کو معلوم ہو گیا کہ یہ تتلی کبھی جگمگاتے ہوئے پھول سے جا ملنے کے خیال سے اندر ہی اندر نقب لگا رہی ہے۔ تو پھر میں کبھی زندہ نہ بچوں گی۔ میں ڈرتی ہوں کہیں لوگ اس معصوم اور بے گناہ تتلی کو بھیانک شعلوں کے سپرد نہ کر دیں۔ تتلی کو موت سے بڑا خوف آتا ہے۔ وہ تو چاہتی ہے کہ اس دورِ محشر سے شکایت کرے کہ اب جبکہ اُس کے لیے گلشنوں کی سیر کا زمانہ ہے اسے اس طرح کیوں قید کر دیا گیا ہے؟ کیا اس طرح اس کی قدرتی نشوونما پر بُرا اثر نہیں پڑے گا؟

کیا اُس کے رنگ خراب نہ ہو جائیں گے؟

اسی لیے یال! میں بعض اوقات اداس ہو جاتی ہوں اور اپنی خوشیوں کے ایوانوں میں لیٹی لیٹی یوں گھبرا اٹھتی ہوں جیسے سوتے میں کوئی ننھا بچہ بادل کی گرج سن کر چونک اُٹھتا ہے۔

کل رات جب میں چاندنی کے قالین پر لیٹی نوخیز چاند کو دیکھ رہی تھی تو تم مجھے بہت یاد آ رہے تھے۔ اچانک مجھے تمہارا وہ خواب یاد آ گیا اور میرا سارا جسم لرز اٹھا۔ میرا دل تمہیں دیکھنے، تم سے ملنے کے لیے شعلے کی طرح بے قرار ہونے لگا۔ بید کی طرح لرزنے لگا۔ دھڑکنے لگا اور جب کسی شبنمی صبح کو یا شام کے گلابی دھندلکے میں، یا چاندنی کی حسین چھاؤں میں ایسا ہی کوئی خواب دیکھوں تو میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگتا ہے۔ اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کی آواز چاروں طرف پھیل جائے گی۔ اور لوگ اپنی کھڑکیوں سے باہر جھانک کر دیکھنا شروع کر دیں گے کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟

اور پھر ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے۔!

بس ایک دم گھبرا جاتی ہوں جیسے گلاب کی ٹہنی پہ ہوا کے جھونکوں سے شبنم کپکپا اٹھتی ہے۔

اور سنو! وہ جو میں نے اُس دن چوڑیاں پہن رکھی تھیں نا؟ وہ ٹوٹ گئی ہیں۔

Marfat.com

پھر میں نے ان چوڑیوں کو اکٹھا کر کے تمہارا پیار نکالا۔ چوڑیوں کو چوم کر آنکھوں اور ہونٹوں سے لگا کر پیار نکالا مگر تمہارا ذرا سا پیار بھی نہ نکلا۔ میں نے پھر ساری چوڑیاں توڑ دیں۔

اب ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ہے۔ یہ ہوا جو نہ جانے کتنے سمندروں کو عبور کر کے آتی ہے۔ مجھے زندگی حرارت اور گرمی کا پیغام دے رہی ہے۔ اس ہوا میں خوشبوئیں اور اجنبی دیس کے گیتوں کی بازگشت ہے۔ کبھی میں بھی ان ہواؤں میں جا ملوں گی اور میری صدا ان کے ساتھ مل کر جنگلوں میں گھوما کرے گی۔

تمہاری

بلقیس

Marfat.com

میرے پردیسی!

تم سے ملے ایک عرصہ گذر گیا ہے تمھیں شاید اس کا اندازہ نہ ہو۔

آج میں تمھیں بہت ہی یاد کر رہی ہوں۔ آج تم مجھے بہت یاد آ رہے ہو۔ شاید میں تمھیں اتنی کبھی یاد نہیں آتی۔ انسان جب اپنوں سے دور، کھلی اور آزاد فضاؤں میں سانس لیتا ہے تو وہ بہت جلد اپنا جی بہلا لیا کرتا ہے اور دیکھو تم مجھے زبردستی مت یاد کیا کرو۔

ابھی دو گھنٹے پہلے ہم سب گھر والے کھانا کھا رہے تھے اور کھانے پر میرا چچا زاد بھائی بڑے مزے کی کہانیاں سنا رہا تھا کہ اچانک وہ ہنسا اور خدا کی قسم بالکل تمھاری طرح ہنسا۔ میں نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا اور پھر میرا دل چاہا کہ اس سے ایک بار پھر اسی طرح ہنسنے کو کہوں۔ لیکن اچانک ہی مجھے خیال آ گیا کہ یہ ہنسی تو صرف تمھاری ہے۔ کسی دوسرے کو اس انداز میں بالکل نہیں ہنسنا چاہیے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے بھائی کو گھور کر دیکھا اور بات کا رُخ بدل دیا۔ اس طرح گھر میں ذرا ذرا سی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جو تمھاری یاد دلاتی رہتی ہیں۔

Marfat.com

آج صبح میں دو بجے تک نعیمہ کے ساتھ اپنے کالج کی گراؤنڈ میں سنہری دھوپ میں بیٹھی تمہاری باتیں کرتی رہی۔

کل ہمارے گھر میں میری شادی کی باتیں شروع ہو گئیں۔ اب میرے چچا جان کو میری شادی کی فکر ہونے لگی ہے اور وہ بہت جلد اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہتے ہیں لیکن پال! میں تو یہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی کہ تمہارے علاوہ میرا اور بھی کوئی شریک حیات ہو سکتا ہے۔ کچھ وقت میں بہت پریشان رہی۔ اس لیے کہ میں جانتی ہوں میرے چچا جان مجھے کس جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ خیر ان باتوں کو ابھی جانے دو۔

پال! اس دن تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں میری ایسی آزادانہ باتیں پسند نہیں ہیں۔ اور تم چاہتے ہو کہ میں باورچی خانے اور گھر کے آنگن میں زیادہ دبی رہوں۔ لیکن میں ایسا نہیں چاہتی۔ اس کے باوجود ہمیں ایک دوسرے کی خواہشات کا احترام کرنا ہوگا۔ جائز حقوق کی آزادی ہم دونوں کو حاصل ہونی چاہیئے۔ میں جو اپنے سارے خاندان سے بغاوت کر کے اس مشکل دور میں تمہارا ساتھ دوں گی اور سارے خاندان کو چھوڑ کر تم سے شادی کروں گی تو ہمیں ایک ایسی زندگی بسر کرنا ہوگی جس پہ لوگ رشک کیا کریں۔ نہ یہ کہ محبت بدنام ہو جائے۔

ہم ایک ایسے مختصر اور الگ مکان میں رہیں گے جہاں ہر طرف آسودگی اور سکون ہوگا ہم بالکل دوستوں کی طرح رہیں گے۔ ہم عام لوگوں سے بالکل مختلف زندگی بسر کریں گے۔ ہماری زندگی بڑی خوبصورت اور دلچسپ ہوگی۔ تم مجھ سے گھبراؤ نہیں پال! میں کوئی غیر ذمہ دارانہ زندگی بسر کرنے کے خواب نہیں دیکھ رہی۔ شاید تمہیں کالج کی ان ماڈرن لڑکیوں کا خیال آگیا ہو۔ جن کا ذکر گھٹیا اردو فلموں میں ہوتا ہے جن سے شادی کر کے ایک طرف تو مرد کا دیوالہ نکل جاتا ہے اور دوسری طرف گھریلو زندگی کا توازن بگڑ جاتا ہے بیوی کسی اور کے ساتھ سیر کو جا رہی ہے اور میاں کسی اور سے گھل مل کر باتیں کر رہا ہے لیکن ہم تو صرف ایک دوسرے کے لیے زندہ رہیں گے۔

ہمیں کسی تیسرے سے کیا کام؟ میں تو اپنی زندگی بڑی ذمہ داری اور دوراندیشی سے

Marfat.com

بسر کرنا چاہتی ہوں۔ آج تک تو جیسی گذرنی تھی گذر گئی ہے لیکن شادی کے بعد میری بالکل نئی اور حقیقی زندگی شروع ہو گی جو ہر شادی شدہ لڑکی سے بالکل مختلف ہو گی۔ ہمارے لیے وہ لمحات دنیا کی تمام مسرتوں سے زیادہ خوشی بخشنے والے ہوں گے۔ جب ہم پاس پاس کھڑکیوں میں کھڑے ہوں گے۔ المانوی دریچوں کے سایوں میں، جن کے ریشمی پردے ہوا میں ہل رہے ہوں گے اور جس کا باہر کا منظر اندر سے زیادہ دلکش اور حسین اور آسودہ ہو گا۔ ایسی باتیں میں تمھیں پھر لکھوں گی۔

اب تو میں یہ سوچ رہی ہوں کہ ہم ایک دوسرے سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے وابستہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟

آج بڑی سردی ہے میں نے کمرے کے سارے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اس لیے کہ باہر بڑی سرد ہوا چل رہی ہے اور گہرا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ ابھی چاند نہیں نکلا شاید چاند کو بھی سردی لگ رہی ہے اور وہ بستر میں سے نکلتے ہوئے گھبرا رہا ہو گا۔ اگر بیچارہ کمبل اوڑھ کر باہر نکل آئے تو دنیا کو روشنی کیونکر پہنچائے؟ پال! چاند کو اتنے بڑے اتنے وسیع اور عریض آسمان پر اکیلے سفر کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا؟ گرمیوں میں تو خیر سبھی لوگ اوپر سوتے ہیں اور چاند انھیں دیکھ سکتا ہے مگر سردیوں میں تو چھتیں سونی ہوتی ہیں اور چاند اکیلا ہوتا ہے!

کمرے کی ہر چیز خاموش ہے مگر میرا دل تم سے باتیں کر رہا ہے۔ بڑی پیاری باتیں کر رہا ہے اب سو رہی ہوں باقی خط کل لکھوں گی۔

صبح سویرے

میں صبح منہ اندھیرے اُٹھ کر تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔ ساری رات میں تمھاری یادوں سے لبریز رہی ہوں اور تمھارے ہی خواب دیکھتی رہی ہوں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تمھیں کون سے خطاب سے یاد کر سکوں جو میرے دل کی صحیح ترجمانی کر سکے۔

ابھی دن چڑھا نہیں دور سے اذانوں کی ٹھٹھرتی ہوئی آوازیں آ رہی ہیں۔ لوگ آہستہ آہستہ نماز پڑھنے کے لیے گھروں سے نکل رہے ہیں اور میں تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔

Marfat.com

جی چاہتا ہے تمھیں اپنے دل کے اندر بند کر لوں۔ تم میری اذان ہو جو نہی میرے دل کی مسجد
میں نماز پڑھنے داخل ہو تو دروازہ بند کر کے تمھیں اس مسجد میں ہمیشہ کے لیے قید کر لوں۔
پھر کبھی باہر نہ نکلنے دوں۔

یقین کرو تم جب میرے پاس ہوتے ہو تو مجھے دنیا کی کسی شئے کی خواہش نہیں ہوتی۔
میری تمام خواہشات سمٹ کر تمھاری ذات میں جمع ہو جاتی ہیں۔ تمھارے ایک نقطے پر سمٹ
آتی ہیں۔ تم پھولوں کا وہ معطر سانس ہو جو مجھے بہاروں کے پاس لے جاتا ہے۔ جب
تمھارا پیار مجھے اپنے بازوؤں میں لے لیتا ہے تو میں دنیا کے تمام پھولوں کو اپنے چہرے
پر جھکا ہوا دیکھتی ہوں۔ پھر طبیعت چاہتی ہے کہ تم کبھی جدا نہ ہو۔

میرے پال! ہماری محبت گلاب کے پھولوں کی طرح نرم و نازک اور خوشبوؤں سے
لبریز ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے زندگی کا راز پا لیا ہے۔ تم سے جدا رہ کر میں
کتنی غمزدہ اور غمخوار لڑکی تھی۔ لیکن اب؟ اب جیسے میں بلند ستاروں کے خوبصورت
ایوانوں میں رہتی ہوں۔ اس گندی دھرتی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے میں ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے تمھاری ہوں۔ تمھاری محبت نے مجھ میں اتنی طاقت بھر دی ہے کہ میں دنیا کی ہر
سختی کا مقابلہ کر سکتی ہوں۔ پال! زمانہ ہمیں کتنے رنج کیوں نہ پہنچائے، ہمارے درمیان
کتنی ہی بلند دیواریں کیوں نہ حائل کر دے۔ لیکن آخر کار ہمیں ملنا ضرور ہے۔ ہم دو مختلف
ندیوں کی طرح ایک دوسرے کے پاس پاس سے گذر رہے ہیں۔ ہمیں آخر کار ایک دریا میں
مل کر گرنا ہے یا گم کر مل جانا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مل جانا ہے۔

میں آج ایک بار پھر تمھیں اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ میں صرف تمھارے لیے
ہوں۔ پال! اگر تم مجھے بالکل اسی انداز میں پیار کرتے رہو گے اور تمھاری محبت کو وقت
اور فاصلے سے کوئی تعلق نہ ہوگا تو اس بات کا یقین کر لو کہ بلقیس صرف تمھاری اور تمھاری
ہے۔ لیکن اگر تم مجھ سے اکتا گئے تو میں خودکشی کر لوں گی اور اگر خودکشی نہ کی تو اپنے آپ
ہی مر جاؤں گی۔

میں تو تمھارے ساتھ جھونپڑیوں میں بھی پیار کے دیئے جلا کر خوش رہ سکتی ہوں۔

Marfat.com

مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ تم کتنے پڑھے لکھے ہو؟ تمہارے پاس کتنی ڈگریاں ہیں؟ تم کیا کماتے ہو؟ اور کہاں رہتے ہو؟ ہم دونوں ایک دوسرے کو حاصل کرنے کے لیے وہ سب کچھ کریں گے جو ہم سے ہو سکے گا۔ بلکہ جو ہم سے نہیں ہو سکے گا وہ بھی کر گذریں گے؟

تم مجھ پر سحر بن کر چھا چکے ہو۔ تم نے مجھے مسحور کر دیا ہے میرے لیے اب تمہاری جدائی کا تصور بھی گناہ ہے۔ مجھے تمہارے دکھ درد کا گہرا احساس ہے۔ میں تمہیں آزردہ اور غمگین کبھی نہیں دیکھ سکتی۔ میں اپنے گھر بار کو چھوڑ سکتی ہوں لیکن تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑ سکتی۔ اس لیے کہ تم ہی میرا گھر بار، میری عزت اور میرا سب کچھ ہو۔ اگر میں نے تمہیں چھوڑ دیا تو پھر میرے پاس باقی رہ ہی کیا جائے گا جس کے سہارے زندہ رہ سکوں گی۔ میری زندگی تمہارے قدموں میں پڑی ہے۔ میں تمہارے قدموں کے ساتھ گرد بن کر اڑتی ہوں اور رفتار بن کر ساتھ ساتھ چلتی ہوں۔

میرے ماں باپ یعنی میرے چچا جان اور چچی جان میری شادی جہاں کرنا چاہتے ہیں میں تمہیں پھر کبھی بتاؤں گی کہ وہ کون لوگ ہیں۔ بس تم یہی سمجھ لو کہ ان کے پاس دولت، مکانات زمین، جائیداد اور کسی چیز کی کمی نہیں لیکن صرف ایک شے کی کمی ہے جس کے نہ ہونے سے باقی تمام چیزیں بھاپ بن کر اڑ جاتی ہیں۔ ان کے پاس سبھی کچھ ہے لیکن تمہاری محبت اور تمہارے دل کے برابر کوئی چیز نہیں۔

پال! اس وقت صبح ہو رہی ہے۔

جی چاہتا ہے چپکے سے گرم شال اوڑھ کر مکان کی سیڑھیاں اتر کر ڈیوڑھی طے کر دوں اور تمہارے گھر کی طرف چل پڑوں۔ تم بے خبر اپنے کمرہ میں سو رہے ہو گے میں دبے پاؤں اندر داخل ہو کر تمہیں بالکل آواز نہ دوں۔ بس تمہاری آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دوں تمہارے تلووں پر اپنی آنکھیں مل دوں۔ تم ایک دم بیدار ہو جاؤ اور مجھے دیکھ کر حیران رہ جاؤ۔ پھر ہم دونوں ستاروں کی روشنی میں سیر کو نکل جائیں اور ہم شہر کے راستوں کو پیچھے چھوڑ کر پہاڑوں، کھیتوں اور بلند ٹیلوں کے اس مقام پر پہنچ جائیں جہاں سورج نکل

Marfat.com

رہا ہو۔ ہم بھی اسی روشنی میں گم ہو جائیں جو سورج کے طلوع ہوتے ہی مشرقی اُفق سے اُبل پڑتی ہے۔

مجھے بتاؤ ہم کب ملیں گے؟

میرا دل تمہاری یاد سے اس طرح بھرا ہوا ہے جیسے گلاب کا پھول اوس سے بھر جاتا ہے اور ہوا کے پہلے ہی جھونکے پر جھپک اُٹھتا ہے۔ میں نے یادوں کے ہار گوندھ کر ان کے چاروں طرف ڈھیر سے لگا لیے ہیں۔ میں اپنی ہی یادوں میں گم ہو کر آوارہ بادلوں میں بھٹک رہی ہوں اور تمہیں آوازیں دے رہی ہوں اور تم کہیں دکھائی نہیں دیتے، تم کہیں سنائی نہیں دیتے۔

اس دن جب میں تم سے جُدا ہو کر گھر آئی تو اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی نشاں اوڑھ کر لیٹ گئی اور شام تک پڑی سوتی رہی۔ میں تم سے ہمیشہ اس وقت جدا ہوتی ہوں جب میں جدا ہونا نہیں چاہتی۔ کتنا اچھا ہوتا اگر میں آدھ گھنٹہ پہلے آ جاتی! اب میں تم سے الگ ہوں اور جب تک پھر نہیں ملوں گی۔ یہ درمیانی خلا اپنے آپ سے بیچ بیچ کر، دور رہ رہ کر بسر کروں گی۔ میرا دل، میری آنکھیں مجھ سے کچھ مانگتی ہیں جسے میں مہیا نہیں کر سکتی اور پھر اپنے ہی دل سے شرمسار الگ سی ہو کر پھرتی رہتی ہوں، بچتی رہتی ہوں، اس وقت تمہیں خط لکھ رہی ہوں اور سارا بدن شعلے کی طرح دہک رہا ہے۔ جی چاہتا ہے برف کے ڈھیروں تلے چھپ جاؤں۔ پھولوں، بھیگے ہوئے شبنمی پھولوں کے ڈھیروں پر گر پڑوں اور پھر کبھی نہ اٹھوں۔

یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سمندر میں ایکا ایکی طوفان آ گیا ہے جیسے ستار کے تنے ہوئے تاروں پر کسی نے زور سے مضراب لگا دی ہو۔ تمہارے ہوتے ہوئے میرے دل کی یہ حالت ہو جاتی ہے اور اگر تم چلے گئے جیسا کہ تم کبھی کبھی کہا کرتے ہو تو پھر میرا کیا عالم ہوگا؟ پھر میری خبر کو کون آیا کرے گا؟ پھر میں تمہیں کس قدر یاد نہیں کروں گی؟ تم ہی تو وہ واحد شخص ہو جو مجھے اتنا قریب لے آئے ہو۔ اگرچہ میں بہت مضبوط اور بہادر رہوں۔ لیکن کبھی کبھی مجھے اپنے آپ سے بے حد خوف آتا ہے۔ کہ کہیں یہ پے در پے صدمے مجھے بزدل نہ بنا دیں۔ مجھے جامد و بے حس نہ کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ میرے خلاف ہر سازش مکمل ہو۔

Marfat.com

جائے اور میں پتھر کا بت بنی صرف دیکھتی ہی رہ جاؤں! اگرچہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تاہم کبھی کبھی خوف سا محسوس ہوتا ہے۔

میں آج کل جن جزیروں کی حسین چاندنی میں نہا رہی ہوں۔ یہ میرے لیئے بالکل اجنبی اور انوکھے ہیں۔ میں ان وادیوں میں پہلے کبھی نہیں گئی اور میں نے ایسی تاریک گھاٹیوں میں اتر کر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجھے زندگی میں پہلی بار معلوم ہوا ہے کہ تاریک گنجان جنگلوں میں سنہری پھول کھلتے ہیں اور جہاں خاموشی گہری ہوتی ہے۔ وہاں دنیا کے حسین ترین گیت ہوتے ہیں۔ ابھی ہماری محبت پر خوف اور ڈر کے پہرے ہیں۔ شادی کے بعد ہم قوسِ قزح کے ان رنگوں میں ہوں گے جو خوف سے کبھی نہیں دھندلائیں گے۔ میں تمھیں دل وجان سے چاہتی ہوں اس لیے مجھے تمھاری کوئی بات، کوئی حرکت کبھی بُری نہیں لگ سکتی۔ میں تمہیں بہت چاہتی ہوں، بے حد پیار کرتی ہوں۔ تم میری زندگی ہو، میری خوشی ہو۔ تمہارے بغیر میری زندگی میں ایک ایسا خلا رہ جائے گا جو کبھی پُر نہ ہو سکے گا۔

دوسرے دن صبح

پال! کل بھی میں اسی وقت تمھیں خط لکھ رہی تھی لیکن میرے کل کے لکھنے اور آج کے لکھنے میں بہت فرق ہے۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔ کل میرا دل بے حد خوش، مسرور اور مطمئن تھا لیکن آج میرا دل بے حد مغموم، اداس اور غمزدہ ہے۔

ایک اداسی ہے جس نے بادل کی طرح مجھے چاروں طرف سے اپنے سرمئی لحاف میں لپیٹ لیا ہے۔ ایک دکھی اداسی، اُداس کر دینے والی اداسی! میں آج تمھارے ساتھ اُس خوبصورت کھیت کی منڈیر پر کتنی ہی دیر بیٹھی رہی۔ وہ وقت مجھے رہ رہ کر یاد آ رہا ہے ہمارے سروں پر نیلا، گہرا نیلا آسمان تھا جس میں کہیں کہیں سفید بادلوں کے خوبصورت جزیرے تیر رہے تھے۔ ہمارے اردگرد مخملیں کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ قریب ہی یوکلپٹس کے درختوں کے درمیان، جھکے ہوئے نازک لمبی ٹہنیوں والے درختوں کے درمیان ٹھنڈے پانی کی ندی بہہ رہی تھی اور میں تمھارے پاس چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔ تم یقین کرو اس وقت میرا دل تمھیں چھوڑنے کو نہیں چاہتا تھا۔ میرا دل ذرا بھی نہ چاہتا تھا کہ گھر واپس

Marfat.com

آؤں۔ میں تمہاری گود میں سر رکھ کر لیٹ جانا چاہتی تھی۔ یہاں تک کہ وقت کہیں سے کہیں تک پہنچ جاتا۔ کئی سال، کئی صدیاں بیت جاتیں اور میں اسی طرح تمہاری گود میں، تمہارے پہلو میں پڑی رہتی۔ مجھے جنگل، خوبصورت جنگل، سرسبز کھیت، کھلی آزاد فضا اور ایسی جگہ جہاں آزادی ہو، سبزہ ہو، پہاڑ ہوں، کھیت ہوں، ندیاں ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تم ہو، بے حد پسند ہے اور میں ایسی جگہ سے کبھی جدا ہونا نہیں چاہتی۔

پھر تم مجھ سے جدا ہو کر سامنے کی پگڈنڈی پر چل دیئے۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا اور تم بالکل تنہا، بالکل الگ ہو کر ندی کے دوسرے کنارے پر چلنے لگے۔ میرا دل تمہارا ساتھ چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ مگر تم نے خود ہی مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے الگ ہو گئے۔ پھر میں مٹی اور گرد سے اٹے ہوئے کچے راستے پر گرتی پڑتی چلتی رہی اور تم ندی کنارے پکی اور سبزے سے اٹی ہوئی راہ گذر پر رواں دواں چلتے گئے۔ سورج بھی یہ منظر دیکھنے کے لیے غروب ہوتے ہوئے ٹھٹھک سا گیا۔ کتنی ہی دیر تک ہم یوں ہی ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ چلتے رہے پھر میں اسپتال میں چلی گئی اور تم نہ جانے کہاں کھو گئے۔!

اسپتال میں جا کر میں اپنی بھابی کے پاس کتنی ہی دیر تک اداس بیٹھی رہی۔ تم نے واقعی مجھے ہر شے سے بیگانہ کر دیا ہے۔ پال! میرا دل اپنا آغاز دیکھ کر انجام سے ڈرنے لگا ہے خدا جانے آئندہ کیا ہو؟ شام ہو رہی تھی۔ ہوا تیز ہو گئی تھی اور اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ میں سب گھر والوں کے درمیان مگر سب سے اکیلی، بے خبر ہو کر گھر چلی آئی۔ راستے میں ندی کا پانی کتنی بے قراری سے پہلو بدل رہا تھا۔ وہ بیتاب ہو کر مجھے اٹھ اٹھ کر تک رہا تھا اور جیسے پوچھ رہا تھا۔

بلقیس! اکیلی کیوں ہو؟

پال کہاں ہے؟

وہ کہاں ہے؟

میرا دل ڈوب رہا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور اس کا گہرا قرمزی سیاہی مائل رنگ ہر شے پر چھڑنے لگا تھا۔ روشنی سایوں میں بدل گئی تھی۔ اور سائے اندھیروں میں

Marfat.com

ڈھلنا شروع ہو گئے تھے۔ راستے میں میرا جی چاہا کہ اپنے سب گھر والوں کو کار میں چھوڑ کر چھلانگ لگا دوں اور بھاگ کر گھلتے، گم ہوتے، ڈوبتے شفق میں اتر جاؤں۔

شفق کے اس پار نہ جانے کیسی سرزمین ہو گی!

جس چادر کا کنارا اس قدر حسین ہے۔ وہ ساری چادر کتنی حسین نہ ہو گی۔ کتنی دلفریب نہ ہو گی۔ کاش میں یہ چادر اوڑھ کر زندگی کے صحرا عبور کر سکوں۔ میں ایسے مناظر میں ہوش و حواس کھو دیتی ہوں۔ ایک دن میری موت بھی کسی ایسے ہی حسین غروب آفتاب کے سمے ہو گی اور سورج کے ساتھ ہی مجھے بھی لحد میں اتار دیا جائے گا۔ میں جانتی ہوں تم مرد ہو۔ تم مجھے بلقیس کو بہت جلد بھلا دو گے۔ تم مجھے ضرور بھول جاؤ گے جس دن تم مجھے بھول گئے اس دن میں سمندروں کی گہرائی معلوم کرنے پانی کی عمیق چادروں میں اتر جاؤں گی اور پھر کبھی باہر نہ آؤں گی۔ میں باہر نہ آؤں گی۔ صرف میری لاش باہر آئے گی۔ گہری چیزیں، گہری محبت کی طرح ہمیشہ تہوں میں چھپی رہتی ہیں۔

میرا دل اس وقت اس قدر مغموم ہے کہ یہ گھر چھوڑ کر باہر نکل آنا چاہتی ہوں اور چپ چاپ سب کھانے پینے اور لکھنے پڑھنے کا سامان لے کر ایک سال کے لیے کسی جنگل میں جا کر آباد ہو جانا چاہتی ہوں۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ پال! تمہیں بھی مجھے جو جو دکھ پہنچانے ہیں پہنچا لو۔ میں تو دنیا میں صرف آنسو بہانے کے لیے پیدا ہوئی ہوں۔ دیکھنا کہیں تمہارے نام پہ گرنے والے آنسو میری پلکوں ہی پہ نہ رہ جائیں۔ میرا دل۔ جو دوسروں کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھتا ہے۔ اسے ہر کوئی چپ چاپ کچل کر چل دیتا ہے۔ دنیا میں کچلی ہوئی بدنام چیزوں کو بھلا کون پسند کرتا ہے؟ لیکن پال! مجھے تو مرجھائے ہوئے پھولوں، ٹوٹے ہوئے ستاروں، اداس چہروں اور دکھی دلوں سے والہانہ پیار ہے۔ شاید ان میں مجھے بلقیس کا عکس نظر آتا ہے۔ شاید!

وہ سامنے روشندان کے رنگین شیشوں میں سے صبح کا اجالا جھانک رہا ہے۔ شکر ہے سرد کالی رات گزر گئی اور صبح کی پہلی کرن طلوع ہوئی۔ اسی پہلی

Marfat.com

پہلی کرن کے ساتھ میرے دل میں مسرت کا نغمہ شعلہ زن ہوگا۔
طلوع ہو! میرے سورج طلوع ہو،
اور میرے پھول کی پنکھڑیوں کو اوپر اٹھا۔
تیری وادیوں میں سندل اگتا ہے۔
اور میرے صحراؤں میں ریت اڑ رہی ہے۔

صرف تمھاری
بلقیس

Marfat.com

پال! میرے پال!

کاش میں کل تم سے مل لیتی کتنا اچھا ہوتا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ کل تمھارے پاس آخری بار آرہی تھی۔ اور اب کبھی نہ مل سکوں گی۔ میں ساری رات روتی رہی ہوں۔ میں نے کھانا بھی نہیں کھایا اور نہ اب میں کھاؤں گی۔ اب میں چپ چاپ مرجاؤں گی اور کسی کو خبر نہ ہوگی۔ یہ گھر والے اگر میری موت ہی چاہتے ہیں تو پھر ایسا ہی ہوگا۔ میں تمھیں خدا جانے کیونکر خط لکھنے بیٹھ گئی ہوں۔ میرا ذہن ماؤف ہو چکا ہے۔ اس وقت اگر میں تمھارے پاس ہوتی تو تمھیں ساری حقیقت زبانی سناتی۔ میں تمھیں بتاتی کہ پال! چاہے کوئی گھرانہ رسموں کی قید سے آزاد ہو یا ہزار رسموں کا پابند۔ لڑکیوں کی حیثیت ہر جگہ ایک سی ہوتی ہے۔ انھیں دونوں جگہ کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ انھیں تو محض زرد پتوں کا ڈھیر تصور کیا جاتا ہے اور پھر شادی کے معاملے میں ہمارے ہاں کسی بھی لڑکی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ آزاد اور پڑھے لکھے گھرانوں میں ماں باپ لڑکی کو اطلاع دے کر من مانی کاروائی کرتے ہیں اور جاہل گھرانوں میں بغیر اطلاع دیئے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ کل جب میں نعیمہ سے مل کر واپس آئی تو چار بج رہے تھے۔ بھیا (میرا چچازاد بھائی) وغیرہ دفتر

Marfat.com

سے ابھی واپس نہیں آیا تھا۔ میری بھابی بڑی معمولی پڑھی لکھی جاہل سی عورت تھی۔ وہ مجھ سے ہمیشہ اس لیے جلتی ہے کہ میں تو کالج میں آزادانہ پڑھنے جاتی ہوں۔ سہیلیوں سے ملتی جلتی ہوں اور وہ سارے دن گھر کی چار دیواری میں بچوں کی دیکھ بھال میں لگی رہتی ہے۔ کل اس نے بھیا سے کہا کہ وہ اپنی ایک سہیلی کے ساتھ شاپنگ کرنے جا رہی ہے۔ بھیا نے کہا کہ سہیلی کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں، میرے ساتھ چلنا۔ اتنی سی بات پر بھابی نے وہ فساد کھڑا کیا کہ سب گھر والے حیران رہ گئے۔ اس نے بھیا کو میرے متعلق بے شمار طعنے دیئے۔ ان کے کمرے سے صاف آوازیں آ رہی تھیں۔ بھابی برابر بھیا کو میرے خلاف بھڑکا رہی تھی۔ اگر میں چاہتی تو دروازے سے لگ کر ان کی ایک ایک بات سن سکتی تھی مگر میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ یوں چوری چھپے کن سوئیاں لیتی پھروں۔ کاش میں کسی اور طرح وہ ساری باتیں سن لیتی اور پھر بھیا کو منا سکتی۔ لیکن بھیا کی منت کرتے ہوئے نہ جانے کیوں مجھے اپنی ہتک محسوس ہوئی۔ رات کو پھر چچا جان اور بھیا کے درمیان میرے بارے میں دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پال! میرے چچا بڑے قدامت پرست اور رسموں کے پابند ہیں، وہ لڑکیوں کو کالج میں پڑھانے کے سخت خلاف ہیں اور انھیں لڑکیوں کا دخل دینا تو بالکل ناپسند ہے۔ یہ بات وہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔

انھوں نے ساری زندگی اپنی مرضی کے مطابق بسر کی ہے۔ شاید دولت نے انھیں اس درجہ مغرور بنا دیا ہے اگر کوئی ان کی بات نہ مانے تو وہ اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ لڑکوں کے ساتھ تو ان کا رویہ اتنا سخت نہیں ہے۔ لیکن لڑکیوں کو تو وہ جان سے مار دینے سے بھی گریز نہیں کرتے اور پال! پھر وہ لڑکی جو ان کی اپنی بیٹی نہ ہو!

نہ جانے رات کو ان لوگوں کے درمیان کیا صلاح مشورے ہوئے۔ بہرحال دوسرے دن چچا جان نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا۔ میں جانتی تھی کہ جب بھی وہ مجھے یوں بلاتے ہیں۔ بہت کچھ کہا کرتے ہیں۔ لیکن میں نے بڑے ہی حوصلے سے ان کے کمرے میں قدم رکھا۔ بھیا بھی ان کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ چچا جان بدستور اخبار پڑھتے رہے

Marfat.com

بھیا نے مجھے کرسی پہ بیٹھنے کو کہا میں بیٹھ گئی۔ اب چچا نے اخبار ایک طرف رکھا۔ عینک اتار کر صاف کی اور باتیں شروع ہو گئیں۔ بہت ہی دل آزار اور ہمت شکن باتیں ہوئیں۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں بی۔ اے کرنے کے بعد پڑھائی ختم کر دوں۔ اس لیے کہ وہ لوگ دسمبر میں میری شادی کر دینا چاہتے ہیں۔ ساری باتیں میں نے بڑی خاموشی سے سنیں اور پھر کہا۔

"چچا جان! آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں آپ کی کسی بات کو غلط نہیں کہہ سکتی کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں اور میرے نفع نقصان کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں لیکن میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

بھیا غصّے میں بولے

"شادی نہیں کرے گی تو پھر کیا کرے گی۔ اگر تجھے پڑھائی کا شوق ہوتا تو تو اس طرح ایک سال ضائع نہ کرتی۔ تیرا دل اب پڑھائی کی طرف بالکل نہیں۔ تو اپنے آپ کو محض فریب دے رہی ہے۔"

میں نے درخواستنہ کے لہجے میں کہا۔

"آپ ایک بار مجھے موقع تو دیں۔ پھر کبھی شکایت پیدا نہ ہو گی۔"

اب چچا جان بولے:

"یہ سب غلط ہے لڑکی! میں اس کام سے اب جلد فارغ ہو جانا چاہتا ہوں۔ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔ پڑھنے لکھنے سے کیا ہو گا تجھے نوکری تو کرنی نہیں۔ بس یہ میرا آخری فیصلہ ہے شادی اگلے سال دسمبر میں ضرور ہو جائے گی اور تجھے آج سے کہیں جانے کی اجازت نہیں۔"

بھیا نے لقمہ دیا

"میں تو آج سے دو سال پہلے آپ سے کہتا تھا کہ آپ اس کی شادی سے سبکدوش ہو جائیں تو اچھا ہے۔ لیکن آپ نے میری بات پر بالکل دھیان نہ دیا۔"

میں نے چڑ کر کہا۔

Marfat.com

"جب آپ اپنے معاملات میں کسی کا دخل پسند کرتے تو پھر میرے معاملے میں کیوں دخل دیتے ہیں؟ چچا جان کی جو مرضی ہو کہیں۔ آپ بیچ میں بولنے والے کون ہیں؟"

"میں بڑا بھائی ہوں۔ میں ضرور بولوں گا اور جو کچھ ہوگا میری ہی مرضی سے ہوگا۔"

"آپ اپنی مرضی سے کچھ کرنا چاہیں تو بے شک کریں۔ مگر بھابی کے سکھلانے میں نہ آئیں۔ پہلے بات کو صحیح روشنی میں دیکھیں اور پھر کوئی فیصلہ کریں۔"

"مجھے کسی نے نہیں سکھلایا۔ بس تیری شادی ہوگی اور ضرور ہوگی۔"

عورت کی کمزور آواز مرد کی بھاری آواز تلے دب جاتی ہے اور یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ صدیوں سے ہوتا آیا ہے۔ بھیا اور چچا جان آخری فیصلہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ میں ابھی تک ضبط کیے بیٹھی تھی۔ پھر میں بھی اپنے آپ کو نہ روک سکی اور میں نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ ان کی یہ زبردستی مجھ پر نہ چلے گی اور وہ میری مرضی کے خلاف میری شادی نہ کرسکیں گے۔ اگر میں بری لڑکی ہوں تو مجھ سے اچھائی کی توقع ہی کیوں رکھی جاتی ہے؟ اس پر وہ لوگ بگڑ گئے۔ کہنے لگے کہ ایسا ہے تو پھر میں ان کے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ اگر میں نے ان کی رائے کا احترام نہ کیا تو میرے لیے اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ میں چپ ہوگئی۔ اس بات نے میرے منہ میں تالا لگا دیا۔ میں نے کہا

"آپ نے آج سے پہلے بھی میرا حق مجھے کب دیا؟ جب بھی کوئی بات ہوئی سنی سنائی باتوں پر ایمان لاکر ہمیشہ مجھے ہی برا بھلا کہا۔ آخر آپ بھائیوں کی نظر سے ان کے کہنے پر میری زندگی کا فیصلہ کیوں کرتے ہیں؟ آپ مجھے ان کی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟ آپ مجھ سے براہِ راست بات کیوں نہیں کرتے؟ مجھے اصلی روشنی میں، میری روشنی میں اپنی روشنی میں کیوں نہیں دیکھتے؟"

بہت دیر تک بحث ہوتی رہی۔ اس وقت مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ ہمارے گھرانوں میں لڑکیوں کی کیا وقعت ہے۔ میری بھابی یہ سن کر کہ اب میری شادی ہو جائے گی اور وہ اس بھرے گھر میں اکیلی ہوگی بڑی خوش ہو رہی تھی۔ وہ تو چاہتی ہے کہ گھر کی مالکن بن کر رہے۔ آخر میں نے صاف صاف چچا جان سے کہہ دیا کہ اگر آپ نے کہیں میری بات

Marfat.com

یکی کر دی ہے تو بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے گا میں ابھی سے آپ کو آگاہ کر دینا چاہتی ہوں کہ اگر میں بقول آپ کے بُری ہوں۔ تو پھر میری یہ باتیں آپ کو ناگوار نہیں گذرنی چاہئیں۔
اس کے بعد میں اپنے کمرے میں آگئی۔ بعد میں بہت سی باتیں ہوئیں۔ لیکن میں کمرے میں بستر پہ لیٹی روتی رہی اور تمھیں یاد کرتی رہی۔ اور تمھارے متعلق سوچتی رہی۔ اس وقت مجھے انتہائی شدّت سے محسوس ہو رہا تھا کہ لڑکیوں کی اس ملک میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

پال! اگر واقعی ان لوگوں نے دسمبر تک میری شادی کر دی تو؟"
اور وہ جو ہم نے وعدے کر رکھے ہیں اور عہد و پیمان باندھ رکھے ہیں۔ ان کا کیا ہو گا؟ پھر مجھے یوں لگا جیسے کوئی میرے دل میں بُری طرح چرکے لگا رہا ہے۔ جیسے اگر میری شادی کسی دوسری جگہ ہو گئی تو میں اس وقت مر جاؤں گی۔ میں رات بھر جاگتی اور انہی باتوں کے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔ مجھے ان وعدوں کا خیال آ رہا ہے جو میں نے تم سے کیے ہیں۔ مجھے ان وعدوں کا خیال آ رہا ہے جو تم نے مجھ سے کیے ہیں۔ (شاید تم نے مجھ سے کبھی کوئی وعدہ نہیں کیا۔ اس اعتبار سے تم خوش قسمت ہو پال)
پال! میں ہر دکھ سہہ سکتی ہوں لیکن تمھیں نہیں چھوڑ سکتی۔ تم مجھے بتانا کیا تمھیں بھی مجھ سے جدا ہونے کا صدمہ ہو گا؟ تم تو بہت ہی اچھے لڑکے ہو پال! تمھیں چھوڑنے تم سے بچھڑنے کا صدمہ تو ہر کسی کو ہو سکتا ہے۔ اور اسی لیے اگر کبھی ایسا ہوا تو غم سے میرا چہرہ زرد ہو کر اپنی شاخ پہ مرجھا جائے گا۔ اور شاید میں مر بھی جاؤں لیکن مجھے چھوڑنے کا تمھیں شاید اتنا غم، اتنا افسوس نہ ہو۔ میں نہ تو حسین ہوں اور نہ مجھ میں ایسی کوئی اچھائی ہے۔ میں تو ایک ضدّی، بدنام، بدنصیب لڑکی ہوں۔ پھر کیا تم مجھے چھوڑ سکتے ہو؟
پال! اگرچہ میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا کہ تمھیں میں چھوڑ کر کسی دوسرے گھر میں چلی جاؤں گی۔ لیکن اگر تم مجھے چھوڑ سکتے ہو، مجھ سے آسانی سے جدا ہو سکتے ہو تو بے شک جدا ہو جاؤ۔ لوگ ہم دونوں کو اکٹھا دیکھیں گے تو کہیں گے کہ پال کی پسند

Marfat.com

اچھی نہیں ہے۔

اگرچہ میرا دل بچّے سے بھی زیادہ سادہ لوح ہے لیکن دل کو یہاں کون دیکھتا ہے؟ اگر تم میری زندگی میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو نہ جانے میں آج کیا کرتی؟ مجھے خود کو حالات کے سپرد کر دینا تھا۔ جو گھر والوں کا جی چاہتا وہ کرتے۔ جب دل بجھ جائے، جب اُمید کا آخری ستارا بھی ٹوٹ جائے، جب زندگی آرزو گی کا زرد کفن اوڑھ لے تو پھر باقی ہی کیا رہ جاتا ہے۔ اگر میرے گھر والے مجھے زہر بھی پینے کو دیتے تو میں ہنسی خوشی پی جاتی اور اُف تک نہ کرتی۔

لیکن اب؟

اب ایسا کیونکر ہوگا؟ اب وہ سب کچھ کیسے ہوگا جو تم سے علیحدہ رہ کر بڑی آسانی سے ہو جاتا۔ ہاں! مجھے اس خط کا جواب مفصّل دینا اور لکھنا کہ مجھ سے بچھڑنے کا تمھیں بھی غم ہوگا یا نہیں؟ میں تم سے ملنے کی ضرور کوشش کروں گی اور ضرور ملوں گی۔ تم کوئی فکر نہ کرنا۔ اور سنو پال! میں نے تم سے جو وعدے کیے ہیں نا، میں ان پہ ہمیشہ قائم رہوں گی۔ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو پہلے تو ہنس ہنس کر وعدے کرتی ہیں اور بعد میں رو رو کر مکر جاتی ہیں۔

تمھیں بہت بہت پیار،

صرف تمھاری

بلقیس

Marfat.com

میرے پال!

میں کل تم سے ملنے ضرور آتی۔ کاش تم سے ملنے آسکتی۔ لیکن افسوس نہ آسکی۔ جیسا کہ میں نے تمھیں پہلے بھی لکھا تھا۔ ہمارے گھریلو حالات عجیب شکل اختیار کر رہے ہیں۔ میرا بڑا چچا زاد بھائی بہت ہی بُرا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی خوشامد کرتے رہیں۔ بڑا ہونے کی حیثیت میں نفسیاتی طور پر اپنے باپ کی ہاں میں ہاں ملانا اپنا مقدس فرض سمجھتا ہے وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح میری شادی جلدی ہو جائے۔ خدا جانے یہ لوگ میری شادی کر رہے ہیں یا سودا کر رہے ہیں جو اتنے بے چین اور مضطرب دکھائی دیتے ہیں آج بھی صبح سے یہی مسئلہ زیرِ بحث تھا اور یہ مسئلہ پھر جھگڑنے کی صورت اختیار کر گیا۔

پال! میں یونہی کسی بات سے نہیں ڈرتی میں اپنی جگہ پہ بالکل مطمئن ہوں۔ میرا دل بالکل پُرسکون ہے لیکن دماغ ضرور پریشان ہے۔ آج بہت سی باتیں ہوتی رہیں۔ گھر کی فضا چونکہ ناسازگار تھی اس لیے میں نے کھانا نہیں کھایا۔ پھر میں نے خود بخود ہی کھانا کھا لیا۔ یہ سوچ کر کہ میں صحت کیوں تباہ کروں؟

میں جانتی ہوں۔ یہ حالات محض ہنگامی ہیں۔ کرنا تو مجھے وہی ہے جو میں چاہتی ہوں۔

Marfat.com

پھر خواہ مخواہ پریشان ہونے کی کیا ضرورت؟ پہلے پہلے میں ان باتوں پر بہت گھبرایا کرتی تھی لیکن اب میں عادی ہو گئی ہوں۔ ہمارے گھرانوں کی حالت اس تالاب کی سی ہے۔ جہاں صدیوں سے جمع شدہ پانی سڑنے لگا ہو۔ جب تک کوئی بہت بڑا انقلاب نہیں آئے گا یہ حالات درست نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ کسی چیز کو بھی روشنی میں، اس چیز کی اپنی روشنی میں نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ ہر بات کو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر رسم و رواج کے دیوتا پر قربان کر دیتے ہیں۔ ان کے ذہن دھوپ چھاؤں کے مختلف سایوں سے، غیر فطری سایوں متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ جھوٹی عزتوں کی دھوپ میں جاتے ہیں تو گرم ہو جاتے ہیں اور ان کا ملمع اترنے لگتا ہے۔ اگر یہ فطرت کی پُر سکون چھاؤں میں آ جائیں تو کنول کی پتی کی طرح ٹھنڈے ہو جائیں۔ اپنے ماحول کو کانٹوں سے بھر کر ہم ان لوگوں کے پیچھے اپنے پاؤں لہولہان کیوں کریں؟

اور پھر دنیا کیسے خوشحال دیکھ سکتی ہے؟ اس وقت میرا ذہن بے حد پریشان ہے یہی وجہ ہے کہ تمہیں اچھی طرح خط نہیں لکھ سکتی۔ وہ باتیں نہیں لکھ سکتی جو لکھنا چاہتی ہوں۔

آج میں نے اپنے چچا زاد بھائی سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر وہ محض اپنی بڑائی ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو میرے معاملات میں بالکل دخل نہ دیں۔ میں جانوں یا چچا جان جانیں۔ پھر میں نے تڑپ کر کہا۔

"جب ہمیں آپ کی عزت کا خیال ہے تو آپ لوگوں کو ہمارے دکھ سکھ کا خیال کیوں نہیں؟"

بھیا غصے سے شعلہ بن گئے لیکن میں نے اپنے الفاظ واپس نہ لیے اور اپنی جگہ مضبوطی سے کھڑی رہی۔ نہ جانے یہ والدین، یہ بھائی — لڑکیوں کو جواب دیتا دیکھ کر غصے سے پاگل کیوں ہو جاتے ہیں۔ کیا لڑکیوں کو پڑھا لکھا کر یہ اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ وہ اپنی زندگی کی تعمیر میں خود حصہ لے سکیں۔

میں آنے والے حالات کے معاملے میں زیادہ اچھی طرح کچھ نہیں جانتی۔ جانے کیا ہو۔

Marfat.com

اور کیا نہ ہو؟ شاید حالات ایسی صورت اختیار کر لیں کہ میں تم سے ایک عرصہ تک نہ مل سکوں تم اس بات پر غمزدہ نہ ہونا۔ ہمارا ساتھ محض یہی نہیں ہے کہ ہم ہر روز ملتے رہیں۔ ہم برسوں یونہی ایک دوسرے سے جدا ہو کر رہ سکتے ہیں اور یاد رکھو ہمیں کوئی طاقت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا نہیں کر سکتی۔ میری نگاہیں بنیادی مسائل کی طرف ہیں۔ آج سارے گھر والے اس خیال سے ناراض ہیں کہ میں ان کی پرواہ نہیں کر رہی اور دبی زبان سے بغاوت کا اعلان کر رہی ہوں۔

اے کاش! میرے اختیار میں ہو اور میں اس ماحول کے سارے ڈھانچے کو آگ لگا دوں۔ اس سارے بناوٹی قطب مینار کو شعلوں کی نظر کر دوں جو دوسروں کے حقوق کی لاشوں پر تعمیر کیا گیا ہے۔

ہاں! تم نہیں جانتے کہ میں نے اس ماحول میں رہ کر کس قدر ہمت شکن جدوجہد کی۔ اپنی رائے خود بنائی اور اپنے لیے پتھریلی راہگذاروں میں سے خود راستے تراشے ہیں ہر مخالف لہر کے مقابلے میں چٹان بن کر کھڑی ہوئی ہوں۔ اس لیے کہ میں عام لوگوں کی سی زندگی نہیں بسر کرنا چاہتی تھی میں اپنے ماحول سے مطمئن نہیں تھی۔ میں ان فضاؤں سے بلند رہ کر پرواز کرنا چاہتی تھی۔ میں دیکھتی تھی کہ یہاں پر پھول کے چہرے پر راکھ اڑتی ہے اور ہر کلی کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں۔ میں ان اجاڑ قلعوں میں قید میں رہ کر زندگی کی لاش پر سے نہیں گذرنا چاہتی تھی۔ میں کھلی فضا میں زندگی کے پھول سورج کی طرف اچھالنا چاہتی تھی۔ میں نوحوں کے نغموں میں بدل دینا چاہتی تھی۔ میں درندہ صفت وحشیوں کا اسی درندگی سے مقابلہ کرنا چاہتی تھی اور پھر میں نے ہر مخالف طاقت سے ٹکر لی اور ہر چٹان سے ٹکرائی۔ اگرچہ میں نے اس جنگ میں اپنا بہت کچھ کھویا، اپنے ہر عزیز کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھا مگر آخر فتح میرے ہاتھ رہی اور میں نے سب سے پہلے اپنے قلعے پر اپنی آزادی کا پرچم لہرایا۔

ان حالات میں بھلا میں کیسے چپ رہ سکتی ہوں۔ یہ لوگ جہاں بھی میری شادی یا میرا سودا کرنا چاہتے ہیں۔ میں وہاں کبھی نہیں جا سکتی۔ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ میں شادی

Marfat.com

اپنی مرضی سے کروں گی۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر شادی نہیں کروں گی۔ اور عمر بھر کنواری رہوں گی۔ اور ایک ایسی ضد ہے جو بچپن ہی سے میرے سینے میں پرورش پا رہی ہے۔
میں اپنی فیصلہ کن آندھیوں کے جھکڑوں میں ان کے ارادوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑا دوں گی۔ ہاں! جب میں نے ساری عمر اسی جد و جہد میں گذاری ہے کہ اپنی زندگی کو سنواروں اور اس کا ایک نصب العین متعین کروں تو بھلا اب جبکہ میری جد و جہد کلائی میکس پہ ہے۔ میں کیسے چپ رہ سکتی ہوں؟ میرے حوصلے کو وقت کا زنگ نہیں لگ سکتا۔ میں آج بھی اپنے اندر وہ عظیم طاقت محسوس کر رہی ہوں جو بادلوں کے رخ پھیر سکتی ہے اور جو تنومند سے تنومند درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک سکتی ہے میں ان لوگوں کو مجبور کر دوں گی کہ یہ اپنی چال بدل دیں اور یا میری طرح سوچنے پہ مجبور ہو جائیں۔ اگرچہ میرا دل زخم کھا چکا ہے۔
اور میں اس زخم کو ہر قیمت پہ مندمل کرنا چاہتی ہوں۔ تاکہ میں ایک بار ملی ہوئی مختصر زندگی کو انتہائی شایانِ شان طریقے سے بسر کر سکوں پھر میرا مقام ان بلندیوں پہ ہو گا کہ یہ لوگ سر اٹھا کر مجھے دیکھیں گے تو انھیں چکر آ جائے گا۔ اگرچہ آج میں خود اس قدر پستی میں ہوں کہ اوپر دیکھتے ہوئے مجھے ڈر لگ رہا ہے اور میرا سر چکرا رہا ہے۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔ لیکن یہ ذہنی تھکن جو جسم کو بھی تھکا رہی ہے۔ بہت جلد مجھ سے دور ہو جائے گی۔ اور یہ تھکن صرف تمھارے پیار اور تمھارے قرب ہی سے دور ہو سکتی ہے۔ تم میری سلگتی ہوئی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دینا اور پھر ہم اکٹھے بلند ترین پہاڑوں پہ چلے چلیں گے۔ ہم سورج کی کرنوں کے ہار پروئیں گے۔ اور چاند کی وادیوں میں جگنوؤں کے قافلے روانہ کریں گے۔ ہم بہاروں کے مہمان ہوں گے اور گلاب کے شگوفوں میں بیٹھ کر خزاں کے گیت یاد کریں گے اور خزاں کے مرثیئے پڑھیں گے۔
باہر کھڑکی سے باہر مکان کی چھتوں پہ چاروں طرف دکھی دکھی سی اداس چاندنی چھائی ہوئی ہے۔ ہر شے ہلکی ہلکی دھند میں لپٹی جا رہی ہے۔ سرما کی زرد چاندنی کہ جسے دیکھنے والا کوئی نہیں!

Marfat.com

تمھیں معلوم ہے تم میرے کس قدر قریب آچکے ہو؟ جب میں تمھارا چہرہ دیکھتی ہوں تو اپنے سارے غم بھول جاتی ہوں۔ مجھے تمھارے چہرے میں اپنی عظمت اور برتری دکھائی دیتی ہے۔ تمھاری آنکھوں میں روشنی کے وہ مینار مسکراتے نظر آتے ہیں جو میرے گھرے اندھیروں میں مجھے راستہ دکھلاتے ہیں۔ میرے دل میں تمھاری محبت بلی کے بچے کی طرح گرم قالین پر سوئی ہوئی ہے اور میں تمھیں کبھی بھی فراموش نہ کر سکوں گی۔ کبھی نہ چھوڑ سکوں گی۔ میرے دل کے معبد میں صرف ایک ہی بت ہے جس کی پیشانی پر پال کا نام لکھا ہوا ہے۔

تمھاری
بلقیس

Marfat.com

میری محبت کے سنہری پھول!

آج تمھیں خط لکھتے ہوئے جانے بار بار ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے جیسے تمھیں زندگی کا آخری خط لکھ رہی ہوں۔ جیسے تمھیں آخری بار آواز دے رہی ہوں۔ میں اس خیال کو جتنا دور ہٹاتی ہوں مکڑی کے جالے کی طرح یہ اتنا ہی مجھے اپنی لپیٹ میں لیتا جاتا ہے صبح اچھی بھلی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی مگر اب جبکہ میں تمھیں خط لکھنے بیٹھی ہوں ہوا نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا ہے۔ یہ خزاں کی ہوا ہے۔ اس میں گرد و غبار اور تنکے بھی ہیں، کاغذ کو سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔ میں کھڑکی کھولے بیٹھی ہوں اور تمھیں خط لکھ رہی ہوں ہوا کے ساتھ گرد اڑ رہی ہے اور سیدھی آنکھوں میں جا رہی ہے۔ اس لیے میں آنکھوں پہ دوپٹہ ڈال کر چھوٹا سا خیمہ بنا لیا ہے لیکن دوپٹہ اتنا باریک ہے کہ ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ میرے گرد لپٹتا جا رہا ہے۔ ابھی اڑ کر دور جا گرا تھا۔ اسے اٹھانے کے لیے بھاگی تو ساری نیلی دوات میری سپید شلوار پہ آ الٹ گئی۔ بال اڑ اڑ کر میری آنکھوں کے سامنے گر رہے ہیں۔ ربن نہ جانے کہاں کھو گیا ہے۔ میں ربن ہمیشہ کھو دیا کرتی ہوں۔ اب میں نے کھڑکی بند کر دی ہے اور ہوا رک گئی ہے۔

Marfat.com

رات میں کتنی ہی دیر حسبِ معمول تمھارے بارے میں سوچتے سوچتے سو گئی۔ خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ سارے شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہیں اور بے حد گھبرائے ہوئے ہیں۔ دور سے ہی گولہ باری کی بھیانک آوازیں آ رہی ہیں۔ آسمان کا رنگ گہرا سُرخ ہو رہا ہے اور جیسے سمیسن اینڈ ڈیلیلہ کا آخری سین تھا، جب بادشاہ کا محل گرنا شروع ہو جاتے ہیں اور تمام لوگ مر جاتے ہیں۔ سوائے اس لڑکی اور لڑکے کو جو سیمسن کو اپنا دیوتا سمجھتے تھے اور جو اس کی قوم میں سے تھے۔ بس دیکھتے ہی دیکھتے سارے شہر کی عمارتیں گرنا شروع ہو جاتی ہیں۔ لوگ چیختے ہیں، چلاتے ہیں، بھاگتے ہیں اور کہیں راہِ فرار دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے ایکدم اپنی جان بچانے کا خیال آتا ہے اور میں گھر والوں کی پرواہ کیے بغیر بھاگنا شروع کر دیتی ہوں مگر سب راستے بند ہوتے ہیں۔ میں خدا سے دُعا مانگتی ہوں کہ وہ مجھے بچا لے اور پھر بھاگنا شروع کر دیتی ہوں۔ اچانک میں اپنے سامنے تمھیں دیکھتی ہوں میں تم سے لپٹ جاتی ہوں۔ میں تم سے کہتی ہوں کہ خدا کے لیے مجھے یہاں سے نکال لو۔ مکان گر رہے ہیں۔ لوگ کچلے جا رہے ہیں۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں۔ کسی کی خبر نہیں۔ یہاں سے بھاگ چلو ورنہ ہم بھی کچلے جائیں گے۔ اور مر جائیں گے اور ہمیں ابھی مرنا نہیں۔ ہم زندہ رہیں گے اور ان راکھ کے ڈھیروں سے نئے محلوں کی بنیادیں اٹھائیں گے۔ انہی آگ کے شعلوں سے نئے غنچے کھلائیں گے اور اسی خاکستر سے تمدّن کے نئے مینار کھڑے کریں گے۔ ہم دونوں بھاگتے ہیں لیکن ہمیں راستہ نہیں ملتا۔ ہم بڑی مشکل سے راستہ بناتے ہیں اور باہر نکل آتے ہیں۔

باہر آ کر ہم ایک پگڈنڈی پر ہو لیتے ہیں اور گہرے سیاہ آسمان کی چھاؤں میں چپ چاپ ایک طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اپنی نامعلوم منزل کی طرف! جب دل میں محبت کے گیت نغمہ زن ہوں تو بڑے بھیانک خواب آیا کرتے ہیں۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو موسم کی دلفریبی دیکھ کر میں لیٹے ہی لیٹے مسکرا دی۔ آسمان کا رنگ سورج کی روشنی میں سنہری ہو رہا تھا۔ ہوائیں ان دیکھے پھولوں کی مہک لیے بس رہی تھی۔ سفید کبوتروں کی ٹولیاں فضاؤں میں تیر رہی تھیں اور درختوں کی شاخیں ہوا میں جھوم

Marfat.com

رہی تھیں۔ سنہری آسمان پر کہیں سے بھٹکے ہوئے بادلوں کا چھوٹا سا قافلہ آ کر رک گیا تھا۔ اور جیسے سوچ رہا تھا کہ واپس پلٹ چلے یا اپنے سفر کو جاری رکھے۔ یہ بادل کس قدر معصوم دکھائی دے رہے تھے جیسے پری زاد شہزادے نیلے سمندر میں نہا کر سفید بادبانوں والی کشتیوں میں سوار ہو کر اپنے زمردیں محلات کو جا رہے ہوں۔ میں دیر تک اس منظر کو دیکھتی اور خوش ہوتی رہی۔ پھر میں نے مشرق کی جانب نگاہ اٹھائی تو طلوع ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں اور اوّلیں نور کی روانی نے مجھے مسحور سا کر دیا۔ اور مجھے اسکول کے زمانے میں عید کارڈوں پر دیکھی ہوئی وہ سینریاں یاد آ گئیں۔ جہاں کھیل کے کنارے برف گر رہی ہوتی ہے۔ پھول کھل رہے ہوتے ہیں، چشمے جاری ہوتے ہیں۔ آبشاریں بلندیوں سے نیچے گر رہی ہوتی ہیں۔ دوسری جانب ایسی خوبصورت جھیلیں ہوتی ہیں جیسے زمین اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہو اور پھر ان جھیلوں کے سنہری مائل حاشیوں پر سفید آبی جانور اور کنول کے پھول تیر رہے ہوتے ہیں۔

ان خطوں، ان وادیوں میں ستاروں کو نور ملتا ہے اور پھولوں کو مہک اور قوس قزح کو رنگ عطا ہوتے ہیں اور انہی وادیوں میں ہم نے ایک دوسرے کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا اور ابھی تک ایک دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو دور دور سے دیکھتے ہیں۔ کبھی کبھی نزدیک بھی آ جاتے ہیں اور پھر تم کہتے ہو۔ بلقیس! دیکھو! میری طرف دیکھو! اور وہ دیکھنا چاہتی ہے لیکن نہیں دیکھتی۔ نہیں دیکھ سکتی۔ اس کی پلکیں حیا سے بوجھل ہو جاتی ہیں۔ وہ جانتی ہے کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو وہ راستہ بھول جائے گی۔ وہ آنکھوں کی گہری جھیلوں میں محبت کے پھول چننے اتر گئی تو پھر باہر نہ نکل سکے گی۔ اور دیکھتے دیکھتے گہرے پانیوں میں پہنچ جائے گی۔ پھر کوئی اسے واپس نہ بلا سکے گا۔ اس کے گھر والے بھی اسے اپنے پاس واپس نہ لا سکیں گے۔ وہ جانتی ہے کہ نگاہ کی گرمی سے دل پگھل کر موم بن جاتے ہیں اور زبان کی بے احتیاطی سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اس خطے کی وادیاں جوانی اور حسن کے سدا بہار پھولوں سے مہک رہی ہوتی ہیں اور ہم سایہ دار درختوں پر سے گزر کر پہاڑ کی بلند ترین چوٹیوں

Marfat.com

پر پہنچتے ہیں تو برف گرنا شروع ہو جاتی ہے۔
برف ساری رات گرتی رہتی ہے
اس برف میں میں کھڑکی سے لگی ساری رات تمہارا انتظار کروں گی۔
کیا تم آؤ گے نہیں ؟
میں نے آتش دان میں آگ جلا دی ہے۔
اور کیتلی میں قہوہ ڈال دیا ہے۔
کیا تم آؤ گے نہیں ؟

تمہاری
بلقیس

اس کے بعد میں پال کو کوئی خط نہ لکھ سکی۔
اس لیے کہ وہ مجھے چھوڑ کر، اپنے گھر بار کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کو چلا گیا۔ ہسپانیہ چلا گیا اور میری شادی ہو گئی۔ میرا سودا ہو گیا اور میں پال کو کوئی خط نہ لکھ سکی۔ اور یہ سارا کھیل، اتنا بڑا کھیل یوں پلک جھپکنے میں ختم ہو گیا کہ میں دم بخود ہو کر رہ گئی۔ اور اب تک دم بخود ہوں۔

خواب کی مرمریں بارہ دری میں بیٹھ کر مجھ سے بربط پہ زندگی کے اداس، بھولے بسرے گیت سننے والے اجنبی شہزادے! میری شادی ایک بہت بڑے جاگیردار سے ہو گئی۔ شادی کی رات میں سرد پتھر کا ٹکڑا بنی اپنی سہیلیوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے درمیان بیٹھی رہی۔ اور دیکھتی رہی اور کچھ نہ دیکھتی رہی۔ لڑکیاں میرے بناؤ سنگار میں مصروف تھیں۔ کوئی میرے آنچل درست کر رہی تھی اور کوئی انگلیوں میں سونے اور موتیوں سے منڈھی ہوئی انگشتریاں سجا رہی تھیں۔ میرے قریب ہی ڈھولک پہ گیت گائے جا رہے تھے۔ بیاہ شادیوں پہ گائے جاتے والے دردناک جدائی کے گیت! رخصتی کے وقت سبھی سہیلیاں مجھ سے گلے ملیں اور جب نعیمہ ـــــ پال کی بہن مجھ

Marfat.com

سے گلے ملنے لگی تو میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ روتی ہوئی ڈولی میں سوار ہو گئی۔ اور اپنے نئے گھر، نئے مالک کے گھر پہنچ گئی۔ جہاں ایک عورت اور پانچ بچے میرا پہلے ہی سے انتظار کر رہے تھے۔

اس دن ڈولی میں بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ مشرقی عورت محض عورت ہے اور عورت کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں۔ وہ امیدوں کے محل تعمیر کرتی ہے اور پھر انہی کی دیواروں کے سائے میں بیٹھ کر رونے لگتی ہے۔ وہ زندگی کے ہر مسئلے کو رنگین دوپٹے میں سے جھانک کر دیکھتی ہے اور جب دوپٹہ اڑ جاتا ہے تو وہ ان حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

زندگی کے بیس سال ایک تاریک جہنم میں بسر کرنے کے بعد میں اس دنیا میں اکیلی رہ گئی۔ اس وقت اکیلی رہ گئی۔ جب بڑھاپا میرے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ میں اس پہاڑی مکان میں آ گئی اور جب سے آج تک اسی مکان میں ہوں۔ یہ ہے میری کہانی کا آخری گیت۔ یہ ہے میری خزاں کا آخری زرد پتا ـــــ اور۔ . . . . .

. . . .

اس کے بعد ایکا ایکی یوں محسوس ہوا جیسے نقاب کے اندر شہزادے کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے ہیں۔ میں نے اپنا بربط پتھر پر رکھ دیا اور اس شہزادے نے اپنا نقاب الٹ دیا۔

"پال!"

میں چیخ کر اس کی طرف بڑھی اور یہ سب کچھ جیسے فضا میں کہیں گم ہو گیا۔ رنگ، پھول، ہوا، روشنی اور گیت ـــ سب کچھ گرد و غبار میں تحلیل ہو گیا۔ اور میں اپنے اسی سرد اور ویران کمرے میں لمبی، مخروطی کھڑکی کے سامنے آرام کرسی پر نیم دراز تھی اور باہر شام کا اندھیرا پاؤں پھیلا رہا تھا۔

. . . .

Marfat.com

میں آج بھی یہیں ہوں اور زندگی کا آخری دن اپنے رتھ پر سوار، مجھے لینے اسی ویران حویلی میں آئے گا۔ دل میں ایک حسرت ضرور ساتھ جائے گی۔ کاش! زندگی میں ایک بار، صرف ایک بار پال کو دیکھ لیتی۔ اس کا چہرہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں تھام کر اُسے پاگلوں کی طرح پیار کرتی اور کہتی۔ پال! تم کہاں رہے؟ تم کہاں تھے؟ تم اپنی بلقیس کو اس طرح اکیلا چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے؟ لیکن شاید یہ حسرت دل کی دل ہی میں رہ جائے اور جب میں مر جاؤں تو چیڑھ کے درخت پر سے ایک اداس پتا زمین پر گر پڑے۔

Marfat.com

اے حمید

ایک محبِّ وطن پاکستانی کمانڈو کی سچی داستان

کمانڈو (۷ حصّے)

لنکا سری لنکا

زیتون کی وادی

خانہ بدوش کے خطوط

ہو تو چلے رنگون

بارش اور بالکونی

جھیل اور کنول

دھوپ اور شگوفے

ڈربے

چاند پھر نکلے گا

جاپان کی ڈمپل

گلاب کی ٹہنی

جنگل روتے ہیں

آدھی رات کا شہر

بادبان کھول دو

سیاہ پھول

چائے والا

برف باری کی رات

ویران جزیرے